Globethics Repository

Imam Abu Hanifah Imam al-Aimmah fi al-Hadith Jilid 6 (Imam Abu Hanifah the Imam of Muslim Scholars in Science of Hadith (Part 6)

This page was generated automatically upon download from the Globethics Repository. More information on Globethics see https://www.globethics.net. Data and content policy of Globethics Repository see https://repository.globethics.net/pages/policy.

Item Type	Book
Authors	al-Qodiri, Muhammad Thohir
Publisher	Minhajul Quran Press
Rights	With permission of the license/copyright holder
Download date	2026-07-10 04:14:29
Link to Item	http://hdl.handle.net/20.500.12424/184032

باب سیزدہم

اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ اَئمہ صحاح ستّہ، اِمام شافعیؒ اور اِمام اَحمد بن حنبلؒ کے شیوخ میں سے ہیں

www.MinhajBooks.com

گزشتہ باب میں ہم نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام بخاریؒ کے درمیان تعلق کو بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ امامِ اعظم بارہ (۱۲) طرق سے امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں۔ اِس باب میں ہم اس بات کا تذکرہ کریں گے کہ صرف امام بخاری ہی نے امام صاحب سے علمی استفادہ نہیں کیا بلکہ دیگر تمام ائمہِ صحاح ستّہ امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ سمیت ائمہ فقہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل بھی آپ کے علم الحدیث سے مستفید ہوئے۔

۱۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ گیارہ طُرق سے ائمہِ صحاح ستّہ کے شیخ ہیں

امامِ اعظم سے جن محدّثین نے روایت کیا ہے اُن سے ائمہِ صحاحِ ستّہ نے روایت کیا ہے مگر جب ائمہِ ستّہ نے اپنے طرق سے احادیث روایت کیں تو انہوں نے امامِ اعظم کی سند کے علاوہ اپنے شیوخ کی دیگر اسانید سے احادیث کو روایت کیا۔ اس سے بظاہر یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید ائمہِ ستّہ کے شیوخ نے امام صاحب سے روایت نہیں کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ائمہِ ستّہ کے کثیر شیوخ ایسے ہیں جنہوں نے امام صاحب سے روایت کیا ہے۔ اس طرح ائمہِ ستّہ بالواسطہ امام صاحب کے فیضِ علمی سے مستفید ہونے کی بناء پر آپ کے شاگرد ہوئے۔ ذیل میں ہم ائمہِ ستّہ کے گیارہ شیوخ سے اُن کی امام صاحب کے ساتھ نسبتِ تلمذ کو علمی تحقیق کے ساتھ مع اسانید بیان کر رہے ہیں۔

(۱) امامِ اعظمؒ، عبداللہ بن مبارکؒ کے واسطہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام عبداللہ بن مبارکؒ (متوفی ۱۸۱ھ) کے واسطہ سے امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک پہلی سند

(شیخ) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد رحمہم اللہ تعالیٰ

↓ ↓

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ | امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام عبداللہ بن مبارکؒ کے شیخ ہیں۔ امام بخاری اور امام ابنِ ابی حاتم نے امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه ابن المبارک.(۱)

’’امام ابنِ مبارک نے آپ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ جب کہ امام عبد اللہ بن مبارک، محدّثِ کبیر امام یحیٰی بن معین کے شیخ ہیں۔ امام مسلم فرماتے ہیں:

أبو زکریا یحیی بن معین سمع عبد الله بن المبارک.(۲)

’’ابو زکریا یحیٰی بن معین نے عبداللہ بن مبارک سے سماع کیا ہے۔‘‘

۳۔ اِمام مزی اور امام عسقلانی نے امام یحیٰی بن معین کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن عبد الله بن المبارک.(۳)

’’انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے۔‘‘

۴۔ امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے امام یحیٰی بن معین سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام عسقلانی، امام یحیٰی بن معین کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
(۲) مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۳۳۷
(۳) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۳۱: ۵۴۵
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۱: ۲۴۶

روى عنه البخاري ومسلم وأبو داود.[1]

’’امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

۵۔ امام ترمذی نے امام بخاری اور امام مسلم سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام ذہبی، امام بخاری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه الترمذي.[2]

’’امام ترمذی نے امام بخاری سے روایت کیا ہے۔‘‘

۶۔ امام عسقلانی اور امام سیوطی، امام مسلم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه الترمذي.[3]

’’امام ترمذی نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

۷۔ جب کہ امام نسائی نے امام ابوداؤد سے روایت کیا ہے۔ خطیب بغدادی اور امام عسقلانی، امام ابوداؤد کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

روى عنه أبو عبد الرحمن النسائي.[4]

’’امام ابوعبدالرحمٰن نسائی نے امام ابوداؤد سے روایت کیا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۳۱: ۵۴۶
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۱: ۲۴۶

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۴: ۴۳۴
۲۔ ذہبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۲۵۲

(۳) ۱۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۰: ۱۱۴
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۶۴

(۴) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۵۵
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۴: ۱۵۰

(۲) اِمامِ اَعظمؒ، عبداللہ بن مبارکؒ کی دوسری سند کے ذریعے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام عبداللہ بن مبارکؒ (متوفی ۱۸۱ھ) کے اِس دوسرے طریق کے واسطہ سے امام ابنِ ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک دوسری سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابنِ ماجہ رحمھم اللہ تعالیٰ

↓ ↓

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ | امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام عبداللہ بن مبارک، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کے شیخ ہیں۔ امام مسلم، امام ابوبکر ابنِ ابی شیبہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أبو بکر عبد اللہ بن محمد بن أبي شيبة العبسي الکوفي سمع ابن المبارک. (۱)

''ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ عبسی کوفی نے ابنِ مبارک سے سماع کیا ہے۔''

۲۔ امام مزی نے بھی ابوبکر ابنِ ابی شیبہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن عبد اللہ بن المبارک. (۲)

''انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے۔''

۳۔ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام ابنِ ماجہ نے امام ابنِ ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔ امام ذہبی اور امام سیوطی نے امام ابنِ ابی شیبہ کے تعارف میں لکھا ہے:

روی عنه البخاري، ومسلم، وأبوداود، وابن ماجة. (۳)

''امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام ابنِ ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے۔''

امام عبداللہ بن مبارک کے اِن درج بالا دونوں طرق کی علمی تحقیق سے معلوم ہوا کہ امامِ اعظم، ائمہِ صحاح ستّہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ کے شیخ ہیں۔

www.MinhajBooks.com

---

(۱) مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۱۲۹

(۲) مزی، تهذيب الکمال، ۱۶: ۳۶

(۳) ۱۔ ذهبی، الکاشف، ۱: ۵۹۳

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۹۲

(۳) امامِ اعظمؒ، یزیدؒ بن زُرَیع کے واسطہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام یزیدؒ بن زُرَیع (متوفی ۱۸۲ھ) کے واسطہ سے امام ابراہیم بن موسیٰ (متوفی ۲۲۰ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک تیسری سند

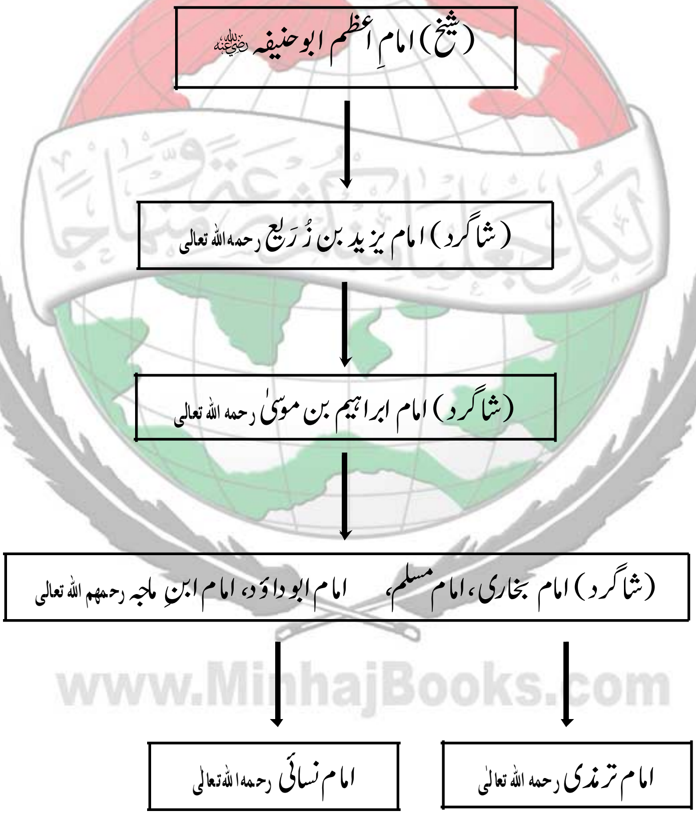

علمی تحقیق

۱۔ امام یزید بن زُرَیع نے براہِ راست امامِ اعظم سے روایتِ حدیث کی ہے۔ امام مزی اور امام عسقلانی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه يزيد بن زريع.[۱]

’’امام یزید بن زریع نے آپ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ امام یزید بن زریع، امام ابراہیم بن موسیٰ بن یزید بن زاذان فراء تمیمی کے شیخ ہیں۔ اِن سے امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داؤد نے براہِ راست جبکہ باقی ائمۂ صحاح ستّہ نے بالواسطہ روایت کیا ہے۔ امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام ابراہیم بن موسیٰ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن يزيد بن زريع، وعنه البخاري، ومسلم، وأبوداود، وروی الباقون عنه بواسطة.[۲]

’’ابراہیم بن موسیٰ نے امام یزید بن زریع سے روایت کیا ہے جبکہ امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے اِن سے روایت کیا ہے اور باقی ائمہ نے بالواسطہ اِن سے روایت کیا ہے۔‘‘

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۱
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱۰: ۴۰۱

(۲) ۱۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱: ۱۴۸
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۹۹

(۴) امامِ اعظمؒ، ھُشَیمؒ بن بشیر کے واسطہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام ھُشَیم بن بشیر (متوفی ۱۸۳ھ) کے واسطہ سے امام عمرو بن زُرارہ (متوفی ۲۳۸ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک چوتھی سند

(شیخ) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام عمرو بن زُرارہ رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی رحمھم اللہ تعالیٰ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام ھُشَیم بن بشیر کو امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے نسبتِ تلمذ حاصل ہے۔ امام بخاری اور امام ابنِ ابی حاتم نے امامِ اعظم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روى عنه هشيم بن بشير.(۱)

''ہشیم بن بشیر نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ امام ہشیم بن بشیر سے امام عمرو بن زُرارہ نیشاپوری نے سماع کیا ہے۔ امام مسلم، عمرو بن زرارہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أبو محمد عمرو بن زرارة النيسابوري: سمع هشيما.(۲)

''ابو محمد عمرو بن زرارہ نیشاپوری نے ہشیم سے سماع کیا ہے۔''

۳۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام عمرو بن زرارہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

روى عن هشيم.(۳)

''انہوں نے ہشیم سے روایت کیا ہے۔''

۴۔ جب کہ امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے امام عمرو بن زرارہ سے روایت کیا ہے۔ امام عسقلانی، امام عمرو کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه البخاري، ومسلم والنسائي.(۴)

''امام بخاری، مسلم اور نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔''

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱

۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹

(۲) مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۷۵۱

(۳) ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۶: ۲۳۳

(۴) عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۸: ۳۱

(۵) امامِ اعظمؒ، عَبّادؒ بن عَوّام کے واسطہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق کی رُو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام عباد بن عوّام (متوفی ۱۸۵ھ) کے واسطہ سے امام عبّاد بن یعقوب (متوفی ۲۵۰ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک پانچویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام عباد بن عوام رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام عباد بن یعقوب اسدی رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام بخاری، امام ترمذی، امام ابنِ ماجہ رحمھم اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام عباد بن عوّام کلابی نے امامِ اعظم سے براہ راست روایت کیا ہے۔ ان کو امام صاحب سے نسبتِ تلمذ حاصل ہے۔ امام بخاری اور امام ابنِ ابی حاتم نے امامِ اعظم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روى عنه عبّاد بن العوام.(۱)

’’امام عبّاد بن عوّام نے آپ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ امام عبّاد بن عوّام سے عبّاد بن یعقوب اَسدی نے روایت کیا ہے جو کہ امام بخاری، امام ترمذی اور امام ابنِ ماجہ کے شیخ ہیں۔ امام عسقلانی اور امام مزی نے امام عبّاد بن عوّام کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه عبّاد بن يعقوب.(۲)

’’عبّاد بن یعقوب نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

۳۔ امام عسقلانی اور امام ذہبی نے امام عباد بن یعقوب کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه البخاري والترمذي وابن ماجة.(۳)

’’امام بخاری، امام ترمذی اور امام ابنِ ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹

(۲) ۱۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۵: ۸۶
۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۴: ۱۴۲

(۳) ۱۔ ذہبی، الکاشف، ۱: ۵۳۲
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۵: ۹۵

(٦) امامِ اعظمؒ، وکیعؒ بن جَرّاح کے واسطہ سے ائمۂِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام وکیع بن جَرّاح (متوفی ١٩٦ھ) کے واسطہ سے امام یحیٰی بن معین (متوفی ٢٣٣ھ) کے ذریعہ سے ائمۂِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمۂِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک چھٹی سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام یحیٰی بن معین رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داوٗد رحمھم اللہ تعالی

↓ ↓

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی | امام نسائی رحمہ اللہ تعالی

علمی تحقیق

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام وکیع بن جرّاح کے شیخ ہیں۔ اسے امام بخاری نے 'التاریخ الکبیر (۸: ۸۱)' اور امام ابنِ ابی حاتم نے 'الجرح و التعدیل (۸: ۴۴۹)' میں بیان کیا ہے۔

امام وکیع بن جراح بھی محدّثِ کبیر امام یحییٰ بن معین کے شیخ ہیں۔

۱۔ امام مزی اور امام عسقلانی نے امام یحییٰ بن معین کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن وکیع.(۱)

''انہوں نے وکیع سے روایت کی ہے۔''

۲۔ خطیب بغدادی نے امام یحییٰ بن معین کے بارے میں لکھا ہے:

سمع وکیعا.(۲)

''انہوں نے وکیع سے سماع کیا ہے۔''

جبکہ امام یحییٰ بن معین، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد کے شیخ ہیں اور امام ترمذی و ابوداؤد بالواسطہ اِن کے تلمیذ ہیں۔ (اس پر حوالہ جات طریق (۱) میں ذکر ہو چکے ہیں)۔

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۳۱: ۵۴۵
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۱: ۲۴۶

(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۱۷۷

(۷) امامِ اعظمؓ، وکیعؒ بن جَرّاح کی دوسری سند کے ذریعے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام وکیع بن جَرّاح (متوفی ۱۹۶ھ) کے اِس دوسرے طریق سے امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؓ تک ساتویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد رحمھم اللہ تعالیٰ

↓

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ | امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ

علمی تحقیق

۱۔ فقہ حنبلی کے بانی امام احمد بن حنبل کو امام وکیع سے نسبتِ تلمذ حاصل ہے۔ امام مسلم، امام وکیع بن جَرّاح کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أبو سفیان وکیع بن الجراح: روی عنه أحمد.[1]

''ابوسفیان وکیع بن جراح سے امام احمد نے روایت کیا۔''

۲۔ امام ابن ابی حاتم، امام ابنِ حبان اور امام سیوطی، امام وکیع کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عنه أحمد بن حنبل.[2]

''احمد بن حنبل نے وکیع سے روایت کیا ہے۔''

۳۔ جبکہ امام احمد بن حنبل سے امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ امام عسقلانی اور امام سیوطی، امام احمد بن حنبل کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عنه البخاري ومسلم وأبو داؤد.[3]

''امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے۔''

---

(۱) مسلم، الکنی والأسماء، ۱: ۳۸۹
(۲) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۹: ۳۷
۲۔ ابن حبان، الثقات، ۷: ۵۶۲
۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۳۳
(۳) عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱: ۶۳
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۸۹

(۸) امامِ اعظمؒ، یزیدؒ بن ہارون کے واسطہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام یزید بن ہارون واسطی (متوفی ۲۰۶ھ) کے واسطہ سے امام یعقوب بن ابراہیم (متوفی ۲۵۲ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک آٹھویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) ائمہِ صحاح ستّہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ رحمھم اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام یزید بن ہارون واسطی براہِ راست امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام ذہبی اور امام مزی، امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عنه يزيد بن هارون. (۱)

''یزید بن ہارون نے آپ سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ امام یزید بن ہارون سے امام یعقوب بن ابراہیم بن کثیر دَورَقی نے روایت کیا ہے جبکہ امام یعقوب دورقی وہ خوش قسمت محدّث ہیں جن سے کل ائمہِ صحاحِ ستّہ نے روایت کیا ہے۔ امام ذہبی، یعقوب بن ابراہیم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

حدّث عن يزيد وحدّث عنه الجماعة السّتة. (۲)

''یعقوب بن ابراہیم نے یزید سے اور ائمہِ صحاحِ ستّہ نے ان سے روایت کیا ہے۔''

۳۔ امام عسقلانی، امام یعقوب بن ابراہیم کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

روی عن يزيد بن هارون. روی عنه الجماعة. (۳)

''انہوں نے یزید بن ہارون اور ان سے جماعتِ صحاحِ ستّہ نے روایت کیا ہے۔''

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ٦: ۳۹۴
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۲۱

(۲) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۲: ۱۴۱

(۳) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۱: ۳۳۴

(۹) امامِ اعظمؒ، عبدالرزاق بن ہمامؒ کے واسطہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام عبدالرزاق بن ہمام (متوفی ۲۱۱ھ) کے واسطہ سے امام محمود بن غیلان (متوفی ۲۳۹ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک نویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام عبد الرزاق بن ہمام رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام محمود بن غیلان مروزی رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابنِ ماجہ رحمھم اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام عبد الرزاق بن ہمام کو حدیث میں امامِ اعظم سے نسبتِ تلمذ حاصل ہے۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام ذہبی اور امام سیوطی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں نقل کیا ہے:

روی عنه عبد الرزاق.(۱)

’’امام عبدالرزاق نے آپ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ امام عبد الرزاق بن ہمام سے امام محمود بن غیلان مروزی نے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام عسقلانی نے امام عبد الرزاق بن ہمام کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روی عنه محمود بن غيلان المروزي.(۲)

’’امام محمود بن غیلان مروزی نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

۳۔ جب کہ امام محمود بن غیلان مروزی سے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ امام مزی نے امام محمود بن غیلان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه الجماعة سوی أبي داود.(۳)

’’امام ابو داؤد کے علاوہ باقی پانچوں ائمہِ صحاح کی جماعت نے محمود بن غیلان سے روایت کیا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۸۰

(۲) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۸: ۵۶
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۶: ۲۷۸

(۳) مزی، تهذیب الکمال، ۲۷: ۳۰۷

۴۔ امام سیوطی نے امام محمود بن غیلان کے ترجمہ میں ائمہِ صحاح کے نام لے کر لکھا ہے:

روی عنه البخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن ماجة.[1]

’’امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ نے امام محمود سے روایت کیا ہے۔‘‘

www.MinhajBooks.com

(۱) سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۱۰

(۱۰) امامِ اعظمؒ، مکیؒ بن ابراہیم کے واسطہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے تلمیذ امام مکی بن ابراہیم (متوفی ۲۱۵ھ) جو امام بخاری کے براہِ راست شیخ ہیں، کے واسطہ سے امام محمد بن مُثَنّٰی (متوفی ۲۵۲ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک دسویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام محمد بن مثنّی رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) ائمہِ صحاح ستہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابنِ ماجہ رحمھم اللہ تعالی

علمی تحقیق

امام مزی، عسقلانی اور دیگر ائمہ کی تحقیق کے مطابق امام مکی بن ابراہیم، امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں تلمیذ ہیں۔ (۱)

۱۔ امام ابنِ ابی حاتم اور دیگر ائمہ نے امام مکی بن ابراہیم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه محمّد بن المثنّی. (۲)

''امام محمد بن مثنی نے مکی بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ جب کہ امام ابوموسیٰ محمد بن مثنی، کل ائمہ صحاحِ ستّہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ کے شیخ ہیں۔ خطیب بغدادی نے امام محمد بن مثنی کے ترجمہ میں درج کیا ہے:

روی عنه محمد بن إسماعيل البخاري ومسلم بن الحجّاج وأبوداود السجستاني وأبوعبدالرحمن النسائي وأبوعيسى الترمذي. (۳)

''امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام مسلم بن حجاج، امام ابوداؤد سجستانی، امام ابوعبدالرحمٰن نسائی اور امام ابوعیسیٰ ترمذی نے امام محمد بن مثنی سے روایت کیا ہے۔''

۳۔ امام سیوطی نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه الأئمة الستّة. (۴)

''ائمہِ صحاح ستّہ نے ان سے روایت کیا ہے۔''

---

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۸: ۴۷۷

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۰: ۲۶۰، ۲۶۱

(۲) ابن ابی حاتم، الجرح والتعديل، ۸: ۴۴۱

(۳) خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۳: ۲۸۴

(۴) سيوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۲۶

(۱۱) امامِ اعظمؒ، فضلؒ بن دُکین کے واسطہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں

اس طریق سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام فضل بن دُکین (متوفی ۲۱۸ھ) کے واسطہ سے امام ہارون بن عبد اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کے ذریعہ سے ائمہِ صحاح کے شیخ ہیں۔

ائمہِ صحاح کی امامِ اعظمؒ تک گیارہویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام فضل بن دُکین رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام ہارون بن عبد اللہ بزاز رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) ائمہِ صحاح خمسہ مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابنِ ماجہ رحمھم اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام ابونعیم فضل بن دُکَین نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام مزی اور امام ذہبی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں بیان کیا ہے:

روى عنه أبو نعيم الفضل بن دكين.(۱)

''ابونعیم فضل بن دکین نے آپ سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ امام فضل بن دُکین براہِ راست امام بخاری کے شیخ ہیں۔ امام عسقلانی اور امام سیوطی، امام فضل بن دُکین کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه البخاري.(۲)

''امام بخاری نے اِن سے روایت کیا ہے۔''

۳۔ امام فضل بن دُکین سے اُن کے شاگرد ہارون بن عبداللہ بَزّاز بغدادی نے روایت کیا ہے جبکہ امام ہارون سے امام بخاری کے علاوہ باقی ائمہِ صحاح مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ امام مزی، ہارون بن عبداللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عن أبي نعيم الفضل بن دكين. وروى عنه الجماعة سوى البخاري.(۳)

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعديل، ۸: ۴۴۹
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۲۱
۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳

(۲) ۱۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۸: ۲۴۴
۲۔ سيوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۶۳

(۳) مزی، تهذيب الكمال، ۳۰: ۹۷۔۹۸

’’ہارون بن عبداللہ نے ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت کیا ہے جبکہ ان سے امام بخاری کے علاوہ دیگر ائمہِ صحاح نے روایت کیا ہے۔‘‘

۴۔ امام عسقلانی نے بھی لکھا ہے:

روى عنه الجماعة سوى البخاري.[1]

’’امام بخاری کے سوا باقی تمام ائمہِ صحاح خمسہ نے ہارون سے روایت کیا ہے۔‘‘

ان مذکورہ بالا عظیم مرتبہ کے حامل ائمہ کے گیارہ طرق سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے ائمہِ صحاحِ ستّہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابنِ ماجہ کے پڑدادا شیخ بنتے ہیں اور یہ سبھی جلیل القدر ائمہ امام صاحب کے پڑپوتے شاگرد بن گئے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کے اس قدر بلند رتبہ شاگرد ہوں جن میں سے بعض نے کئی مرتبہ آپ کی مجالسِ درس میں حاضری بھی دی ہو لیکن اسکے باوجود آپ سے کوئی حدیث سماع نہ کی ہو یا چند احادیث سماع کی ہوں، یہ بات تو بذات خود ان جیسے ائمہ پر بہتان طرازی کے مترادف ہے کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر وہ آپ کی مجلس میں کیوں بیٹھتے؟ اور وہاں سے کیا حاصل کرتے ہوں گے؟ حقیقت یہی ہے کہ انہوں نے امام صاحب سے احادیث روایت کی تھیں لیکن ائمہِ صحاح نے بعض وجوہ کی بناء پر جنہیں ہم آئندہ باب میں بیان کریں گے اِن ائمہ کی احادیث لے لیں اور امام صاحب کو چھوڑ دیا۔

(۱) عسقلاني، تهذيب التهذيب، ۱۱: ۹

٢۔ امامِ اَعظم رضی اللہ عنہ چار طُرق سے امام شافعیؒ کے شیخ ہیں

ائمہ ِ صحاحِ ستّہ کی طرح ائمہ فقہ امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی ٢٠٤ھ) اور امام احمد بن حنبل (متوفی ٢٤١ھ) بھی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے درمیان میں صرف ایک واسطہ سے متعدد شیوخ اور متعدد طرق سے شاگرد ہیں۔ ائمہ حدیث کی طرح یہ فقاہت کے بلند مرتبہ پر حامل ائمہ بھی امامِ اعظم کے شاگردوں کے ذریعے آپ کے علم سے مستفید ہوئے۔ ہم پہلے امام صاحب کے چار تلامذہ کے طرق سے امام شافعی کی آپ کے ساتھ نسبتِ تلمذ کو بیان کریں گے۔

(ا) امامِ اعظمؒ، محمدؒ بن حسن کے واسطے سے امام شافعیؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رُو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام محمد بن حسن شیبانیؒ (متوفی ١٨٩ھ) کے واسطہ سے امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے شیخ ہیں۔

امام شافعیؒ کی امامِ اعظمؒ تک پہلی سند

(شیخ) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دو مشہور و معروف شاگرد ہیں جنہیں صاحبین بھی کہا جاتا ہیں، ان میں ایک امام ابو یوسف اور دوسرے امام محمد ہیں۔ ان کا امام صاحب سے اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہے جتنا روشنی کا دن سے، شمع کا پروانے سے اور بلبل کا چمن کے ساتھ ہے۔ انہوں نے اپنے شب و روز آپ کی معیت میں گزارے اور کئی برس دن رات حصولِ علم میں صرف کیے۔ ان میں سے امام محمد کو یہ شرف اور رتبہ حاصل ہوا کہ آپ عالمِ اسلام کے عظیم المرتبت فقیہ اور اسلام میں ایک مستقل فقہی مکتبِ فکر کی بنیاد رکھنے والے بانی امام شافعی کے استاد رہے ہیں۔

امام محمدؒ کا امامِ اعظمؓ کی مصاحبت اختیار کرنا

۱۔ امام محمد خود امامِ اعظم کی صحبت اختیار کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

عادني الإمام وأنا ابن سبع عشرة سنة.(۱)

’’میں سترہ برس کی عمر میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔‘‘

۲۔ امام ابو بکر قاضی احمد بن کامل، امام محمد کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

أبو عبد اللہ محمّد بن الحسن صاحب أبي حنيفة مولٰی لبني شيبان، وكان موصوفًا بالكمال، وكانت منزلته فی كثرة الرّواية والرأي، والتصنيف لفنون علوم الحلال والحرام منزلة رفيعة، يعظّمه أصحابه جدا.(۲)

’’ابو عبداللہ محمد بن حسن مولیٰ بنو شیبان امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ آپ

(۱) ابن بزاز كردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۲: ۱۵۵
(۲) صميری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۳۰

متصف بالکمال ہیں، کثرتِ روایت و درایت اور حلال وحرام جیسے علوم وفنون میں تصنیف کے سبب آپ بلند مرتبہ پر فائز ہیں، آپ کے شاگرد آپ کی حد درجہ تعظیم کرتے۔‘‘

۳۔ امام اسفرائنی، امام محمد کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

كان يجلس عند الإمام فاكون في الصف الرابع.(۱)

’’آپ امام صاحب کے حلقۂ درس کی چوتھی صف میں بیٹھا کرتے تھے۔‘‘

۴۔ امام ذہبی آپ کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

كتب شيئا من العلم عن أبي حنيفة ثم لازم أبا يوسف من بعده حتى برع في الفقه.(۲)

’’آپ نے امام ابوحنیفہ سے کچھ علم حاصل کیا پھر ان کے بعد امام ابو یوسف کی صحبت اختیار کی یہاں تک کہ آپ نے فقہ میں ممتاز مقام حاصل کر لیا۔‘‘

امام شافعیؒ کی امام محمدؒ سے خصوصی نسبتِ تلمذ کا بیان

امام شافعی نے امام محمد بن حسن شیبانی سے حدیث روایت کی ہے۔

۱۔ امام عسقلانی نے امام محمد کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه الشافعي.(۳)

’’امام شافعی نے امام محمد سے روایت کیا ہے۔‘‘

(۱) ابن بزاز کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۲: ۱۵۵
(۲) ذهبی، مناقب الإمام أبی حنیفة وصاحبیه: ۵۰
(۳) عسقلانی، لسان المیزان، ۵: ۱۲۱

۲۔ امام مزی نے امام شافعی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن محمد بن الحسن الشيباني. (۱)

''امام شافعی نے امام محمد بن حسن شیبانی سے روایت کیا ہے۔''

امام شافعی اپنے شیخ امام محمد کی شان میں رطب اللسان رہتے تھے اور کئی مرتبہ انہوں نے آپ کے علمی مقام و مرتبہ کو اپنے الفاظ میں بیان کیا جو کہ آپ پر امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تعلیم و تربیت کے اثر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۱۔ امام شافعی کے اکابر تلامذہ میں سے ادریس بن یوسف قراطیسی سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا:

ما رأيت رجلا أعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من محمّد بن الحسن. (۲)

''میں نے حلال و حرام، علل واسباب اور ناسخ و منسوخ کو محمد بن حسن سے زیادہ کسی کو جاننے والا نہیں دیکھا۔''

۲۔ ربیع بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا:

ما سألت أحدا عن مسألة إلا تبيّن لي تغيّر وجهه إلا محمّد بن الحسن. (۳)

''میں نے جس کسی سے کوئی دینی، علمی مسئلہ پوچھا تو سوائے محمد بن حسن کے ہر

www.MinhajBooks.com

(۱) مزی، تهذيب الكمال، ۲۴: ۳۵۷

(۲) ۱۔ صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۲۳

۲۔ ابن بزاز کردری، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۱۵۷

(۳) صیمری، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۱۲۵

کسی نے متغیر چہرے کے ساتھ جواب دیا۔‘‘

ہم امام شافعی کی زبانی ہی یہ نقل کرنا چاہتے ہیں کہ امام محمد اور ان جیسے دیگر اکابر ائمہ کو تفقہ فی الدین میں ایسا بلند و بالا علمی رتبہ کس ہستی کی بدولت نصیب ہوا۔

۳۔ امام ابو عبید سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعی کو فرماتے ہوئے سنا:

لقد كتبت عن محمّد بن الحسن وقر بعير ذكر، ولو لا ه ما فتق لي من العلم ما انفتق، فالناس كلّهم في الفقه عيال على أهل العراق، وأهل العراق عيال على أهل الكوفة، وأهل الكوفة كلّهم عيال على أبي حنيفة.(۱)

’’میں نے امام محمد بن حسن سے اس قدر علم لکھا ہے کہ اس بوجھ کو مذکر اونٹ ہی اٹھا سکتا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو مجھ پر علم کی وہ راہیں منکشف نہ ہوتیں جو ہوئیں، سارے لوگ فقہ میں اہلِ عراق کے عیال ہیں اور سارے اہلِ عراق اہلِ کوفہ کے عیال ہیں اور سارے اہلِ کوفہ امام ابو حنیفہ کے عیال ہیں۔‘‘

یہی قابلِ تقلید بات ہے جس کا اعلان آج سے ۱۲ سو سال قبل عالمِ اسلام کے عظیم رہنما اور فقہ شافعیہ کے بانی امام شافعی نے اپنی زبان سے کر دیا کہ سارے لوگ فقہ میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔ آج بھی جس کسی کو فہم اور تفقہ فی الدین میں سے جو میسر آئے گا وہ درحقیقت امامِ اعظم کے فقہ فی الدین کے لگائے ہوئے علمی پودے کی خیرات میں سے ہوگا۔

(۱) ۱۔ صیمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۲۴

۲۔ ابن بزاز کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۲: ۱۵۳

(۲) امامِ اعظمؒ، مسلمؒ بن خالد کے واسطہ سے امام شافعیؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام مسلم بن خالد زنجی (متوفی ۱۸۰ھ) کے واسطہ سے امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے شیخ ہیں۔

امام شافعیؒ کی امامِ اعظمؒ تک دوسری سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام مسلم بن خالد زنجی رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالی

علمی تحقیق

۱۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام مسلم بن خالد زنجی کے شیخ ہیں۔ انہوں نے امامِ اعظم کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ امام بخاری، امام صاحب کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

روى عنه مسلم بن خالد. (۱)

''مسلم بن خالد نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ جب کہ امام مسلم بن خالد زنجی، امام شافعی کے شیخ ہیں۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام مسلم بن خالد کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه محمّد بن إدريس الشافعي. (۲)

''امام محمد بن ادریس شافعی نے مسلم بن خالد سے روایت کیا ہے۔''

www.MinhajBooks.com

(۱) بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱

(۲) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۱۸۳

۲۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۷: ۳۸۵

۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۱۵

(۳) امامِ اعظمؒ، علیؒ بن ظبیان کے واسطہ سے امام شافعیؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام علی بن ظبیان (متوفی ۱۹۲ھ) کے واسطہ سے امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے شیخ ہیں۔

امام شافعیؒ کی امامِ اعظمؒ تک تیسری سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام علی بن ظبیان رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امام علی بن ظبیان کوفی، امامِ اعظم کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے آپ کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے اور امام شافعی اِن کے شاگرد ہیں۔ امام مزی، امام ذہبی اور امام عسقلانی نے امام علی بن ظبیان کے ترجمہ میں درج کیا ہے:

روى عن أبي حنيفة النعمان بن ثابت، روى عنه محمّد بن إدريس الشّافعيّ. (۱)

’’انہوں نے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے روایت کیا ہے اور اِن سے امام محمد بن ادریس شافعی نے روایت کیا ہے۔‘‘

(۱) ۱۔ مزي، تهذيب الكمال، ۲۰: ۴۹۷

۲۔ ذہبی، الکاشف، ۲: ۴۲

۳۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۷: ۳۰۰

www.MinhajBooks.com

(۴) امامِ اعظمؒ، عبدالمجیدؒ بن عبدالعزیز کے واسطہ سے امام شافعیؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام عبدالمجید بن عبدالعزیز (متوفی ۲۰۶ھ) کے واسطہ سے امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے شیخ ہیں۔

امام شافعیؒ کی امامِ اعظمؒ تک چوتھی سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام عبدالمجید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ

↓

(شاگرد) امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد نے امامِ اعظم سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام عسقلانی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه عبدالمجيد بن عبدالعزيز بن أبي رواد.[۱]

’’امام عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد نے آپ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ امام شافعی نے امام عبدالمجید بن عبدالعزیز مکی سے روایت کیا ہے۔ امام نووی اور امام مزی، امام عبدالمجید کے ترجمہ میں نقل کرتے ہیں:

روى عنه محمّد بن إدريس الشافعيّ.[۲]

’’امام محمد بن ادریس شافعی نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

مذکورہ بالا محدّثین کے چار واسطوں اور طرق سے واضح ہوا کہ امام شافعی صرف ایک واسطہ کے ذریعہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے امامِ اعظم کے شاگردوں کے وسیلہ سے اُن کے علم سے اس قدر استفادہ کیا کہ کئی بار اُن کی شانِ علمی میں رطب اللساں ہوئے۔

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۱
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۰: ۴۰۱

(۲) ۱۔ نووی، تهذیب الأسماء واللغات، ۱: ۲۸۶
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱۸: ۲۸۲

۳۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ بارہ طُرق سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

امام محمد بن ادریس شافعی کی طرح امام احمد بن حنبل بھی کئی طرق سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے بارہ ائمہ کا تذکرہ مع اسانید کریں گے:

(۱) امام احمدؒ بن حنبل، محمد بن حسن الشیبانیؒ کے واسطہ سے امامِ اَعظمؒ کے فیض یافتہ ہیں

اس طریق سے امام احمد بن حنبل کو امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) کے واسطہ سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا علمی فیض حاصل ہوا۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک پہلی سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

علمی تحقیق

امام شافعی کو امام محمد بن حسن سے بالسماع اور بالمشافہ نسبتِ تلمذ حاصل ہے جبکہ امام احمد بن حنبل نے ان سے براہِ راست سماع نہ کیا لیکن ان کی کتب سے ضرور استفادہ کیا۔ یوں اُن کے علمی فیض سے مستفید ہوئے۔ اس بات کو خود اپنی زبانی امام احمد بن حنبل نے بیان فرمایا ہے۔

امام ابراہیم حربی سے روایت ہے کہ اُنہوں نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا:

هذه المسائل الدقاق من أين لک؟

’’آپ نے یہ مسائلِ دقیقہ کہاں سے سیکھے ہیں؟‘‘

انہوں نے فرمایا:

من كتب محمّد بن الحسن. (۱)

’’محمد بن حسن کی کتب سے۔‘‘

لہٰذا امام احمد بن حنبل کو امام محمد سے بذریعہ کتب امامِ اعظم کا علمی فیض حاصل ہوا۔

---

(۱) ۱۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۱۲۵

۲۔ ذهبی، مناقب الإمام أبی حنيفة وصاحبيه: ۵۴

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

(٢) امامِ اعظمؒ، قاضی ابو یوسفؒ کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رُو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، قاضی ابو یوسف (متوفی ١٨٢ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک دوسری سند

(شیخ) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکابر اور اَجل تلامذہ میں سے ایک قاضی ابویوسف یعقوب بن ابراہیم ہیں۔

۱۔ امام بخاری، امام ابنِ ابی حاتم، امام ذہبی اور امام سیوطی نے امام ابو یوسف کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کو ’’صاحب أبي حنيفة‘‘ (امام ابوحنیفہ کے شاگرد) لکھا ہے۔(۱)

۲۔ امام ذہبی آپ کے متعلق یہاں تک فرماتے ہیں:

تفقّه بأبي حنيفة وهو أجلّ أصحابه.(۲)

’’انہوں نے امام ابوحنیفہ سے فقہ سیکھی اور وہ آپ کے بلند پایہ شاگرد ہیں۔‘‘

۳۔ خود امام ابو یوسف نے امام صاحب کے ہاں طویل عرصہ زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے بارے میں فرمایا ہے:

صحبت أبا حنيفة سبع عشرة سنة لا أفارقه فی فطر و لا أضحی إلا من مرض.(۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۳۹۷

۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۹: ۲۰۱

۳۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۲۹۲

۴۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۲۷

(۲) ذہبی، مناقب الإمام أبی حنیفۃ وصاحبیہ: ۳۹

(۳) ۱۔ صیمری، أخبار أبی حنیفۃ وأصحابہ: ۹۳

۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۵۲

۳۔ ذہبی، مناقب الإمام أبی حنیفۃ وصاحبیہ: ۴۱

’’میں نے امام ابو حنیفہ کی سترہ سال صحبت اختیار کی، اس عرصہ کے دوران سوائے بیمار ہونے کے میں ان سے عید الفطر اور عید الاضحی کے مواقع پر بھی کبھی جدا نہیں ہوا۔‘‘

۴۔ امام ابو حنیفہ کے پوتے عمر بن حماد سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو یوسف کو فرماتے ہوئے سنا:

ما كان في الدنيا مجلس أجلس أحبّ إليّ من أبي حنيفة و ابن أبي ليلى، فإنّي ما رأيت فقيهاً أفقه من أبي حنيفة و لا قاضياً خيرًا من ابن أبي ليلى.(۱)

’’مجھے دنیا میں کوئی مجلس امام ابو حنیفہ اور ابنِ ابی لیلیٰ کی مجلس سے محبوب نہیں لگی کیونکہ میں نے کسی فقیہ کو ابو حنیفہ سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والا اور کسی قاضی کو ابنِ ابی لیلیٰ جیسا نہیں دیکھا ہے۔‘‘

۵۔ امام ابو یوسف، امامِ اعظم کے درس میں شریک ہونے کے کس قدر شیدا تھے، اس کا اندازہ اُن کے درج ذیل قول سے لگایا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں:

مات أبي فلم أحضر جنازته، وتركته على الجيران والأقارب خشية أن يفوتني درس الإمام حتى لا يذهب حسرته عنّي.(۲)

’’میرے والد گرامی کا انتقال ہوا تو میں ان کے جنازے میں شریک نہ ہوا اور ان کے جسد کو ہمسایوں اور رشتہ داروں کے حوالے کر دیا اس خوف سے کہ کہیں مجھ سے امام صاحب کا درس نہ چھوٹ جائے جس کی میں حسرت ہی کرتا رہوں۔‘‘

---

(۱) صيمري، أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ۹۳

(۲) ابن بزاز كردري، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۲: ۱۲۳

امام احمد بن حنبلؒ کی امام ابو یوسفؒ سے خصوصی نسبتِ تلمذ کا بیان

امام ابو یوسف، امام احمد بن محمد بن حنبل کے شیخ ہیں، انہوں نے آپ سے علمی استفادہ کیا اور آپ سے روایت کیا۔

۶۔ خطیب بغدادی، امام ذہبی اور دیگر ائمہ نے امام ابو یوسف کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه أحمد بن حنبل.(۱)

’’امام احمد بن حنبل نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

۷۔ امام احمد بن حنبل سب سے پہلے علم الحدیث کی ابتداء کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

أولّ ما طلبت الحديث ذهبت إلى أبي يوسف القاضي ثم طلبنا بعد فكتبنا عن الناس.(۲)

’’میں سب سے پہلے حدیث کی طلب میں قاضی ابو یوسف کے پاس گیا پھر اس کے بعد (باقی) لوگوں کے پاس جا کر لکھا۔‘‘

۸۔ امام احمد بن حنبل ہی امام ابو یوسف کے بارے میں فرماتے ہیں:

كان يعقوب أبو يوسف منصفًا في الحديث.(۳)

’’امام ابو یوسف یعقوب حدیث میں انصاف کرنے والے تھے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۴۲
۲۔ ذہبی، مناقب الإمام أبی حنیفۃ وصاحبیہ: ۳۹

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۵۵
۲۔ ذہبی، مناقب الإمام أبی حنیفۃ وصاحبیہ: ۴۰

(۳) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۲۶۰
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۸: ۵۳۷

(۳) امامِ اعظمؒ، ھُشَیم بن بشیر کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام ہشیم بن بشیر (متوفی ۱۸۳ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک تیسری سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

علمی تحقیق

امام ابو معاویہ ہشیم بن بشیر سلمی، امامِ اعظم کے شاگرد ہیں جبکہ امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے امام ہشیم بن بشیر سے براہِ راست بکثرت احادیثِ مبارکہ اپنی مسند میں روایت کی ہیں۔

۱۔ امام بخاری، امام ابنِ ابی حاتم اور امام مزی نے امامِ اعظم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روى عنه هشيم بن بشير. (۱)

''ہشیم بن بشیر نے آپ سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ امام احمد بن حنبل نے امام ہشیم بن بشیر سے روایت کیا ہے۔ امام مسلم، امام ابنِ حبان اور امام ذہبی نے امام احمد بن حنبل کے ترجمہ میں لکھا ہے:

سمع هشيما. (۲)

''انہوں نے ہشیم سے سماع کیا ہے۔''

۳۔ امام مزی نے امام احمد بن حنبل کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن هشيم بن بشير الواسطي. (۳)

''انہوں نے ہشیم بن بشیر واسطی سے روایت کیا ہے۔''

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۸: ۸۱
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعديل، ۸: ۴۴۹
۳۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۲۱
(۲) ۱۔ مسلم، الكنى والأسماء، ۱: ۵۰۳
۲۔ ابن حبّان، الثقات، ۸: ۱۸
۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۱۱: ۱۸۰
(۳) مزی، تهذيب الكمال، ۱: ۴۳۹

(۴) امام اعظمؒ، عَبّاد بن عَوّام کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام عباد بن عوام (متوفی ۱۸۵ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک چوتھی سند

(شیخ) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام عبّاد بن عوّام رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام عباد بن عوام کلابی، امامِ اعظم کے شاگرد ہیں۔ امام بخاری اور امام ابنِ ابی حاتم نے امامِ اعظم کے تذکرہ میں لکھا ہے:

روى عنه عبّاد بن العوّام. (۱)

’’عباد بن عوام نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ امام احمد بن حنبل نے امام عباد بن عوام کلابی سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام ذہبی نے امام احمد بن حنبل کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن عبّاد بن العوّام. (۲)

’’امام احمد بن حنبل نے عباد بن عوام سے روایت کیا ہے۔‘‘

www.MinhajBooks.com

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹

(۲) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱: ۴۳۸
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۱: ۱۸۰

(۵) امامِ اعظمؓ، اِسحاقؒ بن یوسف کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام اسحاق بن یوسف اَزرَق (متوفی ۱۹۵ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک پانچویں سند

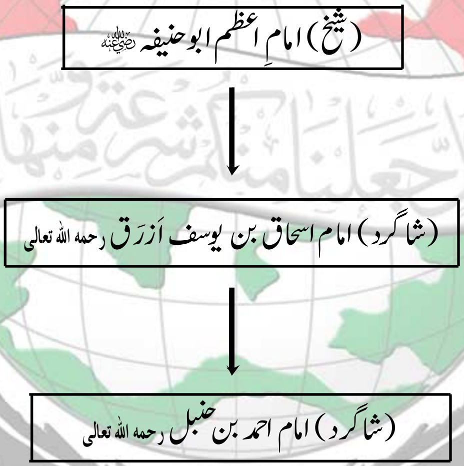

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام اسحاق بن یوسف اَزرَق، امامِ اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ امام ذہبی، امام مزی اور امام سیوطی، امام صاحب کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه إسحاق بن يوسف الأزرق. (۱)

’’اسحاق بن یوسف ازرق نے امام صاحب سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ امام اسحاق بن یوسف ازرق سے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام عسقلانی نے امام اسحاق بن یوسف کے ترجمہ میں نقل کیا ہے۔

روى عنه أحمد بن محمّد بن حنبل. (۲)

’’امام احمد بن محمد بن حنبل نے ان سے روایت کیا ہے۔‘‘

۳۔ امام مزی، امام احمد بن حنبل کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

روى عن إسحاق بن يوسف الأزرق. (۳)

’’انہوں نے اسحاق بن یوسف ازرق سے روایت کیا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۲۰
۲۔ ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۳۔ سیوطی، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ۶۷

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲: ۴۹۷
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱: ۲۲۵

(۳) مزی، تهذيب الكمال، ۱: ۴۳۷

(٦) امامِ اعظمؒ، وَکیع بن جَرّاح کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کے مطابق امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام وکیع بن جراح (متوفی ۱۹۶ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک چھٹی سند

(شیخ) امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
↓
(شاگرد) امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ تعالی
↓
(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام وکیع بن جراح نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام وکیع کا شمار آپ کے اجل تلامذہ میں ہوتا ہے۔ امام بخاری، امام ابنِ ابی حاتم اور امام ذہبی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه وكيع.[(۱)]

’’امام وکیع نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ جب کہ امام احمد بن حنبل نے امام وکیع بن جراح سے روایت کیا ہے۔ امام مسلم، امام ابنِ ابی حاتم، امام ابنِ حبان، خطیب بغدادی اور امام نووی جیسے اکابر محدّثین نے امام وکیع بن جراح کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه أحمد بن حنبل.[(۲)]

’’امام احمد بن حنبل نے امام وکیع سے روایت کیا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۸: ۸۱
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعديل، ۸: ۴۴۹
۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۴

(۲) ۔ مسلم، الكنى والأسماء، ۱: ۳۸۹
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعديل، ۹: ۳۷
۳۔ ابن حبان، الثقات، ۷: ۵۶۲
۴۔ خطیب بغدادی، تاريخ بغداد، ۱۳: ۴۹۷
۵۔ نووی، تهذيب الأسماء واللغات، ۲: ۴۴۲

www.MinhajBooks.com

(۷) امامِ اعظمؒ، علیؒ بن عاصم کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کے مطابق امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام علی بن عاصم (متوفی ۲۰۱ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک ساتویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام علی بن عاصم واسطی رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام علی بن عاصم واسطی تیمی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ امام مزی اور امام ذہبی، امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه علي بن عاصم الواسطي.(۱)

''علی بن عاصم واسطی نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

۲۔ امام علی بن عاصم سے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام ذہبی نے امام احمد بن حنبل کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن علي بن عاصم الواسطي.(۲)

''انہوں نے علی بن عاصم واسطی سے روایت کیا ہے۔''

---

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الکمال، ۲۹: ۴۲۰
۲۔ ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الکمال، ۱: ۴۳۹
۲۔ ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۱۱: ۱۸۰

(۸) امامِ اعظمؒ، جعفرؒ بن عون کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کی رو سے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام جعفر بن عون بن عمرو (متوفی ۲۰۶ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک آٹھویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام جعفر بن عون رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام جعفر بن عون بن عمرو بن حریث کوفی، امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلمیذ ہیں۔ انہوں نے امام صاحب سے کئی احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔ امام مزی، امام ذہبی اور امام سیوطی، امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عنه جعفر بن عون.(۱)

’’جعفر بن عون نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ جب کہ امام احمد بن حنبل نے امام جعفر بن عون سے روایت کیا ہے۔ امام عسقلانی، امام ذہبی اور امام مزی نے امام جعفر بن عون کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه أحمد بن حنبل.(۲)

’’امام احمد بن حنبل نے امام جعفر بن عون سے روایت کیا ہے۔‘‘

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۲۹: ۴۲۰
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۳۔ سيوطی، تبييض الصحيفة بمناقب ابی حنيفة: ۶۹

(۲) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۸۶
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۱
۳۔ ذهبی، الكاشف، ۱: ۲۹۵

(۹) امامِ اعظمؒ، عبدالرزاق بن ھمامؒ کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کے مطابق امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام عبدالرزاق بن ھمام (متوفی ۲۱۱ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک نویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ صاحبِ المصنف امام عبدالرزاق بن ھَمام صنعانی نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام مزی، امام ذہبی، امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام صاحب کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه عبد الرّزّاق بن همام.(۱)

’’امام عبدالرزق بن ھمام نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ امام احمد بن حنبل نے امام عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔ امام ابنِ حبان، امام ابن منجویہ، امام ذہبی اور امام عسقلانی نے امام عبدالرزاق کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه أحمد بن حنبل.(۲)

’’امام احمد بن حنبل نے امام عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۰
۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۴۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۰: ۴۰۱
۵۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۸۰

(۲) ۱۔ ابن حبان، الثقات، ۸: ۴۱۲
۲۔ ابن منجویه، رجال مسلم، ۲: ۹
۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۹: ۵۶۴
۴۔ عسقلانی، تهذیب التِهذیب، ۶: ۲۷۸
۵۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۵۹

www.MinhajBooks.com

۱۰۔ امامِ اعظمؒ، ضَحّاكؒ بن مَخْلَد کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کے مطابق امامِ اعظم رضی اللہ عنہ، امام ابوعاصم ضَحّاك بن مَخْلَد (متوفی ۲۱۲ھ) کے واسطہ سے امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک دسویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام ضحاک بن مخلد رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل بصری نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔ امام ذہبی اور اما معسقلانی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

حدّث عنه أبو عاصم النبيل.(۱)

’’ابو عاصم النبیل نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ جب کہ امام احمد بن حنبل نے امام ابوعاصم ضحاک سے روایت کیا ہے۔ امام ابنِ حبان، امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام ضحاک بن مخلد کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه أحمد بن حنبل.(۲)

’’امام احمد بن حنبل نے امام ضحاک بن مخلد سے روایت کیا ہے۔‘‘

(۱) ۱۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۱۰: ۴۰۱

(۲) ۱۔ ابن حبان، الثقات، ۶: ۴۸۴
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۴: ۳۹۶
۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۱۶۰

(۱۱) امامِ اعظمؒ، عبداللہ بن یزید مُقریؒ کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کے مطابق امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری (متوفی ۲۱۳ھ) نے روایت کیا ہے جبکہ اُن سے امام احمد بن حنبل نے سماع کیا ہے۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک گیارہویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام عبداللہ بن یزید مقری رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری، امام مزی اور امام عسقلانی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه عبد الله بن يزيد المقرىء. (۱)

’’عبداللہ بن یزید المقریٔ نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ جب کہ امام احمد بن حنبل نے امام عبداللہ بن یزید سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام ذہبی نے امام احمد بن حنبل کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن أبي عبد الرحمن عبدالله بن يزيد المقرىء. (۲)

’’امام احمد بن حنبل نے امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزیدالمقری سے روایت کیا ہے۔‘‘

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱
۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۰
۳۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱۰: ۴۰۱
(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱: ۴۳۸
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۱: ۱۸۱

(۱۲) امامِ اعظمؒ، فضل بن دُکَینؒ کے واسطہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے شیخ ہیں

اس طریق کے مطابق امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے امام ابو نُعَیم فضل بن دُکَین (متوفی ۲۱۹ھ) نے روایت کیا ہے جبکہ اُن سے امام احمد بن حنبل نے سماع کیا ہے۔

امام احمدؒ بن حنبل کی امامِ اعظمؒ تک بارہویں سند

(شیخ) امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

↓

(شاگرد) امام فضل بن دُکین رحمہ اللہ تعالی

↓

(شاگرد) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی

www.MinhajBooks.com

علمی تحقیق

۱۔ امام ابو نُعیم فضل بن دُکین نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے احادیث کو سماع کیا ہے۔ امام ابن ابی حاتم اور امام مزی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں بیان کیا ہے:

روى عنه أبو نعيم الفضل بن دكين.[۱]

’’ابو نعیم فضل بن دکین نے امام صاحب سے روایت کیا ہے۔‘‘

۲۔ امام احمد بن حنبل نے امام فضل بن دکین سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام ذہبی نے امام احمد بن حنبل کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن أبي نعيم الفضل بن دكين.[۲]

’’امام احمد نے ابو نعیم فضل بن دکین سے روایت کیا ہے۔‘‘

خلاصۂ بحث

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ ائمہِ صحاحِ ستّہ کے ساتھ ساتھ ائمہ فقہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل بھی کثیر طرق اور اسانید سے صرف ایک واسطہ سے امامِ اعظم کے شاگرد ہیں۔ امام شافعی چار واسطوں سے امامِ اعظم کے پوتے شاگرد ہیں اور امام احمد بن حنبل بارہ واسطوں سے امامِ اعظم کے پوتے شاگرد ہیں۔ یہ ساری اسانید امامِ اعظم کے ان اکابر تلامذہ کے طرق سے ہیں جن میں بعض آپ کے حلقہ ہائے درس میں سالہا سال شریک ہوئے جیسے امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم اور امام محمد بن حسن شیبانی جبکہ

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۲۱

(۲) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۱: ۴۳۹
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۱: ۱۸۱

بعض بارہا مرتبہ آپ کے علمی فیضان سے پیاس بجھانے کے لیے حاضر ہوئے جن میں امام عبداللہ بن مبارک، امام ھُشیم بن بشیر، امام عبّاد بن عوّام، امام اسحاق بن یوسف اَزرَق، امام وَکیع بن جراح، امام عبدالرزاق بن ھمام، امام ابوعاصم ضَحّاک بن مَخلَد، امام مکی بن ابراہیم، امام ابونعیم فضل بن دُکَین اور امام عبداللہ بن یزید مُقری جیسے اکابر محدّثین کے نام خصوصاً قابلِ ذکر ہیں۔ امامِ اعظم کے ہاں شرق و غرب سے حاضر ہونے والے جید تلامذہ کے ذریعے آپ کا علم الحدیث اور فقہ الحدیث زمین کے طول وعرض میں پہنچا جس سے اکابر محدّثین اور افاضل فقہاء جن میں ائمہِ صحاح اور امام شافعی و احمد بن حنبل شامل ہیں، نے استفادہ کیا۔

www.MinhajBooks.com

باب چہاردہم

اِمام اَعظم رضی اللہ عنہ سے اِمام بخاریؒ کے عدمِ روایت کی وجوہات پر بحث و تحقیق

www.MinhajBooks.com

امامِ اعظم پر ایک بڑا اعتراض شدّ و مد سے یہ کیا جاتا ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری نے امامِ اعظم سے اس لئے روایت نہیں لی کیونکہ وہ امامِ اعظم کو حدیث میں غیر ثقہ اور ضعیف سمجھتے تھے۔ درحقیقت یہ ایک ایسا بے بنیاد اور غیر حقیقی الزام ہے جو متنقصینِ امامِ اعظم نے فقط خواہشِ نفس کے زیر اثر وضع کیا ہے۔ گو یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ امام بخاری نے امام صاحب سے کوئی روایت نہیں لی لیکن صرف اس بنیاد پر دعویٰ کرنا کہ امامِ اعظم غیر ثقہ تھے، انتہائی لغو اور بے حقیقت بات ہے جو صرف معترضینِ امامِ اعظم ہی کا خاصہ ہے۔ ہم نے امام بخاری کی تمام تصانیف کھنگال ڈالی ہیں اور اُن سے متعلقہ تمام کتب کی ایک ایک سطر دیکھی ہے لیکن کہیں بھی کوئی ایک قول یا بیان ایسا نہیں پایا جس میں امام بخاری نے امامِ اعظم کو غیر ثقہ کہہ کر مسترد کیا ہو یا اُن سے عدم اخذِ حدیث کا سبب مخالفین کی اس تاویلِ باطل کو قرار دیا ہو۔ لہٰذا اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ حقیقت پسندی سے اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ امام بخاری نے امامِ اعظم سے کیوں حدیث نہیں لی تاکہ حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے۔ زیرِنظر باب میں اسی اعتراض کو مدِّنظر رکھتے ہوئے حقائق بیان کئے گئے ہیں۔

ا۔ کسی محدّث سے عدمِ روایت اُس کے ضعف کی دلیل نہیں

امام بخاری کے امامِ اعظم سے حدیث روایت نہ کرنے کی بحث کو ہم اس تناظر میں لے سکتے ہیں کہ کسی محدّث کا دوسرے محدّث سے حدیث روایت نہ کرنا اس کے ضعف کے باعث نہیں ہوتا بلکہ اس کے کئی اور اسباب بھی ہوتے ہیں اگر امام بخاری نے اپنی صحیح میں کسی محدّث سے حدیث روایت نہیں کی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے اس

عمل سے اس محدّث کا علمی مقام کم ہو گیا ہو۔ اگر کوئی اسی بات پر اصرار کرے کہ امام بخاری اگر کسی محدّث کو جاننے کے باوجود ان سے حدیث روایت نہ کریں تو اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ وہ انہیں حدیث میں کمزور سمجھتے ہیں۔ ہم اس شخص کی بات سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا کہنے والا محدّثین کے اخذِ حدیث کرنے کے قواعد و ضوابط اور رُواۃِ حدیث کے حالات و واقعات سے صحیح طور پر آگاہ نہیں۔ بطور دلیل ائمہ صحاح ستہ اور ائمہ فقہاء کی چند مثالیں درج ذیل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مختلف ائمۂ حدیث نے استاد، شاگرد ہونے یا دیگر علمی و فکری روابط کے باوجود ایک دوسرے سے حدیث روایت نہیں کی۔

(۱) ’صحیحین‘ میں امام شافعیؒ سے بھی روایت نہیں کیا گیا

معترضین کا یہ سوال - کہ ’’امام بخاری کا امامِ اعظم سے عدمِ روایت ان کے ضعف یا غیر ثقہ ہونے کی طرف اشارہ ہے‘‘ - اگر درست مان لیا جائے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری سمیت امام مسلم نے ’صحیحین‘ میں کوئی ایک روایت بھی امام شافعی کی سند سے نہیں لی۔ حالانکہ امام شافعی تو ان کے نزدیک ضعیف یا غیر ثقہ نہیں سمجھے جاتے تھے۔

۱۔ امام بخاری جو خود شافعی ہیں یا مائل بہ شافعیت ہیں لیکن جس طرح امام بخاری نے امام ابوحنیفہ سے کوئی حدیث نہیں لی اسی طرح پوری صحیح البخاری میں امام بخاری نے ایک حدیث بھی امام شافعی کے واسطہ سے نہیں لی۔ امام قسطلانی نے ارشاد الساری میں امام بخاری کے متعلق لکھا ہے:

لم يرو عن الشافعي في الصحيح.(۱)

’’امام بخاری نے امام شافعی سے الصحیح میں روایت نہیں کیا۔‘‘

(۱) قسطلانی، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ۱: ۳۳

۲۔ امام بخاری کی طرح امام مسلم نے بھی اپنی الصحیح میں امام شافعی کے طریق سے ایک روایت بھی نہیں لی۔

تو کیا معترضین کے نزدیک شیخین نے امام شافعی کو بھی حدیث میں غیر ثقہ سمجھ کر ان سے روایت نہیں لی؟ کیا اس سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک امام شافعی روایتِ حدیث میں ثقہ اور معتبر نہیں تھے؟ ضعیف الحدیث تھے؟ اگر اُن کی عدمِ روایت سے یہ معنی اخذ کر لیا جائے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہو گا کہ امام بخاری و امام مسلم نے امام شافعی کے مذہب کو کس بنیاد پر قبول کیا، کیونکہ مذہب تو قائم ہی احادیث پر ہوا تھا۔ امام شافعی نے اپنے مذہب کی ساری بنیاد اُنہی احادیث پر رکھی تھی جو ان تک پہنچیں۔ اگر روایتِ حدیث میں ان کو کمزور اور ضعیف سمجھ لیا جائے تو امام بخاری اور امام مسلم کا ان کے مذہب کو قبول کرنا، یا ان کے مذہب کی طرف راغب ہونا یا ان کے اصولوں پر عامل ہونا یا عملاً ان کے مذہب کو ترجیح دینا، ناقابلِ فہم ہو جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسا کہیں سے بھی ثابت نہیں کہ امام بخاری اور امام مسلم نے امام شافعی کو ضعیف سمجھا ہو بلکہ اگر کوئی ایسا سوچے تو یہ صرف اس کا زعم باطل ہی ہو گا۔ محدّثین کے اپنے اسباب ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ بعض اصحابِ حدیث سے روایت نہیں کرتے۔ اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ موضوع کی مناسبت سے ہم ذیل میں کر رہے ہیں۔

(۲) امام بخاریؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے براہِ راست صرف ایک حدیث روایت کی

امام بخاری، امام احمد بن حنبل کے شاگرد ہیں آٹھ مرتبہ ان کے پاس بغداد گئے، ان کی زیارت کی اور براہِ راست ان سے سماع کیا۔

۱۔ امام بخاری نے خود اس کو بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

دخلت بغداد آخر ثمان مرات، کل ذلک أجالس أحمد بن حنبل.[(۱)]

’’میں آخری آٹھ بار بغداد گیا ہوں اور ہر بار امام احمد بن حنبل کی مجالست اختیار کی ہے۔‘‘

۲۔ امام مزی اور امام سیوطی نے امام بخاری کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن الإمام أحمد بن حنبل.[(۲)]

’’امام بخاری نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے۔‘‘

اس کے باوجود امام بخاری نے پوری الجامع الصحیح میں امام احمد بن حنبل سے براہِ راست صرف ایک حدیث روایت کی ہے وہ بھی ’موقوفاً‘۔ یہ حدیث امام بخاری نے ’الصحیح (کتاب النکاح، باب: ما یحل من النساء وما یحرم، وقولہ تعالیٰ: حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ، ۵: ۱۹۶۳)‘ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ترجمۃ الباب میں درج کی ہے۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی ’فتح الباری شرح صحیح البخاری‘ میں اس مقام پر لکھتے ہیں:

ولیس للمصنف في ھذا الکتاب روایۃ عن أحمد إلا فی ھذا الموضع.

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۲۲

۲۔ ابن النقطۃ حنبلی، التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید، ۱: ۳۲

۳۔ ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۰۳

(۲) ۱۔ مزی، تھذیب الکمال، ۲۴: ۴۳۱

۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۵۲

’’امام بخاری نے اس کتاب میں امام احمد سے اس جگہ کے علاوہ اور کوئی روایت براہِ راست نہیں لی۔‘‘

امام عسقلانی آگے لکھتے ہیں:

وأخرج عنه في آخر المغازي حديثاً بواسطة.[1]

’’امام بخاری نے امام احمد سے ایک اور حدیث کتاب المغازی کے آخر میں بالواسطہ لی ہے۔‘‘

امام بخاری نے امام احمد بن حنبل سے بالواسطہ حدیث ’الصحیح‘ میں کتاب المغازی، باب کَمْ غزَا النَّبِیُّ ﷺ (۴: ۱۶۲۱، رقم: ۴۲۰۳) کے تحت درج کی ہے۔

۳۔ امام کلاباذی نے ’رجال صحیح البخاری‘ میں امام احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کیا۔

حیرت والی بات ہے کہ امام بخاری نے بغداد کے سفروں کے دوران خود امام احمد بن حنبل کے ہاں اُن کے گھر میں آٹھ مرتبہ قیام کیا تھا۔ امام بخاری نے ان قیام کے دوران اُن سے کثیر احادیث سنیں مگر پوری صحیح بخاری میں براہِ راست اُن سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے اور دوسری جگہ واسطہ سے لی ہے۔ کیا اس سے امام بخاری کے نزدیک امام احمد بن حنبل ضعیف الحدیث قرار پاتے ہیں؟ ہرگز نہیں، بلکہ اس کی دیگر وجوہات ہیں۔

(۳) امام بخاری نے ’الصحیح‘ میں اپنے شیخ ’الذھلی‘ کا پورا نام نہیں لیا

امام بخاری کے ایک شیخ ہیں: امام محمد بن یحیٰ بن عبداللہ بن خالد الذُّھلی۔

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۹: ۱۵۴

امام بخاری نے اپنی الصحیح میں تیس (۳۰) مقامات پر امام ذہلی سے حدیث روایت کی ہے مثلاً کتاب الصوم، کتاب الطب، کتاب الجنائز، کتاب العتق اور دیگر مقامات پر۔ امام بخاری نے تیس مقامات میں سے ایک مقام پر بھی بوجوہ اُن کا نام نہیں لکھا ہے۔ کسی جگہ امام بخاری نے اِن سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ۔ کسی جگہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ (یعنی باپ 'یحییٰ' کی بجائے دادا کی طرف نسبت کر دی۔) کسی جگہ لکھتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ (یعنی پڑدادا کی طرف منسوب کر دیا)۔ (۱) گویا کسی جگہ صرف نام کا پہلا حصہ لکھا، کسی جگہ دادا کی طرف منسوب کر دیا، باپ کا نام درمیان سے حذف کر دیا۔ ایک مقام پر پڑدادا کی طرف منسوب کر دیا، باپ اور دادا دونوں کا نام درمیان سے نکال دیا ہے۔ امام بخاری نے اپنے شیخ سے تیس مقامات میں سے کسی ایک مقام پر بھی بوجوہ اُن کا پورا نام یوں نہیں لکھا کہ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی الذُّهَلِیُّ۔

پورا نام نہ لکھنے کی وجہ ...... عقیدۂ خلقِ قرآن کا الزام

امام محمد بن یحییٰ الذھلی اور امام بخاری کے درمیان بڑی محبت تھی، امام بخاری نے اِن سے بہت استفادہ کیا تھا۔ امام بخاری کی تصانیف بھی خود امام ذھلی کے پاس تھیں۔ امام بخاری جس وقت نیشاپور پہنچے تو عوام الناس اور خود امام ذھلی نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ امام مسلم اس روایت کو بیان کرتے ہیں:

لما قدم محمد بن إسماعيل البخاري نيسابور، ما رأيت واليا ولا عالما فعل به أهل نيسابور ما فعلوا بمحمد بن إسماعيل، استقبلوه من مرحلتين وثلاث مراحل، وقال محمد بن يحيى

---

(۱) ۱۔ ابن خلکان، وفيات الأعيان وأنباء الزمان، ۵: ۱۹۵
۲۔ عسقلانی، فتح الباری شرح صحيح البخاری، ۱۳: ۱۳۴

الذهلي في مجلسه: من أراد أن يستقبل محمد بن إسماعيل غدا فليستقبله فإني استقبله، فاستقبله محمد بن يحيى وعامة علماء أهل نيسابور، فدخل البلد فنزل دار البخاريين.(۱)

’’جب امام محمد بن اسماعیل بخاری نیشاپور آئے تو جتنا اہالیانِ نیشاپور نے اُن کا پرجوش استقبال کیا اور کسی حکمران یا عالم کا نہ کیا، انہوں نے آپ کا دو، تین مرحلوں میں استقبال کیا۔ امام محمد بن یحییٰ الذھلی نے اپنے حلقۂ درس میں اعلان کر دیا تھا: جو کوئی بھی کل محمد بن اسماعیل کے استقبال کا ارادہ رکھتا ہے وہ ضرور اُن کا استقبال کرے کیونکہ میں بھی ان کا استقبال کروں گا، پس محمد بن یحییٰ اور علمائے نیشاپور کے جمِ غفیر نے آپ کا استقبال کیا، آپ نے شہر میں تشریف لاکر دار البخاریین میں اقامت اختیار کی۔‘‘

امام ذہلی نے امام بخاری سے اپنی اسی عقیدت کا اظہار اُن کے نیشاپور پہنچنے پر بھی کیا۔ امام ذہلی نے لوگوں سے کہا:

اذهبوا إلى هذا الرجل الصالح فاسمعوا منه.(۲)

’’تم اس صالح شخص کے پاس جا کر احادیث کا سماع کرو۔‘‘

پس لوگوں نے امام بخاری کے پاس حاضر ہو کر اُن سے سماع کیا۔ اس قدر قربت اور باہمی احترام و محبت کے باوجود اُن کے درمیان شدید اختلاف ہوا۔ یہاں وہی معاملہ درپیش ہوا جو امامِ اعظم کے ساتھ تھا کہ امامِ اعظم پر بعض لوگوں نے تہمت لگا دی اور پراپیگنڈہ کیا کہ یہ مُرجِئہ ہیں، اور امام بخاری پر کسی نے تہمت لگا دی کہ یہ خلقِ قرآن کے

---

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۲: ۹۲
۲۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۵۸

(۲) ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۵۳ (ترجمۂ امام بخاری)

قائل ہیں۔ امام ذہلی کو خبر ملی کہ امام بخاری خلقِ قرآن کے قائل ہیں تو انہوں نے امام بخاری کی سخت مخالفت کی۔ پہلے امام ذہلی، امام بخاری کے بے حد قریب تھے لیکن بعد ازاں ان سے سخت متنفر ہو گئے، اور امام بخاری کے خلاف اس پراپیگنڈہ سے اتنے شدید متاثر ہوئے کہ اپنی مجلسِ حدیث میں حاضر ہونے والوں کو امام بخاری کے درس میں جانے یا ان سے قریب ہونے سے بھی منع کر دیا۔ امام محمد بن یحيٰی الذھلی نے اعلان کر دیا:

ألا من يختلف إلى مجلسه لا يختلف إلينا، فإنهم كتبوا إلينا من بغداد أنه تكلم في اللفظ ونهيناه فلم ينته، فلا تقربوه ومن يقربه فلا يقربنا. (۱)

’’خبردار! جو کوئی بھی ان (یعنی امام بخاری) کی مجلس میں جاتا ہے وہ ہمارے پاس نہ آیا کرے، کیونکہ علماء نے بغداد سے ہمیں لکھا ہے کہ اس نے لفظِ قرآن پر کلام کیا ہے جس سے ہم نے اسے روکا ہے لیکن یہ باز نہیں آیا۔ پس تم اس کے قریب مت بیٹھا کرو اور جو شخص اس کے قریب جائے گا وہ ہمارے قریب نہ آئے۔‘‘

امام ذہلی نے اس حد تک امام بخاری کی مخالفت کی کہ نیشاپور میں اعلان کر دیا:

لا يساكنني هذا الرجل في البلد.

’’اس شہر میں اس شخص کے ساتھ میری سکونت نہیں ہو سکتی۔‘‘

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ **فخشي البخاري وسافر** (امام بخاری خوف زدہ ہو کر وہاں سے کوچ کر گئے)۔ (۲)

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۳۱
۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدينة دمشق، ۵۲: ۹۵
۳۔ ذھبی، سير أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۵۵

(۲) ذھبی، سير أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۶۰

امام بخاری اور امام محمد بن یحییٰ الذھلی کے درمیان اختلاف کی اس نوعیت کو امام ذہبی نے تفصیلاً درج کیا ہے۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو: امام ذہبی کی 'سیر أعلام النبلاء (۱۲:۴۵۳۔۴۶۰، ترجمہ امام بخاری)'۔

جب امام ذہلی امام بخاری کے شدید مخالف ہوگئے اور ان کی مخالفت اہلِ علم و رواۃِ حدیث میں پھیل گئی تو چونکہ وہ حدیث میں ثقہ تھے، امام بخاری براہِ راست اُن سے پڑھے تھے، اُن سے احادیث روایت کی تھیں اور اپنی کتاب میں درج بھی کر چکے تھے تو ہر جگہ سے اُن کا نام مٹا دیا مگر احادیث برقرار رکھیں۔ امام بخاری روایتِ حدیث اور عللِ حدیث میں ماہر تھے اس لئے احادیث کے بارے میں ان کو تحقیق تھی کہ جو احادیث وہ اُن سے لے چکے ہیں صحیح ہیں۔ مگر اپنے شیخ کا نام کاملاً کسی جگہ بیان نہیں کیا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ انہوں نے امام محمد بن یحییٰ الذھلی سے روایت کیا ہے۔ اگر ان کا نام آ گیا تو لوگ کہیں گے کہ ایک طرف آپ ان سے حدیث روایت کر رہے ہیں اور دوسری طرف انہوں نے آپ کے خلاف اتنا سخت فتویٰ جاری کیا ہے۔ گویا اُن کا فتویٰ اِن کی اپنی کتاب میں اُن کا نام لکھنے کی وجہ سے ان کے خلاف لوگ شہادت کے طور پر بطور دلیل پیش کریں گے لہٰذا امام بخاری نے تیس کے تیس مقامات سے ان کا نام حذف کر دیا۔ امام ذھلی باوجود یہ کہ امام بخاری کے شیخ ہیں اور امام بخاری نے اُن سے تیس احادیث روایت کی ہیں مگر نام نہیں لیا تو پتہ چلا کہ کسی سے عدمِ روایت، کسی کا نام نہ لینا یا کسی کی حدیث کو دوسرے طریق پر روایت کر لینے کا معمول ائمہ حدیث میں موجود تھا۔ مختلف اسباب ہوا کرتے تھے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا تھا کہ وہ اس کو ضعیف فی الحدیث سمجھتے تھے۔

(۴) امام مسلمؒ نے 'الصحیح' میں امام بخاریؒ سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی

اس سلسلے کی چوتھی اور سب سے دل چسپ مثال یہ ہے کہ امام مسلم خود امام

بخاری کے شاگرد ہیں اور انہوں نے امام بخاری سے حدیث روایت کی ہے۔

۱۔ امام سیوطی نے امام بخاری کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه مسلم.(۱)

''امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے۔''

لیکن امام مسلم نے اپنی 'الصحیح' میں امام بخاری سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی جتنی احادیث بھی اُن سے نقل کی ہیں وہ 'الصحیح' کے علاوہ دیگر کتب میں ہیں۔

۲۔ اسی بات کو امام عسقلانی نے امام بخاری کے ترجمہ میں یوں بیان کیا ہے:

روی عنه مسلم فی غیر الجامع.(۲)

''امام مسلم نے ان سے 'جامع' کے علاوہ روایت کیا ہے۔''

۳۔ امام قسطلانی نے اس کو درج ذیل الفاظ میں لکھا ہے:

روی عنه مسلم فی غیر الصحیح.(۳)

''امام مسلم نے ان سے 'الصحیح' کے علاوہ کتب میں روایت کیا ہے۔''

۴۔ اسی طرح 'رجال مسلم' میں بھی امام احمد بن علی اصبہانی نے امام بخاری کا صحیح مسلم کے رواۃ میں ذکر نہیں کیا۔

امام بخاری اور امام مسلم کے درمیان اتنا تعلق پختہ تھا کہ جب امام مسلم، امام بخاری کے سامنے پیش ہوئے تو انہوں نے برکت حاصل کرنے کے لئے امام بخاری کی

(۱) سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۲۵۲
(۲) عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۹: ۴۱
(۳) قسطلانی، ارشاد الساری إلی شرح صحیح البخاری، ۱: ۳۳

پیشانی پر بوسہ دیا اور پھر عرض کیا:

دعني حتی أقبّل رجليک، يا أستاذ الأستاذين و سيد المحدّثين وطبيب الحديث في علله۔(۱)

''اے استاذوں کے استاذ، سید المحدّثین اور عللِ حدیث کے طبیب! آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے پاؤں کا بوسہ لے لوں۔''

امام مسلم کا امام بخاری سے اتنا قریبی تعلق تھا اس کو حافظِ حدیث ابوعبداللہ محمد بن یعقوب اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا:

رأيت مسلم بن الحجاج بين يدي محمد بن إسماعيل البخاري، وهو يسأله سؤال الصبي المتعلم.(۲)

''میں نے مسلم بن الحجاج کو محمد بن اسماعیل البخاری کے سامنے دیکھا کہ وہ اُن سے یوں سوال کرتے جیسے کوئی طالبعلم بچہ استاذ سے سوال کرتا ہے۔''

یہ قربتِ تعلق اور شدتِ ادب تھا اور دوسری طرف عالم یہ ہے کہ امام بخاری کے شاگرد ہونے کے باوجود امام مسلم نے پوری 'صحیح مسلم' میں اپنے استاد امام بخاری سے ایک روایت بھی درج نہیں کی۔ کیوں؟ اس کا سبب یہ تھا کہ امام محمد بن یحییٰ الذھلی، امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے شیخ تھے۔ امام مسلم نے جب دیکھا کہ امام ذہلی اور امام بخاری (استاد و شاگرد) کے درمیان خلقِ قرآن پر بہت سخت علمی اور اعتقادی نزاع ہو گیا

(۱) ۱۔ ابن النقطة، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، ۱: ۳۳
۲۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۱۱: ۳۴

(۲) ۱۔ خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۲: ۲۹
۲۔ ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۵۲: ۸۹
۳۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۴۵

ہے اور انہوں نے امام بخاری کے خلاف سخت فتویٰ دے دیا ہے، تو چونکہ امام مسلم امام بخاری اور امام ذہلی دونوں کے شاگرد تھے لہٰذا انہوں نے دو کام کئے: نہ کوئی حدیث امام بخاری سے روایت کی اور نہ ہی کوئی حدیث امام ذہلی سے روایت کی۔ دونوں شیوخ کو اپنے رُواۃ سے یہ سوچتے ہوئے نکال دیا تاکہ میں کسی ایک کے ساتھ فریق نہ بنوں۔ چونکہ دونوں شیخ تھے، دونوں جگہ ادب کا تقاضا تھا، دونوں سے سماع اور اخذِ حدیث کیا تھا، لہٰذا انہوں نے پھر دونوں سے اپنی صحیح میں ترکِ روایت کر دیا تاکہ نہ ایک کی طرف جھکاؤ نظر آئے کہ دوسرے کو شکویٰ ہو اور نہ اِدھر جھکاؤ ملے کہ اُدھر شکویٰ ہو۔ یہی وہ بنیادی سبب تھا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں امام بخاری سے بھی ایک حدیث روایت نہیں کی اور امام محمد بن یحییٰ الذھلی سے بھی روایت نہیں کی۔ بلکہ امام ذہلی سے جو کچھ بھی انہوں نے سنا تھا، یا احادیث اخذ کی تھیں وہ ساری امام ذہلی کو واپس بھیج دیں۔ ساری کتابیں اٹھا کر امام ذہلی کو بھیج دیں اور جو کچھ امام بخاری سے سنا تھا اس میں سے ایک حدیث بھی اپنی 'الصحیح' میں نقل نہیں کی۔ (۱)

کیا اس عمل سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ امام مسلم نے امام بخاری سے کوئی حدیث روایت نہیں کی اس لئے یہ ثابت ہوا کہ امام مسلم کے نزدیک امام بخاری ضعیف فی الحدیث تھے؟ جواب ہے: نہیں۔ اگر یہ نتیجہ نکلتا ہے تو پھر امامِ اعظم سے امام بخاری کے عدم روایت پر بھی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے اور اگر امام مسلم کا امام بخاری سے عدمِ روایت کے باوجود اس کا نتیجہ ضعف فی الحدیث نہیں نکلتا اور یہ کہنا نہایت مضحکہ خیز بات لگتی ہے۔ تو پھر امامِ اعظم سے امام بخاری کا عدمِ روایت اور اس سے بھی یہ نتیجہ نکالنا مضحکہ خیز ہوگا۔ اسی طرح امام مسلم نے امام ذہلی سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی تو کیا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُن کو ضعیف فی الحدیث مانا حالانکہ وہ ثقہ امام تھے۔ وہ امام بخاری اور امام مسلم دونوں

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۱۰۳
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۲: ۴۶۰
۳۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۱: ۳۴

کے شیخ تھے مگر امام مسلم نے اپنی صحیح میں اُن سے صرف اس لئے روایت نہیں کیا کہ اُن کے آپس کے اختلاف اور نزاع کی وجہ سے یہ دل برداشتہ تھے۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ کسی محدّث کے دوسرے محدّث سے روایت نہ کرنے کے علمی، فکری، اعتقادی، نزاعی، ماحولیاتی نوعیت کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔

امام مسلم کا اپنے شیوخ سے استناد اور اس کا موازنہ

مندرجہ بالا بحث کو مزید واضح کرنے کے لئے ہم امام مسلم کے طرقِ مشائخ کا ایک مختصر سا مطالعہ کریں گے۔ جس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ امام مسلم نے اپنے کئی شیوخ سے کم یا زیادہ احادیث روایت کی ہیں لیکن امام بخاری سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی۔ ذیل میں چند ائمہ سے مروی احادیث کی تعداد کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

۱۔ صاحبِ ’السنن‘ امام دارمی امام مسلم کے شیخ ہیں۔ امام مسلم نے امام دارمی کی سند کے ساتھ ’الصحیح‘ میں ۷۳ احادیث روایت کی ہیں حتی کہ امام مسلم نے امام دارمی کی سند سے اپنے ’مقدمہ صحیح‘ میں بھی تین احادیث روایت کی ہیں۔

۲۔ امام مسلم نے اپنے شیخ امام ابو زکریا یحییٰ بن یحییٰ بن بکر بن عبدالرحمٰن تمیمی المِنقَری النیسابوری سے بھی بہت سی روایات اپنی ’الصحیح‘ میں لی ہیں۔ ’صحیح مسلمؒ کی کتاب الإیمان، الوضوء، الصلاۃ، الرؤیا، الجنائز، الصوم، الهبة، الحج، النکاح، البیوع، الجهاد، الصید، الأشربة، اللباس، الأدب، إماطة الأذی، العلم اور اس کے علاوہ بھی بہت سی کتب اور ابواب میں امام مسلم نے ان سے کثیر روایات لی ہیں۔(۱)

۳۔ امام مسلم نے اپنے شیخ امام ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسلمہ بن قَعْنَب الحارثی القَعْنَبی سے اپنی ’الصحیح‘ میں ستر (۷۰) احادیث روایت کی ہیں۔ یہ احادیث ’صحیح

---

(۱) ابن منجویه، رجال مسلم، ۲: ۳۵۳، ۳۵۴

مسلمؒ کی کتاب الوضوء، کتاب الصلاۃ، کتاب الحج، کتاب الصوم، کتاب الزکاۃ، کتاب النکاح، کتاب الجھاد، کتاب الأطعمۃ، کتاب القدرۃ اور دیگر کتب میں درج ہیں۔

امام قعنبی کا علم الحدیث میں بہت بلند درجہ تھا۔ امام ذہبی نے 'صحیح مسلم' میں مروی ان کی ایک حدیث کو درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

هو من أعلی شيء في صحيحه. (۱)

''یہ 'صحیح مسلم' کی اعلیٰ ترین مرویات میں سے ہے۔''

ایک طرف یہ حال ہے اور دوسری طرف امام مسلم کا دیگر اجل محدّثین سے حدیث روایت کرنے کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں۔ امام مسلم کے ایک شیخ ہیں امام ابو زُرعہ الرازی۔ یہ امام بخاری اور امام ترمذی کے بھی شیخ ہیں لیکن ان کا امام مسلم کے ساتھ خصوصی تعلق تھا۔ خطیب بغدادی، امام ابن عساکر، ابنِ نقطہ، ابن الصلاح اور امام نووی و دیگر ائمہ نے امام احمد بن سلمہ سے روایت درج کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

رأيت أبا زرعة و أبا حاتم يقدّمان مسلم بن الحجاج في معرفة الصحيح علی مشايخ عصرهما. (۲)

''میں نے امام ابو زُرعہ اور امام ابو حاتم کو دیکھا کہ وہ امام مسلم بن الحجاج کو اپنے زمانہ کے مشائخ کی صحت و ثقاہت سے آگاہ کرتے۔''

(۱) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱۰: ۲۶۴

(۲) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۳: ۱۰۱

۲۔ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ۵۸: ۹۰

۳۔ ابن نقطہ، التقیید، ۱: ۴۴۷

۴۔ ابن الصلاح، صیانۃ صحیح مسلم، ۱: ۶۱

۵۔ نووی، تہذیب الأسماء واللغات، ۲: ۳۹۷

حتی کہ امام نووی، امام ابن الصلاح اور دیگر ائمہ حدیث نے بیان کیا ہے کہ حافظِ حدیث امام مکی بن عبدان نیشاپوری نے امام مسلم کو خود فرماتے ہوئے سنا:

عرضت كتابي هذا (الجامع الصحيح) على أبي زرعة الرازي، فكل ما أشار أن له علّة تركته وكل ما قال إنّه صحيح وليس له علّة خرّجته.(۱)

''میں نے اپنی یہ کتاب - 'الجامع الصحیح' - ابوزرعہ الرازی کی خدمت میں پیش کی۔ پس جس جس روایت پر انہوں نے اشارہ کیا کہ اس میں علت ہے تو میں نے اسے ترک کر دیا، اور جس جس روایت پر انہوں نے کہا کہ یہ صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں تو میں نے اس کو اپنی صحیح میں بیان کر دیا۔''

امام ابن الصلاح نے معروف 'مقدمہ حدیث' میں ایک روایت بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

إسناده جيد حدّث به مسلم بحضرة أبي زرعة.(۲)

''اس کی سند جید ہے امام مسلم نے امام ابو زُرعہ کی خدمت میں رہ کر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔''

ابن الصلاح نے امام مسلم کے ہاں امام ابوزرعہ کے بلند مرتبہ علمی کی تائید بھی کی ہے یعنی امام مسلم نے اُن سے کثیر استفادہ کیا مگر ان سے روایت صرف ایک حدیث

---

(۱) ۱۔ نووی، شرح النووی علي صحيح مسلم، ۱: ۱۵، ۲۶
۲۔ ابن الصلاح، صيانة صحيح مسلم، ۱: ۶۷، ۱۰۰
۳۔ ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۱۲: ۵۶۸
۴۔ عسقلانی، هدى السارى مقدمة فتح البارى: ۳۴۷

(۲) ابن الصلاح، علوم الحديث (المعروف مقدمه ابن الصلاح): ۲۹۹

ہی کی۔ یہ روایت امام مسلم نے کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار کے باب أکثر أھل الجنۃ الفقراء میں بیان کی ہے حالانکہ امام مسلم نے اِن سے علم الحدیث کے باب میں کثیر استفادہ کیا تھا۔ گویا امام مسلم نے اپنی پوری کتاب کی ثقاہت کی سند امام ابوزرعہ الرازی سے لی۔ جس شیخ پر کتاب پیش کر کے ایک ایک روایت کی توثیق کی سند لی ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ امام مسلم کو امام ابوزرعہ پر کتنا اعتماد تھا لیکن پوری 'الجامع الصحیح' میں ان سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔ اس کے برعکس چند ائمہِ حدیث کے احوال درج کئے جا چکے ہیں جن سے امام مسلم نے ۷۰، ۸۰ اور کثیر احادیث روایت کی ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لیا جائے کہ امام ابوزرعہ، امام مسلم کے ہاں ضعیف فی الحدیث تھے؟ یا قلیل الروایت تھے؟ یا اُن کا اعتماد نہیں تھا؟ کتنی بڑی مضحکہ خیز بات لگ رہی ہے۔ پوری 'الصحیح' کی حجیت، صحت اور ثقاہت کا سرٹیفیکیٹ اور اس کی ایک ایک سند پر اُن سے توثیق کروا رہے ہیں مگر خود اُن سے پوری کتاب میں ایک روایت لی ہے۔

اسی طرح امام مسلم نے اپنے دیگر شیوخ سے کثیر احادیث روایت کی ہیں مگر اپنے اجل اور اکابر شیوخ سے اتنی اقل روایتیں لی ہیں یہاں تک کہ امام بخاری جیسے امیر المؤمنین فی الحدیث کے منصب پر فائز محدّثِ اعظم سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ کسی محدّث کا دوسرے محدّث سے روایت کرنے یا نہ کرنے کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں۔ عدمِ روایت کا سبب صرف ضعف نہیں ہوتا۔

(۵) امام مسلمؒ کی سند سے 'سنن ترمذی' میں صرف ایک روایت

امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد تینوں امام ترمذی کے شیخ ہیں۔ امام ترمذی نے علل الحدیث کے باب میں ۱۱۴ مقامات پر امام بخاری سے استفادہ کیا ہے مگر اپنی پوری کتاب میں اُن سے چند احادیث روایت کی ہیں۔ اسی طرح امام ترمذی نے امام ابوداؤد سے بھی صرف تین احادیث روایت کی ہیں جبکہ بطور شاگرد ان حضرات سے کثیر استفادہ کیا

ہے۔ امام مسلم سے روایت کرنے کا یہ حال ہے کہ امام ترمذی نے اپنی پوری ’السنن‘ میں امام مسلم سے صرف درج ذیل ایک حدیث روایت کی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم: أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ.(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان کی خاطر شعبان کے چاند کا خیال رکھو۔‘‘

حالانکہ امام ترمذی، امام مسلم کے ساتھ سفروں میں بھی اکٹھے رہے ہیں۔ امام ابو عبد اللہ الحاتم نے اس کی توثیق کی ہے کہ امام ترمذی نے امام مسلم کے ساتھ سفروں میں بھی مصاحبت کی ہے۔ وہ اس دوران ان سے سماع کرتے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔ ان کے اور امام مسلم کے درمیان قوی علاقہ اور محبت کا تعلق تھا حتی کہ امام ترمذی اس بات کو بیان کرتے ہوئے اپنے اہلِ زمانہ اور ہم عصروں پر فخر و مباہات فرماتے تھے کہ میں نے امام مسلم کے ساتھ سفر میں اُن کی سنگت اختیار کی ہے۔(۲) یعنی امام ترمذی، امام مسلم کے صرف شاگرد ہی نہیں بلکہ اتنا قرب اور تعلق تھا لیکن ہزارہا احادیث میں ان سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔

’سنن ترمذی‘ میں بعض ثقہ رُواۃ سے مروی اَحادیث کی تعداد

امام ترمذی نے اپنے دیگر شیوخ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں حتی کہ وہ شیوخ جن کا ذکر ضعفا کے درجہ میں آتا ہے اُن سے بھی کتنی احادیث روایت کی ہیں اور ادھر امام مسلم سے صرف ایک اور امام ابو داؤد سے تین روایتیں لی ہیں۔ امام ترمذی کی

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الصوم، باب ما جاء في إحصاء هلال شعبان لرمضان، ۳: ۷۱، رقم: ۶۸۷

(۲) ابن عبد الهادی، مختصر طبقات علماء الحدیث، ۲: ۳۹۰

دوسرے شیوخ سے مروی احادیث کی تعداد حسبِ ذیل ہے:

امام ترمذی نے قتیبہ بن سعید سے ۶۱۹، محمد بن بشار بُندار سے ۴۹۵، محمود بن غیلان المروزی سے ۳۴۲ اور ہناد بن السری التمیمی الدارمی سے ۲۸۶ احادیث روایت کی ہیں۔ اسی طرح محمد بن یحییٰ العدنی سے ۱۸۱، محمد بن علاء الہمدانی سے ۱۹۳، علی بن حجر السعدی سے ۱۷۳، عبدالحمید بن حمید الکشی الانصاری سے ۱۵۸ اور احمد بن منیع البغوی سے ۲۵۷ احادیث روایت کی ہیں۔ اِن نو شیوخ سے امام ترمذی نے تقریباً ۲۷۰۴ احادیث روایت کی ہیں یعنی 'سنن ترمذی' کا نصف سے زائد حجم صرف اِن نو شیوخ کی روایات سے بھرا پڑا ہے۔

سنن ترمذی میں بعض ضعیف رُواۃ سے مروی احادیث کی تعداد

اب ذیل میں ہم امام ترمذی کے اُن شیوخ کا ذکر کرتے ہیں جن کو ائمہ جرح و تعدیل نے ضعفا میں شمار کیا ہے۔ اُن سے امام ترمذی نے جو احادیث 'السنن' میں روایت کی ہیں وہ تعداد بھی امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد سے مروی احادیث سے بڑھ کر ہے۔ کیا کسی محدّث سے روایت کر لینے سے اُس کی ثقاہت بڑھ جاتی ہے اور کسی سے روایت نہ کرنے سے ثقاہت کم ہو جاتی ہے؟ اگر اس کو اصول بنا لیا جائے تو سنن ترمذی کے اس موازنہ میں معترض کیا کہے گا؟

امام ترمذی نے محمد بن حیان الرازی سے ۲۷ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے بارے میں امام ابو زرعہ الرازی اور ابن خراش کا قول ہے: **یکذب** (یہ جھوٹ بولتا ہے)۔

امام ترمذی نے محمد بن یزید العَجِلی سے ۱۵ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے بارے ائمہ جرح و تعدیل کا قول ہے: **لیس بالقوی** (یہ روایت میں قوی نہیں ہے)۔

امام ترمذی نے سفیان بن وکیع بن الجراح سے ۶۵ احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے بارے ائمہ جرح و تعدیل کا قول ہے: **متروک الحدیث** (ان سے مروی

حدیث کو ترک کیا جائے گا۔)

اسی طرح انہوں نے عمر بن اسماعیل الہمدانی سے ۵ احادیث روایت کی ہیں۔ یہ بھی متروک الحدیث ہے۔

الغرض امام ترمذی کے وہ شیوخ جو ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک سب سے اونچے درجے کے ہیں، وہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام دارمی اور امام ابو زُرعہ ہیں، ان پانچوں چوٹی کے ائمہ کی کل مرویات کو جمع کر لیں تو ان کی کل تعداد سے اُن شیوخ کی مرویات کی تعداد زیادہ بنتی ہیں جو صرف ضعفا ہیں۔ امام ترمذی نے جو ان سے احادیث لی ہیں صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے دیگر ذرائع سے ان کی ثقاہت پر اعتماد کر کے لی ہوں گی۔ حتی کہ امام ترمذی نے اپنے تین شیوخ جو متروکین ہیں یعنی سفیان بن وکیع بن الجراح، عمر بن اسماعیل الہمدانی اور علاء بن مسلمہ الرواس سے کل ۱۷۱ احادیث اپنی 'السنن' میں روایت کی ہیں اور یہ تعداد امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام ابوزرعہ جیسے اجل اور اوثق ائمہ کی کل روایات کے برابر بھی نہیں بنتی۔

اگر یہ معیار بنا لیا جائے کہ فلاں محدّث نے فلاں سے روایت نہیں کیا جیسا کہ امام بخاری نے امامِ اعظم سے روایت نہیں کیا لہٰذا وہ حدیث میں ثقہ نہیں تھے یا اُن کے نزدیک ضعیف فی الحدیث تھے تو یہ سارا اعتراض علم الحدیث، علم الرجال، اسماء الرواۃ سے مکمل ناواقفیت اور جہالت کے باعث ہے۔ اگر کوئی شخص ائمہِ حدیث و رواۃِ حدیث کی بحث اور اُن کی کتابوں میں مختلف مرویات کو پڑھے اور ان کا موازنہ کرے تو یہ بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ عدمِ اخذِ حدیث کے ہزاروں اسباب ہو سکتے ہیں صرف ضعف فی الحدیث واحد سبب نہیں ہے کہ اس کا الزام لگا دیا جائے۔

(۶) امام بخاریؒ کی سند سے 'سنن نسائی' میں صرف ایک روایت

ائمہِ صحاح ستّہ میں سے امام نسائی بھی امام بخاری کے شاگرد ہیں لیکن امام

قسطلانی کے بقول انہوں نے بھی اپنی ’السنن‘ میں امام بخاری سے روایت نہیں کیا۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں:

والأصح أنه لم يرو عنه شيئًا. (۱)

’’صحیح ترین یہی ہے کہ امام نسائی نے ان سے روایت نہیں کیا۔‘‘

ہماری تحقیق کے مطابق امام نسائی نے اپنی ’السنن‘ میں امام بخاری سے صرف ایک حدیث کتاب الصوم کے باب الفضل والجود فی شهر رمضان (۴: ۱۲۵، رقم: ۲۰۹۶) میں روایت کی ہے۔

(۷) امام احمدؒ نے سلسلۃ الذہب کے طریق سے صرف ایک روایت لی

امام احمد بن حنبل، امام شافعی کے شاگرد ہیں اور انہوں نے امام شافعی سے امام مالک کی موطأ کو براہِ راست سماع بھی کیا مگر اُن سے سلسلۃ الذہب کے طریق پر صرف ایک ہی روایت لی باقی کسی طریق سے کوئی روایت اپنی ’المسند‘ میں درج نہیں کی۔

۱۔ امام ابو یعلی خلیل بن عبد اللہ خلیلی (متوفی ۴۴۶ھ) اپنی کتاب ’الإرشاد‘ میں روایت کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

سمعت الموطأ من بضعة عشر نفسا من حفّاظ أصحاب مالك فأعدته على الشافعي لأني وجدته أقومهم به. (۲)

’’میں نے امام شافعی سے موطأ امام مالک کو دوبارہ سماعت کیا کیونکہ میں نے انہیں باقی محدّثین سے پختہ دیکھا حالانکہ میں اِسے اُن سے قبل دس سے زائد

(۱) قسطلانی، ارشاد السّاری لشرح صحیح البخاری، ۱: ۳۳

(۲) ۱۔ ابو یعلي خلیلی، الإرشاد فی معرفة علماء الحدیث، ۱: ۲۳۱، رقم: ۶۱
۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۹: ۲۷ (ترجمة الإمام الشافعي)

حفاظِ حدیث جو امام مالک کے شاگرد ہیں، سے سماعت کر چکا تھا۔‘‘

۲۔ امام احمد بن حنبل سے ذرا مختلف الفاظ امام ذہبی، امام عسقلانی اور امام سیوطی نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیے ہیں:

سمعت الموطأ من الشافعي لأني رأيته فيه ثبتاً وقد سمعته من جماعة قبله. (۱)

’’میں نے امام شافعی سے موطأ امام مالک کو سماعت کیا کیونکہ میں نے انہیں اس میں پختہ دیکھا حالانکہ میں اسے ان سے قبل (محدّثین کی) ایک جماعت سے سن چکا تھا۔‘‘

۳۔ امام ابو سعید علائی وغیرہ نے امام احمد کی سب اسانید سے أجل الأسانيد بھی امام شافعی کے طریق سے قرار دی ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

رواية الإمام أحمد بن حنبل عن الشافعي عن مالك عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما. (۲)

۴۔ امام سبکی نے اسی سند سے ایک حدیث روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ مالک عن نافع عن ابن عمر کے طریق کو ’’سلسلة الذهب‘‘ کہا گیا ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

فقل إذا شئت في أحمد عن الشافعي عن مالك عن نافع عن ابن عمر والمزني عن الشافعي هكذا. (۳)

---

(۱) ۱۔ ذہبی، سير أعلام النبلاء، ۱۰: ۵۹ (ترجمة الإمام الشافعي)
۲۔ عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ۱: ۱۲۲
۳۔ سیوطی، تدريب الراوی، ۱: ۸۰

(۲) عسقلانی، النكت على كتاب ابن الصلاح، ۱: ۱۲۴

(۳) سبکی، طبقات الشافعية الكبرى، ۲: ۶۳

’’پھر اگر تُو چاہے تو امام احمد کا امام شافعی سے روایت کرنا، ان کا امام مالک سے، ان کا نافع سے اور ان کا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے، اسی طرح مزنی کا امام شافعی کے طریق سے روایت کرنے کو بھی سلسلۃ الذھب میں شمار کرسکتا ہے۔‘‘

گویا امام مالک کا جو حضرت نافع اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کا سلسلۃ الذھب ہے یہی سلسلۃ الذھب امام احمد بن حنبل کا امام شافعی کے طریق پر امام مالک کے ذریعے سے قائم ہوتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق قابلِ غور بات یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں **چھبیس ہزار تین سو تریسٹھ (۲۶,۳۶۳)** کے قریب احادیثِ مبارکہ جمع کی ہیں، ان میں سے اپنے شیخِ اکبر امام شافعی سے کل نو (۹) احادیثِ روایت کی ہیں اور اسی سلسلۃ الذھب سے آپ نے اپنی مسند میں ان نو احادیث میں سے بھی صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔

امام احمد نے اس سلسلۃ الذھب کے اعلیٰ ترین طریق سے صرف ایک حدیث کو چھبیس ہزار حدیثوں میں سے درج ذیل مقام پر روایت کیا ہے باقی اور کسی جگہ بھی اس طریق سے روایت نہیں کیا:

أحمد بن حنبل، المسند، ج:۲، ص: ۱۰۸

کیا اس سے کوئی نادان معاذ اللہ یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ آپ نے اس اعلیٰ ترین سند کو نہیں مانا، یہ خیال کرنا جہالت، علم حدیث اور ائمہ کی کتب سے عدمِ واقفیت کے باعث ہے۔

خلاصۂ بحث

خلاصتاً اس بحث کو یوں سمیٹا جا سکتا ہے چونکہ امام بخاری کی امامِ اعظم سے براہِ راست ملاقات نہیں ہوسکی لہٰذا مختلف ذرائع سے ان تک امامِ اعظم پر ارجاء کا جھوٹا الزام یا تہمت کی شہرت زیادہ پہنچی تو انہوں نے آپ سے روایتِ حدیث ترک کر دی۔ یہ اسی

طرح ہے جیسے خود امام بخاری کے شیخ امام محمد بن یحییٰ الذھلی تک امام بخاری کے خلقِ قرآن کے عقیدہ کا الزام شہرت کے طریق سے پہنچا تو انہوں نے ان کے خلاف فتویٰ دیدیا اور ان کے درمیان شدید نزاع ہو گیا۔ جس طرح یہ الزام امام بخاری پر لگا اور جن تک یہ الزام یا تہمت پہنچی اور براہِ راست اس کی صفائی کا موقع ان کو اُن کے ذریعہ سے نہیں مل سکا تو انہوں نے بھی اُن سے حدیث روایت کرنا ترک کر دی یا اُن سے قطع ترک کر لیا یا ان کے خلاف اپنا قول دیا۔ امامِ اعظم سے امام بخاری کا زمانہ بعد کا ہے، ملاقات بھی نہیں ہوئی ان کے خلاف حاسدین اور مخالفین نے مرجئہ کی تہمت کثرت کے ساتھ لگائی اور اس کو پھیلایا اب بدقسمتی سے امام بخاری تک یہ ساری تہمت پہنچی مگر اس کا ردّ اتنی کثرت سے براہِ راست اُن تک نہیں پہنچ سکا۔ لہٰذا انہوں نے امام اعظم سے روایتِ حدیث ترک کر دی۔ لیکن اس سے ہرگز بھی یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کرنا چاہئے کہ امام بخاری کے نزدیک امامِ اعظم ضعیف تھے اس لئے اُن سے روایت نہ کیا۔ یہ نتیجہ درحقیقت علم الحدیث اور علم الرجال سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ عدمِ روایت کا سبب ایمان کی تعریف سے متعلق علمی اِختلاف ہے

ہم نے اسی کتاب کے گیارہویں باب - امامِ اعظم رضی اللہ عنہ امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں- میں بیان کیا ہے کہ امام بخاری چھ واسطوں سے علمِ حدیث میں امامِ اعظم کے پوتے شاگرد ہیں اور چھ واسطوں سے ہی امامِ اعظم کے پڑپوتے شاگرد ہیں۔ جب امام بخاری امام اعظم کے اجل محدّث شاگردوں کی نسبت سے آپ کے شاگرد بنتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاری نے اپنے شیخ الشیوخ سے روایت نہیں لی؟ اس سلسلے میں ہم پورے فکری تعمق اور تحقیقی گہرائی میں اترنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امام بخاری کے نزدیک امامِ اعظم سے حدیث نہ لینے کا سبب ان کا غیر ثقہ، ضعیف یا قلیل الحدیث ہونا نہیں

بلکہ ایک علمی اختلاف کی وجہ سے تھا جس پر دونوں ائمہ کا موقف اپنی اپنی جگہ پر بے لچک تھا۔

امامِ اعظم اور امام بخاری کے درمیان علمی اختلاف ’ایمان‘ کی تعریف پر تھا، امامِ اعظم تصدیقِ قلبی اور زبانی اقرار کو فی نفسہ ایمان کا نام دیتے ہیں اور اس میں عمل کو شامل نہیں کرتے جبکہ امام بخاری ایمان کی تعریف میں قول و عمل دونوں کو شامل کرتے تھے۔ ذیل میں دونوں اکابر کے ان خیالات وعقائد کو مستند کتب کے حوالہ جات کی مدد سے فرداً فرداً پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱) امام بخاریؒ کے مطابق ایمان قول و فعل کا نام ہے

امام بخاری ایمان کی تعریف میں ’’قول اور عمل‘‘ دونوں کو شامل کرتے ہیں۔

۱۔ امام بخاری نے بذاتِ خود اپنی ’الصحیح‘ میں کتاب الایمان کے پہلے باب کا آغاز کرتے ہوئے ایمان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

وهو قول و فعل.(۱)

’’ایمان قول اور فعل کا نام ہے۔‘‘

۲۔ امام محمد بن نعیم سے روایت ہے کہ جس دور میں تعریفِ ایمان پر علماء کے درمیان بحث و تمحیص جاری تھی، میں نے امام بخاری سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

قول وعمل.(۲)

---

(۱) بخاری، الصحیح، ۱: ۱۱

(۲) ۱۔ عسقلانی، هدی الساری مقدمة فتح الباری: ۴۹۱
۲۔ أیضاً، تهذیب التهذیب، ۹: ۴۵

’’ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔‘‘

اِن اقوال کے مطابق امام بخاری ایمان کا اطلاق قول اور عمل دونوں پر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک فقط زبان سے ایمان کا اقرار کرنا ایمان نہیں بلکہ ایمان اسی وقت کہلائے گا جب اس کے ساتھ عمل بھی ہوگا۔ جب کوئی دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والا شخص زبان پر ایمان کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ اعمالِ شریعت نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرھا پر بھی عمل کرے گا تب کہا جائے گا کہ یہ شخص مؤمن ہے۔

(۲) امامِ اعظمؒ کے مطابق ایمان تصدیقِ قلبی اور زبان سے اِقرار کا نام ہے

امامِ اعظم کے مطابق ایمان صرف دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کا نام ہے جسے إقرار باللسان وتصدیق بالقلب کہاجاتا ہے۔ آپ فی نفسہٖ ایمان کی تعریف میں عمل کو شامل نہیں کرتے، ہاں ایمان کی تکمیل کے لئے عمل کو ضرور واجب قرار دیتے ہیں۔

۱۔ امامِ اعظم نے اپنی کتاب ’الفقه الأکبر‘ میں لکھا ہے:

الإیمان هو الإقرار والتصدیق.(۱)

’’ایمان صرف (زبان سے) اقرار اور (دل سے) تصدیق کا نام ہے۔‘‘

۲۔ اسی طرح امامِ اعظم نے اپنے کتابچہ ’الوصیة‘ میں ایمان کی تعریف درج ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:

الإیمان إقرار باللسان وتصدیق بالجنان.(۲)

’’ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔‘‘

(۱) ابو حنیفة، الفقه الأکبر مع الشرح لملّا علی قاری: ۱۴۱

(۲) ابو حنیفة، الوصیة (مجموعة شیخ زاهد الکوثری): ۶۳۵

امامِ اعظم کی ایمان کے بارے میں بیان کردہ تعریف سے معلوم ہوا کہ امام بخاری اور آپ کے درمیان بنیادی اختلاف کا سبب تعریفِ ایمان میں ''عمل'' کو داخل کرنے اور نہ کرنے پر تھا۔ امامِ اعظم عمل کو ایمان کے اَکمل اور اَتم ہونے میں ممد و معاون سمجھتے ہیں اور اسے نفسِ ایمان کا جزو نہیں سمجھتے جبکہ امام بخاری عمل کو ایمان کا ہی حصہ قرار دیتے ہیں۔

۳۔ امام بخاریؒ کا قول: ''میں نے اپنے عقیدہ کے خلاف کسی سے روایت قبول نہیں کی''

ایمان کی تعریف پر یہی بنیادی علمی اور اعتقادی اختلاف تھا جس کی وجہ سے امام بخاری نے امامِ اعظم کے طریق سے حدیث روایت نہیں کی۔ اس کی وضاحت خود امام بخاری کے اپنے اقوال سے ہوتی ہے:

۱۔ امام حسین بن محمد بن وضّاح اور مکی بن خلف بن عفان سے روایت ہے کہ ہم نے محمد بن اسماعیل بخاری کو کہتے ہوئے سنا:

كتبت عن ألف نفرٍ من العلماء وزيادة ولم أكتب إلا عمّن قال: الإيمان قول وعمل، ولم أكتب عمّن قال: الإيمان قول.(۱)

''میں نے ایک ہزار سے زیادہ علماء سے احادیث لکھی ہیں اور میں نے صرف اس محدّث سے حدیث لکھی جس نے کہا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے، اور اس سے حدیث نہیں لکھی جس نے کہا کہ ایمان (صرف) قول کا نام ہے۔''

۲۔ امام محمد بن ابی حاتم سے روایت ہے کہ امام بخاری نے فرمایا:

كتبت عن ألف وثلاثين نفساً، ليس فيهم إلا صاحب حديث،

(۱) لالکائی، شرح أصول إعتقاد أهل السنة، ۲: ۸

وقال: لم أكتب إلا عمّن قال: أن الإيمان قول وعمل.[1]

’’میں نے بذاتِ خود ایک ہزار تیس (۱۰۳۰) اشخاص سے حدیث کو نقل کیا ہے ان میں سے ہر ایک محدّث تھا، اور امام بخاری نے کہا: میں نے حدیث کو صرف اسی محدّث سے نقل کیا جس نے کہا کہ بے شک ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔‘‘

۴۔ امام بخاریؒ نے امامِ اعظمؓ پر ضعیف الحدیث ہونے کا اِلزام نہیں لگایا

چونکہ امام بخاری کے عقیدہ اور مسلک کے مطابق، ایمان قول اور عمل دونوں کا نام تھا لہٰذا انہوں نے حدیث روایت کرنے میں بھی اپنے اسی عقیدہ کا التزام کیا اور صرف ان محدّثین سے احادیث روایت کیں جو قول اور عمل دونوں کو تعریفِ ایمان میں شامل کرتے۔ اسی علمی اختلاف کے باعث انہوں نے ایمان کی تعریف میں عمل کو شامل نہ کرنے والوں سے احادیث نہ لیں جن میں امام صاحب کا نام بھی آتا ہے۔ اس علمی اختلاف کو امام بخاری کا خود نقل کرنا ان کی ایمانداری، دیانت داری، تقویٰ، صداقت و امانت اور عدالت پر دلالت کرتا ہے نیز اپنے اس بیان سے انہوں نے امامِ اعظم کے مخالفین پر یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ وہ امامِ اعظم کو قطعاً غیر ثقہ اور ضعیف نہیں سمجھتے۔

۵۔ امامِ اعظمؓ پر مرجئہ کے الزام کی حقیقت

قرونِ اولیٰ میں ایمان کو ’إقرار باللسان وتصديق بالقلب‘ کہنے کا عقیدہ ایک باطل فرقہ مرجئہ کی ایک شاخ کا بھی تھا۔ لہٰذا جو شخص اپنا یہ عقیدہ رکھتا کہ ایمان اقرارِ لسانی اور تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور عمل اس کی تکمیل کے لئے لازمی ہے، اسے مرجئہ

(۱) ۱۔ قسطلانی، ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، ۱: ۳۲
۲۔ عسقلانی، ھدی الساری مقدمة فتح الباری: ۴۷۹

کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا اسی صورت حال کا سامنا امامِ اعظم کو کرنا پڑا جبکہ آپ کا اس باطل فرقہ سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ امام بخاری نے امامِ اعظم کے بارے میں ان کے ترجمہ میں لکھا:

كان مرجئاً سكتوا عنه وعن رأيه وعن حديثه. (۱)

''وہ مرجئہ تھے، محدّثین نے ان سے روایت کرنے میں، ان کی رائے لینے سے اور ان کی حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے۔''

امامِ اعظم پر مرجئہ کا الزام لگانے کی ابتدا خوارج، قدریہ اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں نے کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ امامِ اعظم نے دورِ اوّل میں پھوٹنے والے ان باطل فرقوں کی شدید مخالفت کی کیونکہ یہ تمام فرقے ایسے باطل عقائد و نظریات عوام الناس میں پھیلانے میں کوشاں تھے جن کا اسلام میں سرے سے ہی کوئی وجود نہ تھا۔

۱۔ عقیدۂ قدریہ کے حامل انسان کے فعل کو مکمل طور پر انسان کے ارادہ کے تحت سمجھتے تھے اور اس میں ارادۂ الٰہی کے دخل کو جائز نہ سمجھتے تھے اور وہ اپنے اس عقیدہ کا پرچار بھی کرتے جس کی وجہ سے امامِ اعظم نے ان کی شدید مخالفت کی۔

۲۔ معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب غیر مومن ہے لہٰذا وہ مرنے کے بعد ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ جو شخص بھی ان کے اس نظریہ کی مخالفت کرتا وہ اس پر مرجئہ کا اطلاق کرتے۔

۳۔ خوارج کا عقیدہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور اس کا خون و اموال دوسروں پر حلال ہیں ان کے نزدیک بھی ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

۴۔ چوتھا باطل فرقہ مرجئہ کا تھا جنہوں نے خوارج کے بالکل برعکس عقیدہ اپنایا۔ انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ ایمانِ کامل اقرارِ لسانی اور تصدیق قلبی کا نام ہے لہٰذا عمل

(۱) بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۸۱

کی اس میں ضرورت ہی نہیں، اور بعض نے ان میں سے یہاں تک کہا کہ ایمان صرف قلبی اعتقاد کا نام ہے اگرچہ اعلانیہ زبان سے کفر کا اقرار کرتا پھرے، بتوں کو پوجتا رہے یا دار الاسلام میں یہودیوں اور عیسائیوں سے ملا رہے اور صلیب و تثلیث کو پوجے، اس کے اعمال جیسے بھی ہوں وہ مرتے وقت کامل حالت ایمان میں ہی مرے گا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حالتِ ایمان میں سرزد ہونے والا گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتا جیسا کہ کفر کی حالت میں اطاعتِ الٰہی کافروں کو کوئی نفع نہیں دیتی۔(۱)

امامِ اعظم ان سب باطل عقائد سے جدا تھے انہوں نے کبھی بھی ان عقائدِ باطلہ سے تعلق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ ان کی سرکوبی کے لئے کام کرتے رہے۔ امام صاحب کے الفاظ میں ان کا عقیدہ ملاحظہ کریں، آپ نے فرمایا:

لا نقول: إن المؤمن لا تضرّه الذنوب، ولا نقول: إنه لا يدخل النار، ولا نقول: إنه يخلد فيها، وإن كان فاسقاً بعد أن يخرج من الدنيا مؤمناً، ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة.

ولكن نقول: مَن عمل حسنة بجميع شرائطها خالية عن العيوب المُفسِدة والمعاني المبطلة ولم يبطلها بالكفر والردّة حتى خرج من الدنيا مؤمناً فإن الله تعالى لا يضيعها، بل يقبلها منه ويُثيبه عليها. وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها صاحبها حتى مات مؤمناً فإنه في مشيئة الله تعالى إن شاء عذّبه بالنار، وإن شاء عفا عنه ولم يعذّبه بالنار أصلًا.(۲)

---

(۱) ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، ۴: ۱۵۴، ۱۵۵

(۲) ابو حنیفة، الفقه الأکبر مع الشرح لملاّ علی قاری: ۱۲۵۔۱۲۷

’’ہم یہ نہیں کہتے کہ مؤمن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (جس طرح باطل فرقے مرجئہ اور ملاحدہ وغیرہما کہتے ہیں)، اور نہ ہی (معتزلہ اور خوارج کی طرح) یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اگرچہ وہ فاسق ہی ہو اور دنیا سے حالتِ ایمان میں رخصت ہوا ہو، اور نہ ہم مرجئہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور گناہ معاف ہیں۔

’’بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے نیکی کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کیا جو عیوبِ مفسدہ (ظاہری گناہ مثلاً شراب خوری، بدکاری، جھوٹ) اور معانیٔ مبطلہ (باطنی گناہ مثلاً تکبر اور ریا کاری) سے محفوظ ہوئی تو اور اس شخص نے اسے کفر اور ارتداد سے ضائع نہ کیا یہاں تک کہ دنیا سے مؤمن چلا گیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اس شخص سے اس نیکی کو قبول فرمائے گا اور اسے اس کا ثواب عنایت کرے گا۔ کفر و شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جس پر اس کا عامل توبہ کیے بغیر ہی حالتِ ایمان میں مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوگا چاہے وہ اسے (عدل کے باعث) جہنم میں عذاب دے اور چاہے (فضل و کرم اور شفاعت کے باعث) معاف فرما دے، اور وہ اسے اصلاً عذاب کا مستحق نہیں ٹھہرائے گا (بلکہ جنت میں داخل کر دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا)۔‘‘

اتنے صریح الفاظ میں امامِ اعظم کا عقیدہ جان لینے کے بعد اب کسی صفائی کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں وضاحت کے ساتھ اہلِ سنت و جماعت حنفی مذہب کا عقیدہ بیان کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ باطل فرقوں خوارج، معتزلہ اور مرجئہ کے برعکس قرآن و سنت پر قائم ہے۔ ہم نہ کسی مؤمن کو گناہِ کبیرہ کے باعث ہمیشہ جہنم کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور نہ کافر، اور نہ ہی ہم اسے گناہوں کے مضر اور دخولِ جہنم سے بے خوف

کرتے ہیں۔ بلکہ گناہوں کی وجہ سے مؤمن کی گرفت بھی ہوسکتی ہے، وہ جہنم میں داخل بھی ہوسکتا ہے اور اس کی معافی بھی ہوسکتی ہے لیکن حالتِ ایمان میں مرنے والے گناہگار مؤمن کو کافر کا ٹائٹل اور ہمیشگی جہنم کا پروانہ نہیں تھمایا جا سکتا۔

ہماری نگاہ میں امامِ اعظم کو مرجئہ کہنے کی یہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے اِن سب باطل فرقوں کی اتنی شدّ و مد سے مخالفت کی جتنی اس دور میں اور کوئی امام نہ کر سکا، آپ نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے ان کے بخیے ادھیڑ کے رکھ دیئے جس کے نتیجہ میں ان باطل فرقوں نے اس کا بدلہ اس انداز میں لیا کہ امام صاحب پر اور آپ کے ہم خیال دوسرے ائمہ پر مرجئہ ہونے کا الزام لگا دیا۔

اسی لئے امامِ اعظم نے بصرہ کے ایک عالم عثمان البتی کو اپنی طرف منسوب مرجئہ کے نام کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا تھا:

فما ذنب قوم تكلموا بعدل، وسماهم أهل البدع بهذا الإسم؟ ولكنهم أهل العدل وأهل السنة، وإنما هذا اسم سماهم به أهل شنآن. (۱)

’’حق پر بولنے والی قوم کا یہی تو گناہ ہوتا ہے کہ اہلِ بدعت انہیں اس (مرجئہ کے) نام سے موسوم کر دیتے ہیں؟ حالانکہ وہ اہلِ انصاف اور اہلِ سنت ہوتے ہیں، اُنہیں اس نام سے صرف کم ظرف لوگ ہی منسوب کرتے ہیں۔‘‘

امام صاحب کے اسی قول کی تائید امام شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ’الملل والنحل (۱: ۱۴۱)‘ میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

لعمري كان يقال لأبي حنيفة وأصحابه مرجئة السنّة، وعدّه كثير

(۱) أبوحنيفة، الرسالة إلي عثمان البتى: ٦٣٢ (مجموعة كتب شيخ الفقيه زاهد الكوثرى)

من أصحاب المقالات من جملة المرجئة، ولعلّ السبب فيه أنه لما كان يقول: الإيمان هو التصديق بالقلب وهو لا يزيد ولا ينقص، ظنّوا أنّه يؤخّر العمل عن الإيمان، والرجل مع تخريجه فی العمل كيف يفتي بترک العمل، وله سبب آخر وهو أنه كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا فی الصدر الأول، والمعتزلة كانوا يلقّبون كلّ من خالفهم فی القدر مرجئاً وكذلک الوعيديّة من الخوارج، فلا يبعد أن اللقب إنما لزمه من فريقی: المعتزلة والخوارج. والله أعلم.

’’مجھے اپنی عمر (عطا کرنے والے) کی قسم! امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجئۃ السنۃ کہا جاتا تھا اور بہت سے کہنے والوں نے جمیع مرجئہ میں ان کو بھی شامل کیا ہے اور اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور یہ گھٹتا بڑھتا نہیں، ان پر الزام لگانے والوں نے گمان کیا کہ وہ عمل کو مؤخر کرتے ہیں، حالانکہ ایسا شخص جو شریعت پر عمل پیرا ہو کیسے ترکِ عمل کا فتویٰ دے سکتا ہے؟ ہاں (ان کو مرجئہ کہنے کا) ایک دوسرا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ چونکہ وہ دورِ اوّل میں نمودار ہونے والے فتنوں قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور معتزلہ تقدیر میں اپنے ہر مخالف شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے اور یہی رویہ خوارج کا تھا، پس اس صورت حال میں، یہ امر بعید نہیں کہ انہیں یہ (مرجئہ کا) لقب فریقین معتزلہ اور خوارج کی طرف سے بدنیتی اور حسد کی وجہ سے دیا گیا ہو۔ واللہ أعلم۔‘‘

گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امام صاحب کا عقیدہ مرجئہ کے بالکل برعکس اور اس حقیقت کا غماز تھا کہ عمل فی نفسہٖ ایمان کی تعریف میں شامل نہیں لیکن

اس کے بغیر ایمان ناقص اور ادھورا ہے۔ اس کے باوجود امتِ مسلمہ کی شومئ قسمت دیکھیے کہ امامِ اعظم کے خلاف پھیلائے ہوئے باطل قوتوں کے اس جال میں پھنس کر اکثر ائمہ نے اپنی کتابوں میں امامِ اعظم کو مرجئہ لکھ ڈالا۔

امامِ اعظم کے علاوہ کئی اکابر تابعین اور تبع تابعین کو بھی انہیں فتنوں کے سبب مرجئہ میں شمار کیا گیا ہے۔ جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب
۲۔ حضرت سعید بن جبیر
۳۔ عمرو بن مرہ
۴۔ محارب بن دِثار
۵۔ مقاتل بن سلیمان
۶۔ حماد بن ابی سلیمان
۷۔ قدید بن جعفر رضی اللہ عنہم وغیرہم

ان میں سے ہر امام کو صرف اس جرم کی پاداش میں مرجئہ کہا گیا کہ انہوں نے خوارج کے عکس اصحابِ کبار کو مومن قرار دیا اور معتزلہ کی طرف سے ان پر ہمیشہ جہنم میں رہنے کے دعویٰ باطل کی دلائل بیّن کے ساتھ تردید کی۔ جبکہ امامِ اعظم اور یہ سب ائمہ نہ صرف مرجئہ ہونے کے اس الزام سے بری تھے بلکہ وہ سب تقویٰ و طہارت اور اطاعت و اتباعِ شریعت کے بلندترین مقام پر فائز تھے۔

علامہ سید محمد مرتضیٰ الزبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے امامِ اعظم کا ارجاء کے الزام سے بری الذمہ ہونے پر یوں تبصرہ کیا ہے:

وأما نسبة الإرجاء إليه فغير صحيح فإن أصحاب الإمام كلهم على خلاف رأى أصحاب الإرجاء. فلو كان أبو حنيفة مرجئاً لكان أصحابه على رأيه وهم الآن موجودون على خلاف ذلک، وإذا أجمع الناس على أمر وخالفهم واحد أو اثنان لم يلتفت إلى

قوله ولم يصدق في دعواه حتى إن الصلاة عند أبي حنيفة خلف المرجئة لا تجوز. ومن أجمع الأمة على أنه أحد الأئمة الأربعة المجمع عليهم لا يقدح فيه قول من لا يعرفه إلا بعض المحدثين. (۱)

’’امامِ اعظم کی طرف اِرجاء کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب کے تمام اصحاب، ارجاء کے اصحاب کی رائے کے خلاف ہیں۔ پس اگر امام ابو حنیفہ مرجئہ ہوتے تو ان کے شاگرد بھی ان ہی کی رائے پر ہوتے حالانکہ وہ ابھی تک اس کے خلاف موجود ہیں، جب سب لوگ کسی امر پر متفق ہوں اور کوئی ایک یا دو اشخاص ان کی مخالفت کریں تو اس کے قول کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے دعویٰ کی تصدیق کی جائے گی، (یہ مرجئہ کے ساتھ اختلاف ہی کی وجہ سے ہے کہ) امام ابو حنیفہ کے نزدیک مرجئہ کے پیچھے نماز تک بھی جائز نہیں ہے۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب ان چار ائمہ میں سے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے لہٰذا آپ کے بارے میں اس شخص کا قول قادح نہیں ہوگا جس کو صرف بعض محدثین جانتے ہوں۔‘‘

امامِ اعظم کو سب سے زیادہ طعن و تشنیع کا اس لئے بھی نشانہ بنایا گیا کیونکہ آپ معتزلی، خوارجی اور قدریوں سے مناظروں کے دوران اپنی خداداد صلاحیتوں سے نا صرف انکے دلائل و عقائد کی دھجیاں بکھیر دیتے تھے بلکہ انہیں لاجواب بھی کر دیتے تھے۔ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ آپ پر مرجئہ کا الزام لگا دیا۔ امامِ اعظم پر ارجاء کا الزام انہوں نے اس قدر عام کر دیا کہ نشہ میں دھت راہ چلتا شخص بھی (جو عمل سے بالکل خالی ہوتا) آپ کو مرجئی کہہ کر مخاطب ہوتا۔

امام ہبۃ اللہ لالکائی (متوفی ۴۱۸ھ) اسی قسم کی ایک روایت بیان کرتے ہیں:

(۱) مرتضی الزبیدی، عقود الجواهر المنيفة، ۱: ۱۵

مرَّ أبو حنيفة بسكران، فقال له: يا أباحنيفة! يا مرجئيّ! فقال له أبوحنيفة: صدقت! الذنب مني، جئت سمّيتک مؤمنا مستكمل الإيمان. (۱)

’’امام ابوحنیفہ کسی نشہ کی حالت میں مدہوش ایک شخص کے پاس سے گزرے تو اس نے آپ سے کہا: اے ابوحنیفہ! اے مرجئی! امام ابوحنیفہ نے اس سے کہا: تو سچ کہتا ہے، گناہ میرا ہے کہ میں نے تجھے ’’مومن‘‘ (ایمان کو درجۂ کمال تک پہنچانے والے) کا نام دیا۔‘‘

اس روایت میں امامِ اعظم نے انتہائی خوبصورتی سے اپنے اوپر مرجئی ہونے کا الزام رد کرنے کے ساتھ ساتھ اس شخص کو ایمان کی حقیقت سے بھی آشنا کر دیا۔ اس شخص نے جب آپ کو باطل فرقوں کے پراپیگنڈہ میں آکر مرجئی کہہ کر پکارا تو آپ نے نہایت تحمل اور بردباری سے اس شخص کو ایک ہی نکتہ میں اشارۃً جتلا دیا کہ عقیدۂ مرجئہ کے حامل افراد شریعت پر عمل کے قطعاً مخالف ہونے کے باعث اسلامی فکر سے کنارہ کشی اختیار کرکے گمراہی کے گڑھے میں جا پڑے ہیں۔ اسی طرح گروہِ خوارج گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس کا خون مسلمان پر حلال قرار دیتے ہیں، ان دو انتہاء سوچوں کے باعث یا تو تمہیں اسی طرح نشہ جیسے حرام اور کبیرہ گناہ کی حالت میں مرجئہ کی طرح چھوڑ دیا جائے اور کوئی پوچھ گچھ نہ کی جائے کہ تمہارا ایمان اور آخرت سب کچھ برباد ہوجائے یا خوارج کی طرح کافر قرار دے کر قتل کر دیا جائے۔ اس شخص کا عقیدہ تو شاید مرجئہ کی طرح نہ ہو مگر اس کا عمل اُن کے نظریہ کی عکاسی ضرور کر رہا تھا اسی لئے امام صاحب نے اسے کہا کہ یہ میرا گناہ اور غلطی ہے کہ میں نے تم جیسے عمل سے بے بہرہ لوگوں کے لئے شریعت میں آسانی کی راہ نکالی اور تم کو مرجئی اور خارجی کہنے کی بجائے ’’مومن‘‘ ہی رہنے دیا تاکہ شاید زندگی کے کسی موڑ پر تمہاری حالت بدل جائے اور تم راہِ

(۱) لالکائی، شرح أصول إعتقاد أهل السنة، ۲: ۴۶۹

راست پر آجاؤ اور اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں تم بھی ایمانِ کامل کے درجہ کو پہنچ سکو۔

عمل، ایمان کا حصہ نہیں

امامِ اعظم کا ایمان کو اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب قرار دینا درحقیقت آپ کے تدبر و تفکر اور فقہ و ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عمل کو ایمان کا عین قرار دینے سے کسی بھی مومن پر پڑنے والے زائد بوجھ کو انہوں نے ایمان کی تکمیل کہہ کر متبعینِ شریعت کی سہولت اور آسانی کے لئے امت سے ہٹا دیا جبکہ نادان اس عمل کو مرجئہ فکر کا حامی تصور کرنے لگے۔ حالانکہ امامِ اعظم کی بیان کردہ تعریف ایمان عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے کیونکہ اگر ہم عمل کو ایمان کا جزو قرار دیں تو ایسا شخص جس نے سوائے کلمہ طیبہ پڑھنے کے کوئی اور نیک عمل نہ کیا ہو مومن نہیں رہتا لیکن اگر عملِ صالح کو بعد از قبولِ اسلام ایمان و اسلام کی تکمیل کے لئے ضروری قرار دیا جائے تو وہ شخص نہ صرف بدستور مومن رہتا ہے بلکہ کمالِ ایمان کے حصول کے لئے اعمالِ شریعت پر بھی گامزن رہتا ہے۔ امامِ اعظم نے ایمان کی تعریف میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُسی حکمتِ عملی کو پیشِ نظر رکھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے ارشاد فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّکَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْکِتَابِ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَی أَنْ يَشْهَدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوْا لَکَ بِذٰلِکَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي کُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوْا لَکَ بِذٰلِکَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ

فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ.(۱)

’’بے شک تو عنقریب اہلِ کتاب کی قوم میں جائے گا پس جب تو ان کے پاس پہنچے تو (سب سے پہلے) انہیں کلمہ توحید و رسالت - لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ - کی گواہی دینے کی طرف بلانا، پھر اگر انہوں نے اس میں تمہاری اطاعت کرلی تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن و رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پھر اگر انہوں نے اس میں بھی تمہارا حکم مان لیا تو انہیں کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو فرض کیا ہے جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء کو لوٹا دی جائے گی۔‘‘

مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں موجود اہلِ کتاب کے دلوں میں اسلام کو راسخ کرنے کے لئے طریقِ تبلیغ کو تدریجی راہنمائی کے اصولوں سے آراستہ فرمایا تاکہ بلا رکاوٹ ان اہلِ کتاب تک اسلام پہنچ جائے اور پھر وہ بتدریج اس پر عمل پیرا ہوتے چلے جائیں۔ اگر حقیقتاً عمل، ایمان کا عین ہوتا تو آپ ﷺ شہادتِ توحید و رسالت کے ساتھ ہی نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی فرماتے حالانکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ امامِ اعظم نے حضور ﷺ کی اس سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ایمان کی تعریف مقرر کی جبکہ کمالِ ایمان کے حصول کے لئے عمل کو لازمی

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث أبي موسی ومعاذ إلی الیمن، ۴: ۱۵۸۰، رقم: ۴۰۹۰

۲۔ أیضاً، کتاب التوحید، باب ما جاء فی دعاء النبی ﷺ أمّته إلی توحید الله، ۶: ۲۶۸۵، رقم: ۶۹۳۷

۳۔ نسائی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب إخراج الزکاۃ من بلد إلی بلد، ۵: ۵۵، رقم: ۲۵۲۲

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۳۳

۵۔ ابن خزیمه، الصحیح، ۴: ۲۳، رقم: ۲۲۷۵

قرار دیا۔ لہٰذا اتباعِ سنت پر مبنی اِس فکر کے نتیجے میں امامِ اعظم کو مرجئہ قرار دینا نہ صرف ان کے خلوصِ دین اور امانت و دیانت کو ٹھکرا دینے کے مترادف ہے بلکہ ہزارہا سال سے سنتِ رسول ﷺ پر مبنی امامِ اعظم کی اِن تعلیمات پر عمل پیرا سوادِ اعظم کی بھی توہین ہے۔ مرجئہ تو اپنے غلط عقائد کی وجہ سے اس حد تک گمراہ ہو چکے تھے کہ وہ عمل کو مانتے ہی نہ تھے ان میں سے ایک گروہ کے نزدیک صرف اقرارِ لسانی ہی ایمانِ کامل تھا۔ جب کہ امامِ اعظم قطعاً ایسے لغو عقائد نہ رکھتے تھے بلکہ اُن کے عقائد میں ایسا اعتدال اور استحکام تھا جو نا صرف منشائے الٰہی اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق تھا بلکہ دورِ حاضر تک کی جدید اسلامی تحقیق کے مطابق بھی قطعی طور پر درست اور یقینی تھا۔

۶۔ امام بخاریؒ پر خود خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا

مسلمہ نے امام بخاری کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے جسے امام عسقلانی نے امام بخاری کے ترجمہ میں درج کیا ہے:

كان ثقة، جليل القدر، عالماً بالحديث، وكان يقول بخلق القرآن، فأنكر ذلك عليه علماء خراسان فهرب ومات وهو مستخف.(۱)

''بخاری ثقہ، جلیل القدر اور حدیث کے عالم تھے اور وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کہا کرتے تھے جس پر علماءِ خراسان نے ان کا انکار کیا تو وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور روپوشی میں ہی ان کا وصال ہوگیا۔''

جبکہ امام بخاری نے اس کا انکار کیا۔ امام محمد بن نصر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو فرماتے ہوئے سنا:

من قال عنّي إني قلت: لفظي بالقرآن مخلوق؛ فقد كذب.(۲)

(۱) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۴۶

(۲) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۴۶

’’جس شخص نے میری طرف سے یہ کہا کہ میں نے کہا ہے: قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں؛ تو اس نے جھوٹ بولا۔‘‘

جس طرح امام بخاری پر الفاظِ قرآن کے مخلوق ہونے کا بے بنیاد الزام لگنے کے باوجود ان کی روایتِ حدیث اور عدالت پر کوئی اثر نہ پڑا تو اسی طرح امامِ اعظم پر بھی اِرجاء کا بے سروپا الزام لگنے سے ان کی عدالت و ثقاہت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۷۔ صحاح ستہ میں مرجئہ سے مروی روایات بھی موجود ہیں

پچھلے صفحات میں واضح ہو چکا ہے کہ امامِ اعظم پر مرجئی ہونے کا الزام بے حقیقت تھا جسے امام صاحب کی علمی عظمت و رفعت کو داغدار کرنے کے لئے متعصب اور بدعتی فرقوں کی جانب سے وضع کیا گیا تھا۔ اس تحقیق سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ اس بے بنیاد الزام سے آپ کی فقاہتِ علمی اور ثقاہتِ حدیث میں کسی قسم کے ضعف کا قطعاً امکان نہ رہا کیونکہ یہ الزام بھی اتنا ہی بے حقیقت اور بے بنیاد تھا جیسا امام بخاری پر عقیدۂ خلقِ قرآن کے سلسلے میں لگنے والا الزام غلط اور بے حیثیت تھا۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کئی رواۃِ حدیث پر مرجئہ ہونے کا الزام لگایا گیا لیکن امام بخاری اور امام مسلم سمیت دیگر ائمہ صحاح ستہ نے ان سے روایت کیا جن میں سے چند ائمہ کا تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) عبدالعزیز بن اَبی رَوّاد سے الزام اِرجا کے باوجود روایتِ حدیث

امام عبدالعزیز بن ابی رواد (متوفی ۱۵۹ھ) کو ائمۂ حدیث نے مرجئہ کہا ہے۔

۱۔ امام ابراہیم بن اسحاق الجوزجانی نے ان کے متعلق لکھا ہے:

کان عابداً غالیاً فی الإرجاء.[۱]

(۱) جوزجانی، أحوال الرجال، ۱: ۱۵۲، رقم: ۲۶۸

''وہ عبادت گزار اور غالی مرجئی تھا۔''

۲۔ امام احمد بن حنبل نے ان کے متعلق کہا:

كان رجلًا صالحًا و كان مرجئًا. (۱)

''عبدالعزیز صالح شخص اور مرجئی تھا۔''

۳۔ امام بخاری نے امام یحییٰ بن سلیم الطائفی سے امام عبد العزیز کے مرجئہ ہونے کو نقل کیا ہے:

كان يرى الإرجاء. (۲)

''وہ ارجا کا عقیدہ رکھتا تھا۔''

امام عبدالعزیز بن ابی رواد سے امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

۱۔ صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، رقم: ۳۳۹۰

۲۔ سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في الصدق والكذب، رقم: ۱۹۷۲

۳۔ سنن أبی داود، كتاب الصلاة، باب فی اتخاذ المنبر، رقم: ۱۰۸۱

۴۔ سنن النسائی، كتاب الزينة، باب إسبال الإزار، رقم: ۵۳۳۴

۵۔ سنن ابن ماجه، كتاب الأذان، باب السنة في الأذان، رقم: ۷۱۲

---

(۱) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۶: ۳۰۲

(۲) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۶: ۲۲، رقم: ۱۵۶۱

۲۔ بخاری، الضعفاء الصغير، ۱: ۷۴

(۲) ابراہیمؒ بن طہمان سے الزامِ ارجا کے باوجود روایتِ حدیث

امام ابراہیم بن طہمان (متوفی ۱۶۸ھ) امامِ اعظم کے مشہور شاگرد ہیں۔ امام ذہبی اور عسقلانی نے امامِ اعظم کے ترجمہ میں لکھا ہے:

حدّث عنه إبراهيم بن طهمان عالم خراسان.(۱)

’’ابراہیم بن طہمان عالمِ خراسان نے امام ابوحنیفہ سے حدیث بیان کی ہے۔‘‘

امام ابراہیم بن طہمان پر ائمہ نے ارجاء کا الزام لگایا۔ امام ذہبی نے سیر أعلام النبلاء میں ان کے ترجمہ میں بعض ائمہ سے ان کے مرجئی ہونے کو بیان کیا ہے۔

۱۔ امام صالح محمد جزرہ نے ان کے بارے میں کہا:

’’ثقہ ہے، حسن الحدیث ہے، ایمان میں اِرجاء کی طرف میلان رکھتے ہیں۔‘‘

۲۔ ابو صلت عبد السلام بن ہروی نے امام سفیان بن عیینہ کو ابراہیم بن طہمان کے بارے کہتے ہوئے سنا کہ وہ مرجئی ہے۔

۳۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ خراسان میں دو شیخ مرجئی ہیں اور دونوں ہی ثقہ ہیں:

۱۔ ابوحمزہ سکری ۲۔ ابراہیم بن طہمان

۴۔ امام احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں فرمایا:

كان مرجئاً، شديداً على الجهمية.(۲)

’’وہ مرجئی تھا اور جہمیہ پر شدید تھا۔‘‘

(۱) ۱۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۳
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱۰: ۴۰۱
(۲) ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۳۸۰۔۳۸۱

امامِ اعظم کے شاگرد امام ابراہیم بن طہمان پر مرجئہ کا الزام لگنے کے باوجود امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابنِ ماجہ اور امام احمد نے ان سے احادیث کو روایت کیا ہے۔ اس پر صحاح ستہ کے درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

۱۔ صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، رقم: ۸۵۲

۲۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتسليم الحجر عليه قبل النبوة، رقم: ۲۲۷۷

۳۔ سنن الترمذی، كتاب الإيمان، باب ما جاء في علامة المنافق، رقم: ۲۶۳۳

۴۔ سنن أبی داود، كتاب الصلاة، باب فی ليلة القدر، رقم: ۱۳۷۹

۵۔ سنن النسائی، كتاب صلاة العيدين، باب الرخصة في الاستماع إلي الغناء وضرب الدف يوم العيد، رقم: ۱۵۹۷

۶۔ سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فی صلاة المريض، رقم: ۱۲۲۳

(۳) ایوبؒ بن عائذ سے الزامِ ارجا کے باوجود روایتِ حدیث

امام بخاری نے اپنی کتب میں خود امام ایوب بن عائذ کے ترجمہ میں ان کے بارے میں لکھا ہے:

کان يری الإرجاء.(۱)

’’وہ ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا۔‘‘

(۱) ۱۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۱: ۴۲۰

۲۔ بخاری، الضعفاء الصغير، ۱: ۱۸

امام ایوب بن عائذ کے عقیدہ مرجئہ رکھنے کے باوجود امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث أبی موسی ومعاذ إلی الیمن قبل حجة الوداع، رقم: ۴۰۸۹

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب صلاة المسافرین وقصرها، رقم: ۶۸۷

۳۔ سنن الترمذی، کتاب الجمعة، باب ما ذکر في فضل الصلاة، رقم: ۶۱۴

۴۔ سنن النسائی، کتاب تقصیر الصلاة في السفر، باب تقصیر الصلاة في السفر، رقم: ۱۴۴۱

(۴) عثمانؒ بن غیاث سے الزامِ ارجا کے باوجود روایتِ حدیث

امام مزی نے تہذیب الکمال میں امام عثمان بن غیاث راسبی زہرانی بصری کے ترجمہ میں ان کے بارے میں ائمہ کے درج ذیل اقوال نقل کئے ہیں:

۱۔ امام ابو داؤد سے روایت ہے:

مرجئة البصرة: عبدالکریم أبو أمیة، وعثمان بن غیاث، والقاسم بن الفضل.(۱)

’’بصرہ کے مرجئہ یہ لوگ تھے: ابو امیہ عبد الکریم، عثمان بن غیاث اور قاسم بن فضل۔‘‘

۲۔ امام احمد بن حنبل ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

(۱) مزی، تہذیب الکمال، ۱۹: ۴۷۳

ثقة و کان یری الإرجاء.(۱)

’’ثقہ اور مرجئی تھا۔‘‘

امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام نسائی نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی صحاح میں ان سے احادیث لی ہیں، درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

۱۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب، رقم: ۳۴۹۰

۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان، رقم: ۲۴۰۳

۳۔ سنن أبی داود، کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: ۴۶۹۶

۴۔ سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب ترک الجهر ببسم الله الرحمن الرحیم، رقم: ۹۰۸

(۵) عمر بن ذر الھمدانیؒ سے الزامِ ارجا کے باوجود روایتِ حدیث

امام مزی نے تھذیب الکمال اور امام ابنِ حجر عسقلانی نے تھذیب التھذیب میں امام عمر بن ذر الھمدانی کے بارے میں ائمہ کی درج ذیل آراء نقل کی ہیں:

۱۔ صاحبِ ’السنن‘ امام ابو داؤد فرماتے ہیں:

کان رأساً في الإرجاء و کان قد ذهب بصره.(۲)

’’عمر بن ذر بڑا مرجئی تھا اور اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔‘‘

(۱) مزی، تهذیب الکمال، ۱۹: ۴۷۳

(۲) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۱: ۳۳۶

۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۷: ۳۹۰

۲۔ عن يحيى بن سعيد القطان ما يدل على أنه كان رأساً في الإرجاء.(۱)

''یحییٰ بن سعید القطان سے جو مروی ہے وہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ عمر بن ذر بڑا مرجئ تھا۔''

۳۔ امام ابنِ سعد نے کہا کہ محمد بن عبداللہ اسدی نے بیان کیا:

توفی سنة ۱۵۳، وكان مرجئاً فمات فلم يشهده الثوري.(۲)

''عمر بن ذر نے ۱۵۳ھ میں وفات پائی اور وہ مرجئ تھا، اسی لیے امام ثوری اس کے جنازے میں شریک نہ ہوئے۔''

۴۔ امام ابو عاصم نے کہا:

أبو ذر كوفي، ثقة، مرجي.(۳)

''ابو ذر (عمر بن ذر) کوفی، ثقہ اور مرجئ تھا۔''

امام عمر بن ذر الھمدانی پر مرجئہ کا الزام لگنے کے باوجود امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے اپنی کتابوں میں ان سے روایت لی ہے۔ درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

۱۔ صحيح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، رقم: ۳۰۴۶

۲۔ سنن الترمذی، کتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة مريم، رقم: ۳۱۵۸

(۱) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۳۹۰

(۲) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۳۹۰

(۳) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۷: ۳۹۰

www.MinhajBooks.com
منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

۳۔ سنن أبی داود، کتاب البیوع، باب فی التشدید في ذلک، رقم: ۳۳۹۷

۴۔ سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب سجود القرآن السجود في ص، رقم: ۹۵۷

(۶) ابومعاویہ محمد بن خازِم سے اِلزامِ اِرجا کے باوجود روایتِ حدیث

ائمہِ کرام نے ابو معاویہ محمد بن خازِم (متوفی ۱۹۵ھ) پر بھی مرجئہ ہونے کا اِلزام عائد کیا ہے۔ امام ابنِ حجر عسقلانی نے ان کے ترجمہ میں مختلف ائمہ کا تبصرہ نقل کیا ہے:

قال الآجري عن أبي داود مرجئاً، وقال مرّة: کان رئیس المرجئة بالکوفة. وذکره ابن حبان فی الثقات وقال: کان حافظاً متقناً ولکنه کان مرجئاً خبیثاً. وقال ابن سعد: کان ثقة، کثیر الحدیث، یدلس، وکان مرجئاً. قال أبو زرعة: کان یری الإرجاء، قیل له کان یدعو إلیه قال: نعم.[۱]

”امام آجری نے امام ابو داؤد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: محمد بن خازم مرجئ تھا، ایک دفعہ فرمایا: وہ کوفہ میں مرجئہ کا رئیس تھا۔ امام ابنِ حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ وہ پختہ حافظِ حدیث تھا مگر خبیث مرجی تھا۔ امام ابنِ سعد نے کہا: وہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھا، تدلیس کرتا تھا اور مرجئہ تھا۔ امام ابو زُرعہ نے کہا: وہ ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا۔ ان سے پوچھا گیا: کیا وہ لوگوں کو ارجاء کی طرف بلاتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔“

(۱) عسقلانی، تہذیب التھذیب، ۹: ۱۲۱

امام ذہبی نے ابو معاویہ الضریر کے متعلق یہاں تک روایت درج کی ہے:

إن وكيعاً لم يحضر جنازته للإرجاء.(۱)

’’یقیناً وکیع بن الجراح نے اِرجاء کی وجہ سے اُن کے جنازہ میں شرکت نہ کی۔‘‘

امام ابو معاویہ محمد بن خازم سے امام بخاری، امام مسلم امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ جمیع اصحابِ صحاح ستہ نے روایت کیا ہے۔ درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

۱۔ **صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة في مسجد السوق، رقم: ۴۶۵**

۲۔ **صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعاً، رقم: ۲۷**

۳۔ **سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء أن الإمام ضَامِنٌ والمؤذن مُؤْتَمَنٌ، رقم: ۲۰۷**

۴۔ **سنن أبی داود، كتاب السنة، باب فی النهی عن سب أصحاب رسول الله ﷺ، رقم: ۴۶۵۸**

۵۔ **سنن النسائی، كتاب النكاح، باب الحث على النكاح، رقم: ۳۲۱۰**

۶۔ **سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب النية في القتال، رقم: ۲۷۸۳**

امام ابو داؤد، امام ابنِ حبان، امام ابنِ سعد، امام ابو زُرعہ اور امام وکیع کی زبانی امام محمد بن خازم کے مرجئی ہونے پر اقوال درج کئے جا چکے ہیں۔ ارجاء کا الزام عائد ہونے کے باوجود صحاح ستہ میں مروی ان کی روایات کو ایک نظر ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ’صحیح بخاری‘ میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۵۰

(۱) ذہبی، میزان الإعتدال، ۷: ۴۲۹

۲۔ 'صحیح مسلم' میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۲۵۰

۳۔ 'سنن ترمذی' میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۱۲۰

۴۔ 'سنن ابو داؤد' میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۸۵

۵۔ 'سنن نسائی' میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۶۵

۶۔ 'سنن ابنِ ماجہ' میں محمد بن خازم سے مرویات کی تعداد: ۱۵۰

یعنی صرف ایک مرجئی امام سے صحاح ستہ میں کل مرویات کی تعداد **۷۲۰** ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ باقی اکابر ائمہِ حدیث جن پر ارجاء کا الزام لگایا گیا ان سے صحاح ستہ میں کل کتنی احادیث مروی ہوں گی؟

مذکورہ بالا چند ائمہ کے احوال بطور نمونہ اس لئے درج کئے ہیں تاکہ اس سوچ کا خاتمہ کیا جا سکے کہ جس محدّث پر بھی مرجئی ہونے کا الزام لگایا گیا، وہ ضعیف اور کمزور نہیں ہوتا تھا اسی لئے ائمہِ صحاح ستہ نے اُن سے سینکڑوں احادیث روایت کیں۔ اگر یہ تمام محدّثین غیر ثقہ اور ضعیف ہوتے یا مرجئی ہونے کا جھوٹا الزام اتنا غلیظ ہوتا تو محدّثینِ کبار اُن سے روایت نہ لیتے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے رُواۃ ہیں جن پر بعض ائمہ نے خوارج اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں کے جھانسے میں آکر مرجئہ ہونے کا الزام لگایا لیکن امام بخاری، امام مسلم اور دیگر ائمہ صحاح ستّہ سمیت محدّثینِ کرام کی اکثریت نے ان سے بھی روایت کیا۔

'صحیح البخاری' میں مزید گیارہ مرجئہ رُواۃ کی فہرست

ائمہِ جرح وتعدیل اور علم الرجال کی کتب کا سرسری مطالعہ کرنے کے بعد صحیح البخاری کے درج ذیل گیارہ رُواۃ عقیدہ اِرجا کے حامل ٹھہرتے ہیں، جن کو محدّثین نے مرجئی یا مائل بہ اِرجا شمار کیا ہے۔

۱۔ ابراہیم بن یزید بن شریک التَّیْمِی (متوفی ۹۳ھ)(۱)

۲۔ عَمْرو بن مُرَّۃ (متوفی ۱۱۸ھ)(۲)

۳۔ قیس بن مسلم الْجَدَلِی (متوفی ۱۲۰ھ)(۳)

۴۔ سالم بن عَجْلان الأفْطَس (متوفی ۱۳۲ھ)(۴)

۵۔ شعیب بن اسحاق الدِّمَشْقِی (متوفی ۱۸۹ھ)(۵)

۶۔ یونس بن بُکَیر (متوفی ۱۹۹ھ)(۶)

۷۔ عبد الحمید بن عبد الرحمٰن الْحِمَّانِی (متوفی ۲۰۲ھ)(۷)

---

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۲: ۱۴۵
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۱: ۱۵۴

(۲) ۱۔ عجلی، معرفۃ الثقات، ۲: ۱۸۵
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۸: ۸۹
۳۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۵۴

(۳) ۱۔ عجلی، معرفۃ الثقات، ۲: ۲۲۲
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۸: ۳۶۱

(۴) ۱۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۴: ۱۸۶
۲۔ ذہبی، میزان الإعتدال، ۳: ۱۶۷

(۵) ۱۔ ذہبی، الکاشف، ۱: ۴۸۶
۲۔ عسقلانی، تقریب التہذیب، ۱: ۲۶۶

(۶) ۱۔ عقیلی، الضعفاء الکبیر، ۴: ۴۶۱
۲۔ ذہبی، المغنی فی الضعفاء، ۲: ۷۶۵

(۷) ۱۔ عجلی، معرفۃ الثقات، ۲: ۷۰
۲۔ ذہبی، میزان الإعتدال فی نقد الرجال، ۴: ۲۵۲

۸۔ شَبابہ بن سَوَّار المدائنی الفزاری (متوفی ۲۰۶ھ)[1]

۹۔ خَلَّاد بن یحییٰ (متوفی ۲۱۳ھ)[2]

۱۰۔ بِشر بن محمد السَّخْتِیَانِی (متوفی ۲۲۴ھ)[3]

۱۱۔ ذَر بن عبداللہ الْھَمْدَانِی[4]

اس مفصل تحقیق سے معلوم ہوا کہ کسی بھی محدّث پر اِرجاء کا الزام لگنے کے باوجود امام بخاری سمیت بقیہ ائمہِ صحاح ستہ نے اُن سے روایت کیا۔ اِن میں ایسے رُواۃ بھی ہیں جن پر مرجئہ ہونے کا الزام خود امام بخاری نے 'التاریخ الکبیر' اور 'الضعفاء الصغیر' میں ذکر کیا ہے، لیکن اس کے باوجود ان سے احادیث لیں۔ اس سے پتہ چلا کہ ثقہ، صدوق، اور اَوثق واَصدق راوی کے مرجئہ ہونے کے باوجود ائمہ نے ان سے روایت کیا اور ان کی احادیث کو نظر انداز نہیں کیا۔ اگر درج بالا ان سترہ ائمہ کی صحاح ستہ میں مروی کل احادیث بالفرض کم از کم دو ہزار (۲,۰۰۰) بھی شمار کی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کے بغیر کل صحاح ستہ کی تکرار کے بعد دس ہزار احادیث میں سے آٹھ ہزار (۸,۰۰۰) باقی بچیں گی۔ جب اِن کُل ائمہ کی احادیث کو امام بخاری نے پسند کیا ہے اور ان کو 'الصحیح' میں درج کیا ہے تو امامِ اعظم ابوحنیفہ جو علم الحدیث میں اَوثق اور اَجل مقام پر فائز ہیں یقیناً ان سے روایت لینا زیادہ قرینِ قیاس ہے، مگر اس کے باوجود

(۱) ۱۔ عجلی، معرفۃ الثقات، ۱: ۴۴۷
۲۔ ذہبی، من تکلم فیہ: ۹۷

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۸: ۳۶۱
۲۔ عسقلانی، تقریب التھذیب، ۱: ۱۹۶

(۳) ۱۔ ابن حبان، الثقات، ۸: ۱۴۴
۲۔ عسقلانی، تقریب التھذیب، ۱: ۱۲۴

(۴) ۱۔ ذہبی، میزان الإعتدال، ۳: ۵۰
۲۔ عسقلانی، تھذیب التھذیب، ۳: ۱۸۹

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

امام بخاری نے آپ سے روایت نہیں کیا، کیوں؟ اس کی وجہ ہماری نظر میں صرف وہی ہے جسے ہم نے گزشتہ صفحات میں ذکر کیا کہ امام بخاری اور امامِ اعظم کے درمیان شدید علمی اختلاف تھا جس کے باعث انہوں نے آپ کی روایت کو ترک کیا جو کسی صورت آپ کے ضعیف فی الحدیث ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

بعض شبہات کا ازالہ

۱۔ بعض ذہنوں میں یہ شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ بعض راویوں جن میں امامِ اعظم کے تلامذہ بھی شامل ہیں، پر ارجاء کا الزام تھا حتی کہ امام بخاری نے خود لگایا لیکن اس کے باوجود امام بخاری نے ان سے روایت کیا اور امامِ اعظم کو چھوڑ دیا، اس کی وجہ کیا ہے؟

جواباً عرض ہے کہ ہمیں امام بخاری کی امانت و دیانت اور صداقت و عدالت پر کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں لیکن گذشتہ کئی صفحات پر پھیلی ہوئی بحث سے ہم یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ امامِ اعظم کے حقیقی مقام و مرتبہ اور معرفتِ حدیث پر باطل فرقوں نے اس قدر کیچڑ اچھالا اور ان پر ارجاء کے الزام کو اس قدر ہوا دی اور ان کی مخالفت میں اس قدر زوردار پراپیگنڈہ کیا جتنا کسی اور امام کے خلاف نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری جیسے سید المحدّثین اور امام المحدّثین بھی غلط فہمی کے اس جال میں پھنس گئے اور امامِ اعظم کی کامل معرفت ان تک نہ پہنچ سکی۔ کیونکہ جتنی قوت اور زور سے امامِ اعظم نے ان باطل فرقوں کے خلاف آواز اٹھائی اور انہیں علمی محاذ پر شکستِ فاش دی انہوں نے ردِعمل کے طور پر آپ کے خلاف اتنا ہی زہر آلود پراپیگنڈہ کیا جس کی وجہ سے آپ کی رفعتِ علمی کئی ائمہِ حدیث کی نظروں سے اوجھل اور پوشیدہ ہوگئی اور وہ صرف ظاہر کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھے۔

۲۔ اس کے بعد دوسرا سوال بعض اذہان میں یہ ابھرتا ہے کہ کیا امام بخاری کے علاوہ باقی ائمہ صحاحِ ستّہ اور دیگر ائمہِ حدیث نے امامِ اعظم سے روایت کیا ہے؟

ذہن نشین رہے کہ کئی ائمہِ حدیث نے امامِ اعظم سے روایت کیا ہے جن میں امام ترمذی، امام نسائی، امام احمد بن حنبل، امام ابنِ حبان اور امام ابنِ خزیمہ جیسے اکابرینِ حدیث شامل ہیں۔ فی الحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اِن پر بمع حوالہ جات تحقیق اِن شاء اللہ عزوجل کتاب ہٰذا کی جلد دوم میں آئے گی۔

www.MinhajBooks.com

باب پانزدہم

اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ سے مروی اَحادیث

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com

امامِ اعظم سے مروی احادیث کو بیان کرنے سے قبل ہم یہاں مختصراً حدیث کی دو بنیادی اصطلاحات پر بحث کرنا چاہتے ہیں حدیث بنیادی طور پر دو چیزوں سے وجود میں آتی ہے۔

(۱) سند (۲) متن

۱۔ سند

رُواۃ اور رجال کا وہ سلسلہ جو متنِ حدیث تک پہنچاتا ہے۔

۲۔ متن

سند کے بعد والا کلام یا جس تک سند پہنچتی ہے۔

مثلاً 'صحیح بخاری' کی کتاب الایمان کے باب حب الرسول ﷺ میں حدیثِ مبارکہ ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ.

''ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہیں شعیب نے خبر دی، ان سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے روایت کیا انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنه سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے

میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد سے عزیز تر نہ ہو جاؤں۔‘‘

اس حدیثِ مبارکہ میں حَدَّثَنَا أبو الْيَمَانِ (ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا) سے لے کر حضور نبی اکرم ﷺ تک سند ہے اور آگے فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ سے آخر تک۔ حدیث کا متن ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ بے شک سلسلہ سند سے جدا اور الگ ہے مگر اس کی صحت اور ثقاہت کا دار و مدار رِجالِ حدیث کی ثقاہت پر ہے۔ حدیث کے رجال جتنے زیادہ ثقہ اور پختہ ہوں گے حدیث اسی قدر جھوٹ اور کذب سے محفوظ ہوگی۔

علم الاسناد کی اہمیت

علم الحدیث میں اسناد کو اہم مقام حاصل ہے۔ یہ علم، حدیث میں بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے جس کے باعث راویوں کے عدل وضبط اور ضعف وکذب کی چھان بین کی جاتی ہے۔ اسی لئے ائمہِ حدیث نے علم الاسناد کی حد درجہ اہمیت بیان کرتے ہوئے اسے دین قرار دیا ہے۔

۱۔ امام محمدؒ بن سیرین مولیٰ انس بن مالک رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

إنّ هذا العلم دين، فانظروا عمن تأخذون دينكم. (۱)

’’بے شک یہ علم حدیث دین ہے، سوتم دیکھا کرو کہ تم کس شخص سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔‘‘

---

(۱) ۱۔ مسلم، مقدمۃ الصحیح، ۱: ۱۴
۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۱۲۴، رقم: ۴۲۴
۳۔ ابن عبد البر، التمہید، ۱: ۴۶

۲۔ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت سفیان ثوریؒ (متوفی ۱۶۱ھ) نے فرمایا:

الإسناد سلاح المؤمن، إذا لم يكن معه سلاح، فبأي شيء يقاتل. (۱)

’’اسناد مومن کا اسلحہ ہے پس جب اس کے پاس اسلحہ ہی نہ ہوا تو وہ کس چیز سے لڑے گا۔‘‘

۳۔ ایک اور امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (۱۸۱ھ) نے فرمایا:

الإسناد من الدين ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء. (۲)

’’اسناد دین ہے اگر اسناد نہ ہوتو پھر کوئی بھی شخص جو مرضی کہتا پھرے۔‘‘

۴۔ حضرت صالح بن احمدؒ (۳۸۴ھ) نے فرمایا:

إن الحديث بلا إسناد ليس بشيء، وإن الإسناد درج المتون به يوصل إليها. (۳)

’’حدیث اسناد کے بغیر کوئی چیز نہیں کیونکہ بے شک اسناد متون کی سیڑھی ہے جس کے ذریعہ ان تک پہنچا جاتا ہے۔‘‘

علم الاسناد درحقیقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے خصائص میں سے ہے۔ سابقہ امم میں سے کسی امت کو بھی یہ بلند و بالا علمی شرف حاصل نہیں ہوا کہ ان کے علماء نے اپنے انبیاء تک سلسلہ سند جوڑا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس علم کے ذریعہ امتِ محمدی علی

---

(۱) ۱۔ سمعانی، أدب الإملاء والاستملاء، ۱: ۸
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۷: ۲۷۳-۲۷۴

(۲) ۱۔ مسلم، مقدمة الصحيح، ۱: ۱۵
۲۔ ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ۲: ۱۶

(۳) خطیب بغدادی، الکفایة فی علم الروایة، ۱: ۳۹۳

صاحبہا الصلاۃ و السلام اور اس کے ائمہ کو بے حد شرف و فضیلت سے نوازا ہے۔

عالی اور نازل اسناد

عالی، علو سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور نزول کی ضد ہے۔ نازل، نزول سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اصطلاحی لحاظ سے ان کی یوں تعریف ہو گی:

ا۔ عالی اِسناد

وہ سند جو زمانہ کے اعتبار سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ہو یعنی وہ سند جس کے راویوں کی تعداد اُس دوسری سند کے اعتبار سے قلیل ہو جس کے ساتھ وہی حدیث کثیر راویوں سے مروی ہو۔

۲۔ نازل اِسناد

وہ سند جو زمانہ کے اعتبار سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہو۔ یعنی وہ سند جس کے راویوں کی تعداد اُس دوسری سند کے اعتبار سے زیادہ ہو جس کے ساتھ وہی حدیث قلیل راویوں سے مروی ہو۔

عالی اور نازل اسناد کی وضاحت کے لئے صحیحین (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کی درج ذیل روایت پر غور کریں۔

امام بخاری بیان کرتے ہیں:

(۱) (۲) (۳)

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِی عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ

(۴)

بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ

الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ.(۱)

''ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا انہیں عبداللہ بن عبداللہ بن جبر نے خبر دی کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے عداوت رکھنا نفاق کی علامت ہے۔''

امام مسلم اسی حدیث کو اپنی سند سے بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ (۲) حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ (۱) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ (۵) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ (۴) عَنْ أَنَسٍ (۳) رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: حُبُّ الْأَنْصَارِ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضُهُم آيَةُ النِّفَاقِ.(۲)

''ہم سے یحییٰ بن حبیب الحارثی نے بیان کیا، ان سے خالد ابن الحارث نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے روایت کیا انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔''

دونوں احادیث میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غور کریں کہ دونوں ایک ہی ہیں لیکن راویوں کی تعداد مختلف ہے۔ امام بخاری کی سند میں چار رُواۃ ہیں جبکہ امام مسلم کی سند میں

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب علامة الإیمان حب الأنصار، ۱: ۱۴، رقم: ۱۷

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن حبّ الأنصار وعلي من الإیمان، ۱: ۸۵، رقم: ۷۴

پانچ راوی ہیں۔ پس امام بخاری کی سند راوی کم ہونے کی وجہ سے ''عالی'' ہوئی اور امام مسلم کی سند کے راوی زیادہ ہونے کی وجہ سے ''نازل'' ہوئی۔

حکم

جمہور ائمہِ حدیث کے مطابق عالی اسناد کو نازل اِسناد پر فوقیت وفضیلت حاصل ہے کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک زیادہ قریبی زمانہ ہوتا ہے۔

عالی اِسناد کی فضیلت پر ائمہ کی آراء

بغیر کسی شک وشبہ کے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عالی اسناد کو نازل پر فضیلت حاصل ہے۔ محدّثین کے احوال کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ساری زندگی عالی سند کے حصول میں تگ و دو کرتے رہے اور اپنے تلامذہ کو اس کی رغبت دلاتے رہے۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

طلب الإسناد العالي سنة عمن سلف. (۱)

''اِسناد عالی کی تلاش سلف صالحین کی سنت ہے۔''

۲۔ امام یحیٰی بن معینؒ سے ان کے مرضِ وفات میں پوچھا گیا: آپ کی کوئی خواہش ہے؟ انہوں نے فرمایا:

بيت خالي وإسناد عالي. (۲)

''مجھے خالی گھر (جس میں مشغولِ علم رہوں) اور عالی اسناد کی خواہش ہے۔''

---

(۱) ۱۔ ابن صلاح، مقدمه ابن الصلاح، ۱: ۱۵۰
۲۔ ابن جماعة، المنهل الروى، ۱: ۶۹

(۲) ابن صلاح، مقدمه ابن الصلاح، ۱: ۱۵۰

۳۔ امام محمد بن اسلم طوسی علوِ اسناد پر فرماتے ہیں:

قرب الإسناد قرب إلى رسول الله ﷺ والقرب إليه قرب إلى الله عزوجل. (۱)

’’قُربِ اسناد حضور نبی اکرم ﷺ کا قرب ہے اور آپ ﷺ کا قرب اللہ عزوجل کا قرب ہے۔‘‘

۴۔ امام ابنِ صلاحؒ فرماتے ہیں:

العلو يبعد الإسناد من الخلل، لأن كل رجل من رجاله يحتمل أن يقع الخلل من جهته سهواً أو عمدًا، ففي قلتهم قلة جهات الخلل وفي كثرتهم كثرة جهات الخلل وهذا جلي واضح. (۲)

’’علو، اسناد کو خلل سے دور رکھتا ہے، کیونکہ ہر راویٔ حدیث کے بارے میں احتمال ہوتا ہے کہ سہواً یا عمداً اس سے کوئی عیب واقع ہو جائے گا، پس رِجال حدیث کی قلت کے باعث عیب کی جہات میں کمی ہوتی ہے اور ان کی کثرت کے باعث عیب کی جہات میں کثرت واقع ہوتی ہے، جو بالکل واضح ہے۔‘‘

مذکورہ چند اقوال سے پتہ چلا کہ شروع سے ہی ائمہ حدیث کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ عالی اسناد کی طلب کرتے رہتے کیونکہ اس میں حفاظتِ دین اور قربِ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول ﷺ پوشیدہ ہے۔

اَعلیٰ اسانید کے تین درجات

اِصطلاحِ حدیث میں اَعلیٰ اسانید کے تین درجات بنتے ہیں:

(۱) ابن صلاح، مقدمہ ابن الصلاح، ۱: ۱۵۰

(۲) ابن صلاح، مقدمہ ابن الصلاح، ۱: ۱۵۰

ا۔ وُحدان / اُحادِیات

جس سند میں راوی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف صحابی کا واسطہ ہو۔

۲۔ ثُنَائِیات

جس سند میں راوی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صحابی اور تابعی (یعنی دو رُواۃ) کا واسطہ ہو۔

۳۔ ثُلاثِیات

جس سند میں راوی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صحابی، تابعی اور تبع تابعی (یعنی تین رُواۃ) کا واسطہ ہو۔

محدّثین کے پاس سب سے اعلیٰ اَسانید ثلاثیات ہیں

یہ بات بڑی اہم ہے کہ امام مالک کی 'ثنائیات' کے علاوہ جتنے بھی محدّثین کی کتب دستیاب ہیں ان سب کی اعلیٰ اسانید 'ثلاثیات' ہیں۔ امام سخاوی کی درج ذیل تحقیق کا مطالعہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

''امام مالک کی سب سے اعلیٰ اسانید دو واسطوں سے ''ثُنائیات'' ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے کثیر احادیث تین واسطوں سے مروی ہیں جنہیں اصطلاحِ حدیث میں ''ثُلاثیات'' کہتے ہیں۔ یہی ثلاثیات امام بخاری سے بائیس (۲۲)، امام ابوداؤد اور ترمذی سے ایک ایک جب کہ امام ابنِ ماجہ سے پانچ (۵) مروی ہیں۔ امام مسلم اور نسائی کی سب سے اعلیٰ اسانید چار واسطوں سے ہیں، اس سے کم واسطے سے ان کی کوئی حدیث نہیں ہے انہیں اصطلاحِ

حدیث میں ’’رُباعیات‘‘ کہا جاتا ہے۔‘‘(۱)

ہماری تحقیق کے مطابق امام ابو داوٗد کی ’السنن‘ میں (کتاب السنة، باب فی الحوض، رقم: ۴۷۴۹) میں تین رُواۃ سے مروی ایک حدیث موجود ہے لیکن اس روایت میں اِنقطاع ہے۔ لہٰذا ’سنن ابی داوٗد‘ میں کوئی ثلاثی حدیث نہیں۔

صحاحِ ستہ کی تین کتب کے علاوہ بعض دیگر کتبِ حدیث میں بھی بیسیوں ثلاثیات موجود ہیں، ذیل میں ان کی تحقیق ملاحظہ کریں:

۱۔ ثلاثیات الشافعی

امام محمد بن ادریس الشافعی (متوفی ۲۰۴ھ) کی مسند میں ۴۷ ثلاثی احادیث مروی ہیں وہ سب کی سب اس سند سے مروی ہیں:

مالک بن أنس عن نافع مولٰی ابن عمر عن عبد اللہ بن عمر عن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

امام شافعی سے مروی تمام ثلاثیات کو امام ابنِ حجر عسقلانی نے ’سلسلة الذهب فیما رواه الشافعي عن مالک عن نافع عن ابن عمر‘ میں درج کیا ہے۔

۲۔ ثلاثیاتِ احمد بن حنبل

امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کی مسند میں دیگر ائمہِ حدیث کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں ثلاثیات ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا عدد تین سو (۳۰۰) سے تجاوز کر چکا ہے۔ کل ثلاثیاتِ مسند احمد کا شمار انتہائی دشوار ہے۔ کسی محقق نے کہا ہے کہ مسند احمد میں تین سو سینتیس (۳۳۷) ثلاثیات ہیں، کسی نے کہا کہ تین سو تریسٹھ (۳۶۳) اور کسی کا قول ہے: تین سو اکتیس (۳۳۱)۔

(۱) سخاوی، فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث، ۳: ۱۱

بعض ائمہ نے ثلاثیاتِ احمد کی علیحدہ تخریج بھی کی ہے ان میں محبّ الدین اسماعیل بن عمر بن ابی بکر المقدسی (متوفی ۶۱۳ھ) اور ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد المقدسی (متوفی ۶۴۳ھ) شامل ہیں۔ متاخرین میں خصوصاً امام سفارینی (متوفی ۱۱۸۸ھ) نے 'نفثات صدر المكمد وقرة عين المسعد لشرح ثلاثيات مسند الإمام أحمد' کے نام سے کتاب میں تمام ثلاثیاتِ احمد کو تخریج کیا ہے اور ان کی شرح کی ہے۔

۳۔ ثلاثیاتِ ابی داؤد الطیالسی

امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد الطیالسی (متوفی ۲۰۴ھ) کی مسند میں بھی ثلاثیات موجود ہیں، ان ثلاثیات کو بعنوان کتاب 'الثلاثيات المنتقاة من مسند أبي داود الطيالسي' جمع کیا گیا، لیکن کتاب کی عدم دستیابی کے باعث ان کا عدد اور مؤلف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

۴۔ ثلاثیاتِ مسند عبد بن حمید

امام عبد بن حمید الکسی (متوفی ۲۴۹ھ) کی مسند میں اکیاون (۵۱) ثلاثیات ہیں۔ اس کا ایک نسخہ مراکش کے شہر رباط کے محکمہ مالیات میں ۴۴۲ نمبر کے تحت موجود ہے۔

۵۔ ثلاثیات الدارمی

امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی (متوفی ۲۵۵ھ) کی سنن میں پندرہ (۱۵) ثلاثیات ہیں۔ ان ثلاثیاتِ دارمی کو ابو عمران عیسیٰ بن عمر بن العباس السمرقندی اور عفیف محمد بن نور الدین الایجی نے جمع کیا ہے۔

٦۔ ثلاثیات الطبرانی

امام سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ٣٦٠ھ) کی 'المعجم الصغیر' میں تین ثلاثیات ہیں۔

مذکورہ بالا تمام کتبِ حدیث میں ثلاثیات کو باقی احادیث سے اعلیٰ اور افضل گردانا جاتا ہے۔ محدّثین کی ان ثلاثی احادیث کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے امام سخاوی کی 'فتح المغیث'، امام سیوطی کی 'تدریب الراوی'، امام سفارینی کی 'نفثات صدر المكمد وقرة عين المسعد لشرح ثلاثيات مسند الإمام أحمد'، محمد بن جعفر الکتانی کا 'الرسالة المستطرفة'، صدیق حسن خان القنوجی کی 'الحطة فی ذکر الصحاح الستة'، اشرف عبدالرحیم کی 'الثلاثیات فی الحدیث النبوی' اور خصوصاً عفیف محمد نور الدین الایجی کا رسالہ 'الثلاثیات' ملاحظہ فرمائیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابنِ ماجہ، امام ابو داؤد الطیالسی، امام عبد بن حمید، امام دارمی اور امام طبرانی سمیت کسی بھی اجل محدّث اور امام فی الحدیث کے پاس ثلاثیات سے کم واسطہ کی کوئی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس لحاظ سے امام مالک کو ان پر فوقیت حاصل ہے کہ ان سے دو واسطوں سے ثنائیات مروی ہیں۔ گویا نامور محدّثین میں صرف عالم دار الھجرۃ امام مالک واحد شخصیت ہیں جن سے کم از کم دو واسطوں سے احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہیں۔

اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ کی سندِ عالی ''اُحادی'' ہے

مندرجہ بالا تفصیلی بحث سے یہ معلوم ہوگیا کہ امام مالک کے علاوہ کل محدّثین کے پاس تین واسطوں سے کم سند سے کوئی بھی حدیث نہیں، تو یہ بات بڑی خوش کن اور قلبی اطمینان کا باعث ہے کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو صرف ایک واسطہ سے حدیثِ رسول

ﷺ حاصل ہے۔ گویا امامِ اعظم ابوحنیفہ کے بعد روئے زمین پر کوئی بھی ایسا محدّث نہیں جس کا حضور نبی اکرم ﷺ سے اَقرب طریق یا سب سے چھوٹی سند ایک واسطہ سے ہو۔ ائمۂ حدیث میں سے یہ شرف صرف امامِ اعظم ابوحنیفہ کو حاصل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براہِ راست روایت کرنے کے سبب سے حضور نبی اکرم ﷺ اور امام ابوحنیفہ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔ اصولِ حدیث میں ایک واسطے سے روایت ہونے والی حدیث کو اصطلاحاً 'وُحدان' کہا جاتا ہے۔ جبکہ راقم نے ثُنائی اور ثُلاثی کے وزن پر اس اصطلاح کا نیا نام ''اُحادی'' وضع کیا ہے۔ امام اعظم کی سندِ عالی ''اُحادی'' ہے جبکہ باقی معروف ائمہ حدیث میں سے کسی ایک امام کی بھی سندِ عالی اُحادی نہیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ اور امام ابنِ حجر ہیتمی مکیؒ تک ائمہ نے تحقیق کر کے سات (۷) اُحادیات اپنی کتابوں میں بیان کی تھیں جو امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بذریعہ صحابی ایک واسطے سے روایت کی ہیں۔ **راقم نے اس پر تحقیق کر کے امامِ اعظم کے ایک واسطے سے روایت ہونے والی احادیث کی تعداد سولہ (۱۶) تک کر دی ہے۔** اِن سولہ (۱۶) اُحادیاتِ امامِ اعظم کا متن مع ترجمہ وتخریج درج ذیل ہے:

۱۔ سولہ (۱۶) اُحادیاتِ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا متن

۱۔ رَوَی أَبُوْحَنِیْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلَی کُلِّ مُسْلِمٍ.(۱)

(۱) ۱۔ ابونعیم اصبهانی، مسند الإمام أبی حنیفة: ۱۷۶
۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۲۰۸، ۹: ۱۱۱
۳۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۱: ۲۸
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

’’امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔‘‘

۲۔ رَوَی أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله عليه وآله وسلم أَنَّهُ قَالَ: اَلدَّالُ عَلَی الْخَيْرِ کَفَاعِلِهِ.[۱]

------ ۴۔ ابن ماجة، السنن، المقدمة، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ۱: ۸۱، رقم: ۲۲۴

۵۔ ابو يعلی، المسند، ۵: ۲۲۳، رقم: ۲۸۳۷

۶۔ أيضاً، المعجم، ۱: ۲۵۷، رقم: ۳۲۰

۷۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۲: ۲۸۹، رقم: ۲۰۰۸

۸۔ قضاعی، مسند الشهاب، ۱: ۱۳۶، رقم: ۱۷۵

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام ابی حنيفة، ۱: ۸۵

۲۔ صيمری، أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ۴

۳۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۱: ۲۶

۴۔ رويانی، المسند: ۶۳، رقم: ۶ (امام رویانی نے یہ حدیث امامِ اعظم کی ثلاثیات میں سے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

۵۔ ابو نعيم اصبهانی، مسند الإمام أبی حنيفة، ۱: ۱۵۰، ۱۵۱ (امامِ اعظم کی ثلاثیات میں سے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے۔)

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۶۔ ترمذی، السنن، کتاب العلم عن رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم، باب ما جاء الدال علی الخير کفاعله، ۵: ۴۱، رقم: ۲۶۷۰

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۵۷

۸۔ ابو يعلی، المسند، ۷: ۲۷۵، رقم: ۴۲۹۶

۹۔ بزار، المسند، ۵: ۱۵۰، رقم: ۱۷۴۲

۱۰۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۳۴، رقم: ۲۳۸۴

''امام ابوحنیفہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا (اجر و ثواب کے حصول میں) نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔''

۳۔ رَوَى أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ.(۱)

''امام ابوحنیفہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی مدد کرنے کو پسند فرماتا ہے۔''

۴۔ رَوَى أَبُوْحَنِيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ هَمَّهُ وَ رَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.(۲)

''امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔''

---

(۱) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۸۵
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۲۔ ابو يعلى، المسند، ۷: ۲۷۵، رقم: ۴۲۹۶
۳۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۲: ۲۵۴، رقم: ۱۲۶۴
۴۔ صيداوي، معجم الشيوخ، ۱: ۱۸۴
۵۔ منذري، الترغيب و الترهيب، ۱: ۷۰، رقم: ۱۹۵
(۲) قزويني، التدوين في اخبار قزوين، ۳: ۲۶۱

۵۔ رَوَی أَبُوحَنِیْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَالَ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ خَالِصاً مُخْلِصًا بِهَا قَلْبُهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَلَوْ تَوَکَّلْتُمْ عَلَی اللهِ حَقَّ تَوَکُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ کَمَا تُرْزَقُ الطَّیْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَ تَرُوْحُ بِطَانًا.(۱)

''امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص خلوصِ دل کے ساتھ ﴿لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ﴾ کہتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا اور اگر تم نے اللہ پر اس طرح توکل کیا جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اس طرح رزق دیا جائے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے وہ خالی پیٹ صبح کرتے ہیں اور شام کو سیر ہوکر (واپس اپنے گھروں کو) لوٹتے ہیں۔''

۶۔ رَوَی أَبُوحَنِیْفَةَ قَالَ: وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِیْنَ وَقَدِمَ عَبْدُاللهِ بْنُ أُنَیْسٍ رضی اللہ عنہ

---

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۱: ۳۶

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الزهد، باب فی التوکل علی الله، ۴: ۵۷۳، رقم: ۲۳۴۴

۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الزهد عن رسول الله ﷺ، باب التوکل والیقین، ۲: ۱۳۹۴، رقم: ۴۱۶۴

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۰، ۵۲، ۵: ۲۲۹

۵۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۱، رقم: ۵۱

۶۔ حمیدی، المسند، ۱: ۱۸۱، رقم: ۳۶۹

۷۔ ابو یعلی، المسند، ۱: ۲۱۲، رقم: ۲۴۷

۸۔ ابن ابی عاصم، الآحاد والمثاني، ۴: ۲۲۹، رقم: ۲۲۱۳

۹۔ قضاعی، مسند الشهاب، ۲: ۳۱۹، رقم: ۱۴۴۴

www.MinhajBooks.com

الْكُوفَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ وَسَمِعْتُ مِنْهُ وأَنَا أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: حُبُّكَ لِلشَّيْءِ يُعْمِي وَيُصِمُّ.(۱)

''امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ ۹۴ھ میں کوفہ تشریف لائے تو میں نے انہیں ۱۴ سال کی عمر میں فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی چیز سے انسان کی محبت اسے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے (اسے نہ تو محبوب کا کوئی عیب نظر آتا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں وہ کوئی غلط بات سننا گوارا کرتا ہے)۔''

۷۔ رَوَى أَبُوْحَنِيْفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُنَيْسٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: رَأَيْتُ فِي عَارِضِي الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا ثَـلَاثَةَ أَسْطُرٍ بِالذَّهَبِ الْأَحْمَرِ لَا بِمَاءِ الذَّهَبِ: ﴿اَلسَّطْرُ الْأَوَّلُ﴾ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ، ﴿وَالسَّطْرُ الثَّانِيُّ﴾ الْإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ فَأَرْشَدَ اللهُ الْأَئِمَّةَ وَغَفَرَ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ ﴿وَالسَّطْرُ الثَّالِثُ﴾ وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا، رَبِحْنَا مَا قَدِمْنَا، خَسِرْنَا مَا خَلَفْنَا، قَدِمْنَا عَلَى

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید للإمام ابی حنیفة، ۱: ۷۸
۲۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۱: ۳۰
۳۔ سبط ابن جوزی، الانتصار والترجیح للمذهب الصحیح: ۴۶۲ (مجموع کتب الإمام الکوثری)

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۴۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی الهوی، ۴: ۳۳۴، رقم: ۵۱۳۰
۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۹۴
۶۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۴: ۳۳۴، رقم: ۴۳۵۹
۷۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۹۹، رقم: ۲۰۵
۸۔ قضاعی، مسند الشهاب، ۱: ۱۵۷، رقم: ۲۱۹

رَبٍّ غَفُوْرٍ.(۱)

''امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جنت کے کونوں میں سرخ سونے (خالص سونے) کے ساتھ نہ کہ سونے کے پانی کے ساتھ تین سطریں لکھی ہوئی دیکھیں: پہلی سطر میں لکھا ہوا تھا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں)، دوسری سطر میں لکھا ہوا تھا: امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار، پس اللہ تعالیٰ ائمہ کو ہدایت دے اور مؤذنین کی مغفرت فرمائے، اور تیسری سطر میں لکھا ہوا تھا: ہم نے جو عمل کیا (اس کا صلہ) ہم نے پا لیا، ہم نے جو کچھ آگے بھیجا اس کا نفع پا لیا، ہم جو پیچھے چھوڑ آئے اس کو ہم نے کھو دیا اور ہم رب غفور کے پاس حاضر ہو گئے ہیں۔''

۸۔ رَوَى أَبُوْحَنِيْفَةَ قَالَ: وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ وَحَجَجْتُ مَعَ أَبِي سَنَةَ سِتٍّ وَ تِسْعِيْنَ وَأَنَا ابْنُ سِتَّ عَشَرَةَ سَنَةً فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ رَأَيْتُ حَلْقَةً عَظِيْمَةً فَقُلْتُ لِأَبِي: حَلْقَةُ مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: حَلْقَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.(۲)

---

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۱: ۳۵۔۳۶

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ قزوینی، التدوین فی أخبار قزوین، ۳: ۹۱

۳۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۱: ۲۲۷، رقم: ۵۹۳

۴۔ مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ۳: ۵۲۱

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱: ۸۰

’’امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور میں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ھ میں ۱۶ سال کی عمر میں حج کیا پس جب میں مسجدِ حرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک بہت بڑا حلقہ دیکھا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ کس کا حلقہ ہے تو انہوں نے فرمایا: یہ صحابیٔ رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ کا حلقہ ہے۔ میں آگے بڑھا اور ان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہوجاتا ہے اور اُسے وہاں وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔‘‘

۹۔ رَوَى أَبُوحَنِيُفَةَ قَالَ: لَقِيتُ عَبُدَاللهِ بُنَ الُحَارِثِ جَزُءَ الزُّبَيُدِيَّ صَاحِبَ رَسُوُلِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: أُرِيُدُ أَنُ أَسُمَعَ مِنُهُ فَحَمَلَنِي أَبِي عَلَى عَاتِقِهِ وَ ذَهَبَ بِي إِلَيُهِ. فَقَالَ: مَا تُرِيُدُ؟ فَقُلُتُ: أُرِيُدُ أَنُ تُحَدِّثَنِي حَدِيُثًا سَمِعُتَهُ مِنُ رَسُوُلِ اللهِ ﷺ: فَقَالَ: سَمِعُتُ رَسُوُلَ اللهِ ﷺ يَقُوُلُ: إِغَاثَةُ الُمَلُهُوُفِ فَرُضٌ عَلَى كُلِّ مُسُلِمٍ، مَنُ تَفَقَّهَ فِي دِيُنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ هَمَّهُ وَ رَزَقَهُ مِنُ حَيُثُ لَا يَحُتَسِبُ.(۱)

’’امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: میں صحابیٔ رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن الحارث جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے ملا ہوں، میں نے کہا میں ان سے سماع کرنا چاہتا ہوں تو میرے والدِ گرامی مجھے اپنے کندھے پر اٹھا کر اُن کے پاس لے گئے۔ انہوں

------ ۲۔ صیمری، أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ۴

۳۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضله، ۱: ۱۰۱

۴۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۳: ۳۲، رقم: ۹۵۶

۵۔ سبط ابن جوزی، الانتصار (مجموع کتب الکوثری): ۴۶۲

(۱) موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة، ۱: ۳۵

نے مجھے کہا: کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: مجھے ایسی حدیث سنائیں جسے آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مصیبت زدہ کی مدد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور جو شخص دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہوجاتا ہے اور اسے وہاں وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔‘‘

۱۰۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُعَاوِيَةَ عَبْدَاللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.(۱)

’’امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو معاویہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص مسجد بناتا ہے چاہے وہ تیتر کے گھونسلے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۸۲

۲۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۱: ۳۰

۳۔ سبط ابن جوزی، الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح: ۱۲

۴۔ قزوینی، التدوين فی اخبار قزوين، ۱: ۴۳۸

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۵۔ ابن ماجه، السنن، كتاب المساجد والجماعات، باب من بنى لله مسجدا، ۱: ۲۴۴، رقم: ۷۳۸

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۴۱

۷۔ ابن حبان، الصحيح، ۴: ۴۹۰، رقم: ۱۶۱۰

۸۔ ابن خزيمة، الصحيح، ۲: ۲۶۹، رقم: ۱۲۹۲

۹۔ طيالسی، المسند، ۱: ۶۲، رقم: ۴۶۱

۱۰۔ ابو يعلى، المسند، ۷: ۸۵، رقم: ۴۰۱۸

۱۱۔ رَوَی أَبُوْحَنِيْفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَی رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حُبُّکَ الشَّيْئَ يُعْمِي وَ يُصِمُّ، وَ الدَّالُ عَلَی الْخَيْرِ کَفَاعِلِهِ وَ الدَّالُ عَلَی الشَّرِّ کَمِثْلِهِ، إِنَّ اللهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ.(۱)

’’امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیری کسی چیز سے محبت (تمہیں) اندھا اور بہرا کر دیتی ہے، نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے اور برائی کی طرف راہنمائی کرنے والا برائی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی مدد کرنے کو پسند فرماتا ہے۔‘‘

۱۲۔ رَوَی أَبُوْحَنِيْفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ عَجْرَدٍ رضی الله عنها قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَکْثَرُ جُنْدِ اللهِ فِي الْأَرْضِ: الْجَرَادُ، لَا آکُلُهُ وَ لَا أُحَرِّمُهُ.(۲)

---

(۱) موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۱: ۳۶

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۷۹

۲۔ سبط ابن جوزی، الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح: ۴۶۳ (مجموع کتب الإمام الکوثری)

۳۔ قزوينی، التدوين فی أخبار قزوين، ۱: ۴۳۸

ديگر محدّثين نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۴۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الأطعمة، باب فی أکل الجراد، ۳: ۳۵۷، رقم: ۳۸۱۳

۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الصيد، باب صيد الحيتان والجراد، ۲: ۱۰۷۳، رقم: ۳۲۱۹

۶۔ بيهقی، السنن الکبری، ۹: ۲۵۷

’’امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: زمین میں اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا لشکر ٹڈی دَل ہے، میں نہ اُسے کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔‘‘

۱۳۔ رَوَی أَبُوحَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَا تُظْهِرَنَّ شَمَاتَةً لِأَخِيکَ فَيُعَافِيَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيکَ. (۱)

’’امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تُو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے عافیت دے کر تجھے مصیبت میں نہ ڈال دے۔‘‘

------ ۷۔ عبد الرزاق، المصنف، ۴: ۵۳۱، رقم: ۸۷۵۷

۸۔ بزار، المسند، ۶: ۴۷۷، رقم: ۲۵۰۹

۹۔ ابن قانع، معجم الصحابة، ۱: ۲۸۵

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام ابی حنيفة، ۱: ۸۶

۲۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۱: ۳۰

۳۔ سبط ابن جوزی، الانتصار: ۴۶۳ (مجموع کتب الکوثری)

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب صفة القيامة والرقائق عن رسول الله ﷺ، باب (۵۴)، ۴: ۶۶۲، رقم: ۲۵۰۶

۵۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۴: ۱۱۱، رقم: ۳۷۳۹

۶۔ أيضاً، المعجم الکبير، ۲۲: ۵۳، رقم: ۱۲۷

۷۔ قضاعی، مسند الشهاب، ۲: ۷۷، رقم: ۹۱۷

۸۔ بيهقی، شعب الإيمان، ۵: ۳۱۵، رقم: ۶۷۷۷

۱۴۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ.(۱)

''امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت واثلہ بن اَسقع رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تُو اس چیز کو چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے اس چیز کے لیے جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔''

۱۵۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَا يَظُنُّ أَحَدُكُمْ أَنَّهُ يَتَقَرَّبُ إِلَى اللهِ بِأَقْرَبَ مِنْ هَذِهِ الرَّكَعَاتِ يَعْنِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ.(۲)

''امام ابوحنیفہ نے فرمایا: میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ گمان نہ کرلے کہ وہ ان رکعات یعنی پانچ وقت کی فرض نمازوں سے بڑھ کر کسی اور شے سے اللہ کا

---

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۳۱
۲۔ سیوطی، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ۳٦
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۳۔ ترمذی، السنن، کتاب صفة القيامة والرقائق عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب (٦۰)، ۴: ٦٦۸، رقم: ۲۵۱۸
۴۔ نسائی، السنن، کتاب الأشربة، باب الحث على ترك الشبهات، ۸: ۳۲۷، رقم: ۵۷۱۱
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۵۳
٦۔ ابن حبان، الصحيح، ۲: ۴۹۸، رقم: ۷۲۲
۷۔ حاکم، المستدرك، ۲: ۱٦، ۴: ۱۱۰، رقم: ۲۱۷۰، ۷۰۴٦
۸۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۱۹، رقم: ۲۵۳۲
(۲) موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۳٦

قربِ حاصل کر سکتا ہے۔‘‘

١٦۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہ (الصَّحَابِيِّ) قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ: كُنْتُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ أَنِّي رَسُوْلُ اللهِ مُخْلِصًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: وَ إِنْ زَنَى وَ إِنْ سَرَقَ؟ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ عَادَ لِكَلَامِهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَ إِنْ زَنَى وَ إِنْ سَرَقَ؟ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ عَادَ لِكَلَامِهِ، فَقُلْتُ: وَ إِنْ زَنَى وَ إِنْ سَرَقَ؟ فَقَالَ: وَإِنْ زَنَى وَ إِنْ سَرَقَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي الدَّرْدَاءِ. فَكَانَ أَبُوالدَّرْدَاءِ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيْثِ عِنْدَ كُلِّ جُمُعَةٍ عِنْدَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ يَضَعُ إِصْبَعَهُ عَلَى أَنْفِهِ وَيَقُوْلُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي الدَّرْدَاءِ.(١)

’’امام ابوحنیفہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن ابی حبیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھا سو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابو درداء جو

(١) ١۔ ابویوسف، کتاب الآثار، ١: ١٩٧، رقم: ٨٩١

٢۔ ابو نعیم اصبهانی، مسند الإمام أبي حنيفة، ١: ١٧٥

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

٣۔ بخاری، الصحيح، كتاب اللباس، باب الثياب البيض، ٥: ٢١٩٣، رقم: ٥٤٨٩

٤۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب من مات لا يشرك بالله شيئا، ١: ٩٥، رقم: ٩٤

٥۔ ابن حبان، الصحيح، ١: ٣٩٢، رقم: ١٦٩

٦۔ احمد بن حنبل، المسند، ٥: ١٦٦

شخص اخلاص کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ زنا اور چوری بھی کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر اپنے کلام کو دہرایا تو میں نے (پھر) عرض کیا: یا رسول اللہ! اگرچہ وہ زنا اور چوری بھی کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ وہ زنا اور چوری ہی کیوں نہ کرے اور اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو یہ حدیث حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کے قریب بیان فرماتے تھے: اگرچہ وہ زنا اور چوری ہی کیوں نہ کرے اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

اَہم علمی نکات

ہم نے سولہ (۱۶) اُحادیاتِ امامِ اعظم نقل کردی ہیں۔ اِن تمام احادیث میں امامِ اعظم اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف صحابی کا واسطہ ہے۔ درج ذیل نکات کی بناء پر اِن احادیث کی بلند پایہ ثقاہت واضح ہوتی ہے۔

۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں محدّثین اور اصولیین کا اس بات پر اجماع ہے:

أن الصحابة کلهم عدول ليس فيهم مجروح ولا ضعيف.(۱)

’’تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عدول ہیں، ان میں کوئی بھی مجروح یا ضعیف نہیں ہے۔‘‘

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۱۶۲
۲۔ ابن عبد البر، التمهيد، ۲۲: ۴۷
۳۔ ابن جماعة، المنهل الروی فی مختصر علوم الحديث النبوی، ۱: ۱۱۲
۴۔ عسقلانی، فتح الباری شرح صحيح البخاری، ۹: ۲۳۳

اس متفق اصول کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براہِ راست رِوایت ہونے کی بناء پر یہ تمام احادیث صحیح ہیں۔

۲۔ ہم نے امامِ اعظم سے مروی درج بالا تمام احادیث کے نیچے دیگر ائمہ حدیث کی کتب سے تخریج بھی دیدی ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں حدیث امامِ اعظم نے تو ایک صحابی سے اپنی سند سے روایت کی مگر اسی حدیث کا متن امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ، امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ اور امام ترمذی و دیگر ائمہ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اپنی کتابوں میں روایت کیا ہوا ہے۔ متون کی مطابقت سے یہ بات متحقّق ہوتی ہے کہ امامِ اعظم سے مروی تمام رِوایات صحیح الاسناد ہیں۔

۳۔ امامِ اعظم اور دیگر ائمہ حدیث کی روایت کردہ احادیث میں بنیادی فرق صرف یہ ہے کہ امامِ اعظم نے براہِ راست ایک صحابی سے حدیث لی ہے، آپ کے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صحابی کے سوا اور کوئی واسطہ نہیں جبکہ باقی ائمہ حدیث نے اپنی سند کے ساتھ وہی متنِ حدیث کئی واسطوں سے روایت کیا ہوا ہے۔ امامِ اعظم نے یہ تمام احادیث اُس وقت روایت کر دی تھیں جب نہ 'صحیح البخاری' وجود میں آئی تھی، نہ 'صحیح مسلم'، نہ 'سننِ ترمذی'، نہ 'سننِ ابی داؤد'، نہ 'سننِ نسائی'، نہ 'سننِ ابن ماجہ' اور نہ 'مسند احمد بن حنبل' حتی کہ ان کتبِ حدیث کے مصنف بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ بعد کے دور میں جب یہ ائمہ حدیث تشریف لائے تو اپنی اپنی الگ سند کے ساتھ انہیں احادیث کے متن کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کر دیا جس سے ان کی کتبِ حدیث معرضِ وجود میں آگئیں۔

۴۔ محدّثین کا امامِ اعظم کی احادیث کے متون کو اپنی جدا جدا سندوں کے ساتھ لینا اس بات کی بھی دلیل ہے کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ ضعیف الحدیث نہ تھے بلکہ صحیح الاسناد تھے، ثقہ تھے، عدول تھے، مامون تھے، اَصح تھے اور اَوثق تھے کیونکہ جن احادیث کے متون کو آپ نے روایت کیا انہی متون کو بعد کے ائمہ نے اپنی الگ الگ اسانید کے ساتھ روایت کر دیا۔

۲۔ ثنائیاتِ امامِ اَعظم رضی اللہ عنہ

﴿اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ سے مروی دو واسطوں کی رِوایات کا بیان﴾

امامِ اعظم کو علم الحدیث میں ائمہِ صحاح ستہ سمیت دیگر ائمہِ حدیث پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ ایک، دو اور تین واسطوں سے جتنی روایات آپ سے مروی ہیں اور کسی امام سے نہیں۔ پچھلے صفحات میں امامِ اعظم کی احادیات کو بمع تخریج رقم کیا جا چکا ہے۔ یہی حال امام صاحب کی ثنائیات کا ہے۔ آپ سے سیکڑوں ثنائیات مروی ہیں۔

ہم نے مختلف کتب کو کھنگال کر ثنائیاتِ امامِ اعظم پر تحقیق کر کے اس کی تعداد معلوم کی ہے۔ صرف تین کتبِ حدیث میں ثنائیاتِ امامِ اعظم کی تعداد ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ جامع المسانيد للإمام خوارزمي : ۳۶۶

۲۔ كتاب الآثار للإمام أبي يوسف : ۸۱

۳۔ كتاب الآثار للإمام محمد الشيباني : ۵۹

تینوں کتب میں کل ثنائیات : ۵۰۶

ان تینوں کتب میں ثنائیاتِ امامِ اعظم کی تعداد سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان سے سیکڑوں ثنائیات مروی ہوں گی۔ حجت کے لئے بطورِ نمونہ ذیل میں ہم امامِ اعظم کی چالیس (۴۰) ثنائیات بمع دیگر کتبِ حدیث سے تخریج درج کریں گے جس سے امام صاحب کے بلند درجہ امام الائمہ فی الحدیث ہونے کا اندازہ ہوگا۔ احادیث کی ترتیب میں ’صحیح بخاری‘ اور ’صحیح مسلم‘ کی ابواب بندی کے نظم کو سامنے رکھا گیا ہے۔

۱۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَرَأَ

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ قَالَ: بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾ قَالَ: بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ.(۱)

’’حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ’’اور اس نے اچھائی کی تصدیق کی۔‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس سے مراد) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کی تصدیق کرنا ہے۔ ’’اور اس نے اچھائی کو جھٹلایا۔‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس سے مراد) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کو جھٹلانا ہے۔‘‘

۲۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ تَعَالَى.(۲)

---

(۱) خوارزی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱: ۹۵

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۱۳۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب: فإن تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزکاة فخلوا سبیلهم، ۱: ۱۷، رقم: ۲۵

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس، ۱: ۵۲۔ ۵۳، رقم: ۲۱۔ ۲۲

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الغاشیة، ۵: ۴۳۹، رقم: ۳۳۴۱

۵۔ نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، ۷: ۷۵۔ ۸۱، رقم: ۳۹۶۶۔۳۹۸۳

۶۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب الکف عمن قال لا إله إلا الله، ۲: ۱۲۹۵، رقم: ۳۹۲۷۔۳۹۲۹

’’حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ نہ کہہ لیں، پھر جب انہوں نے اس کا اقرار کر لیا تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اموال کو سوائے ان کے حق کے محفوظ کر لیا، اور ان کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔‘‘

۳۔ رَوَی أَبُوحَنِیْفَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.(۱)

۴۔ وَرَوَی أَبُوحَنِیْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ نَحْوَهُ.(۲)

---

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱: ۹۹
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما یکره من النیاحة علی المیت، ۱: ۴۳۴، رقم: ۱۲۲۹

۳۔ مسلم، الصحیح، المقدمة، باب تغلیظ الکذب علی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱: ۱۰، رقم: ۳

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب العلم عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ما جاء فی تعظیم الکذب علی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۵: ۳۵، رقم: ۲۶۵۹

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱: ۱۰۳
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱: ۵۲، رقم: ۱۱۰

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الفتن عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ما جاء فی النهی عن سب الریاح، ۴: ۵۲۴، رقم: ۲۲۵۷

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔‘‘

’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی انہی الفاظ سے ایک روایت مروی ہے۔‘‘

۵۔ رَوَی أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ.(۱)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے علم کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس نے (جانتے ہوئے بھی اسے) چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔‘‘

۶۔ رَوَی أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الصَّلَاةُ فِي مَوَاقِيْتِهَا.(۲)

’’حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۹۶

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب العلم عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ما جاء فی کتمان العلم، ۵: ۲۹، رقم: ۲۶۴۹

۳۔ أبو داود، السنن، کتاب العلم، باب کراهية منع العلم، ۳: ۳۲۱، رقم: ۳۶۵۸

۴۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب من سئل عن علم فکتمه، ۱: ۹۷، رقم: ۲۶۴

(۲) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانيد، ۱: ۲۹۷

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

سے عرض کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنا۔‘‘

۷۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَسْفِرُوْا بِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلثَّوَابِ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب وسَمَّي النبيُّ ﷺ الصلاة عملاً، ۶: ۲۷۴۰، رقم: ۷۰۹۶

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب کون الإیمان باللّٰہ تعالی أفضل الأعمال، ۱: ۸۹، رقم: ۸۵

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی بر الوالدین، ۴: ۳۱۰، رقم: ۱۸۹۸

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۴: ۳۴۲، رقم: ۱۴۷۸

۶۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۵: ۲۱۸، رقم: ۲۵۳۹۹

۷۔ ابو عوانة، المسند، ۱: ۶۴

(۱) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانید، ۱: ۳۰۴

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الإسفار بالفجر، ۱: ۲۸۹، رقم: ۱۵۴

۳۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب فی وقت الصبح، ۱: ۱۱۵، رقم: ۴۲۴

۴۔ نسائی، السنن، کتاب المواقیت، باب الإسفار، ۱: ۲۷۲، رقم: ۵۴۸

۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الصلاة، باب وقت صلاة الفجر، ۱: ۲۲۱، رقم: ۶۷۲

۶۔ شافعی، المسند، ۱: ۱۷۵

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۴: ۳۵۷، رقم: ۱۴۹۰

فرمایا: فجر کی نماز (طلوعِ فجر کے بعد صبح کی) سفیدی میں پڑھا کرو کیونکہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔‘‘

۸۔ رَوَی أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے چالیس دن یا ایک مہینہ تک حضور نبی اکرم ﷺ کو ملاحظہ فرمایا کہ آپ ﷺ نمازِ فجر کی دو سنتوں میں (سورۃ اخلاص) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور (سورۃ الکافرون) قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ تلاوت فرماتے۔‘‘

۹۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَجْعَلُوْهَا قُبُوْرًا.(۲)

---

(۱) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانيد، ۱: ۳۱۲

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی تخفيف رکعتی الفجر، ۲: ۲۷۶، رقم: ۴۱۷

۳۔ نسائی، السنن، کتاب الافتتاح، باب القراء ة فی الرکعتين بعد المغرب، ۲: ۱۷۰، رقم: ۹۹۲

۴۔ ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة، باب ما جاء فيما يقرأ فی الرکعتين قبل الفجر، ۱: ۳۶۳، رقم: ۱۱۴۹

۵۔ ابن حبان، الصحيح، ۶: ۲۱۲، رقم: ۲۴۵۹

۶۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۱: ۲۹۸

(۲) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانيد، ۱: ۳۶۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں میں (نفلی) نمازیں پڑھا کرو اور انہیں قبور مت بناؤ۔‘‘

۱۰۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ جَبْلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى فَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ كَافْتِرَاشِ الْكَلْبِ.(۱)

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب التطوع فی البیت، ۱:۳۹۸، رقم: ۱۱۳۱

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ وجوازھا فی المسجد، ۱:۵۳۸، رقم: ۷۷۷

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی فضل صلاۃ التطوع فی البیت، ۲: ۳۱۳، رقم: ۴۵۱

۵۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الرجل التطوع فی بیتہ، ۱: ۲۷۳، رقم: ۱۰۴۳

۶۔ نسائی، السنن، کتاب قیام اللیل وتطوع النھار، باب الحث علي الصلاۃ فی البیوت والفضل فی ذلک، ۳: ۱۹۷، رقم: ۱۵۹۸

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۴۱۴

۲۔ حصکفي، مسند الإمام الأعظم: ۷۳

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأذان، باب لا یفترش ذراعیہ فی السجود، ۱: ۲۸۳، رقم: ۷۸۸

۴۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب الاعتدال فی السجود، ۱:۳۵۵، رقم: ۴۹۳

۵۔ ترمذی، السنن، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی الاعتدال فی السجود، ۲: ۶۵۔ ۶۶، رقم: ۲۷۵۔ ۲۷۶

۶۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ السجود، ۱: ۲۳۶، رقم: ۸۹۷

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھے تو وہ (حالتِ سجدہ میں) کتے کی طرح اپنے بازوؤں کو زمین پر مت پھیلائے (بلکہ بازوؤں کو زمین سے بلند رکھے)۔‘‘

۱۱۔ رَوَی أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوْجِ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یقیناً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو فجر اور عشاء کی نمازوں کے لئے مسجد میں حاضری کی اجازت دی ہے۔‘‘

۱۲۔ رَوَی أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضي الله

۷۔ نسائی، السنن، کتاب التطبیق، باب الاعتدال فی السجود، ۲:۲۱۳، رقم:۱۱۱۰

۸۔ ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة، باب الاعتدال فی السجود، ۱: ۲۸۸، رقم: ۸۹۱۔ ۸۹۲

(۱) ۱۔ ابو نعیم أصبهانی، مسند الإمام أبي حنيفة، ۱: ۲۰۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأذان، باب خروج النساء إلی المساجد باللیل والغَلَس، ۱: ۲۹۵، رقم: ۸۲۷

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصلاة، باب خروج النساء إلی المساجد، ۱: ۳۲۷، رقم: ۴۴۲

۴۔ أبو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلی المسجد، ۱: ۱۵۵، رقم: ۵۶۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳، ۴۵، ۴۹

۶۔ عبد الرزاق، المصنف، ۳: ۱۴۷، رقم: ۵۱۰۸

۷۔ أبو عوانة، المسند، ۲: ۵۶۔ ۵۸

عنهما يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دیتا تو حضور نبی اکرم ﷺ وہی کلمات کہتے جو مؤذن کہتا۔‘‘

۱۳۔ رَوَى أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ، قِيْلَ: فَمَنْ مَاتَ صَغِيْرًا يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: اَللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.(۲)

(۱) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانيد، ۱: ۳۰۳

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحيح، كتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادی، ۱: ۲۲۱، رقم: ۵۸۶

۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ۱: ۲۸۸، رقم: ۳۸۳

۴۔ نسائی، السنن، كتاب الأذان، باب القول مثل ما يتشهد المؤذن، ۲: ۲۴، رقم: ۶۷۶

۵۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الأذان والسنة فيها، باب ما يقال إذا أذن المؤذن، ۱: ۲۳۸، رقم: ۷۱۹

۶۔ ابن خزيمه، الصحيح، ۱: ۲۱۵، رقم: ۴۱۲۔ ۴۱۳

۷۔ ابن ابی شيبة، المصنف، ۱: ۲۰۵، رقم: ۲۳۵۸

(۲) ۱۔ خوارزی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۱۸۸

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحيح، كتاب الجنائز، باب ما قيل فی أولاد المشركين، ۱: ۴۶۵، رقم: ۱۳۱۹

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ (اصل) فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جو بچپن میں ہی فوت ہو جاتا ہے (اس کا معاملہ کیا ہوگا)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے جو وہ (دنیا میں رہ کر) کرنے والے تھے۔‘‘

۱۴۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: كُلُّ مَعْرُوْفٍ فَعَلْتَهُ إِلَى غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ صَدَقَةٌ.(۱)

’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نیکی جسے تم خواہ امیر کے ساتھ کرو یا غریب کے ساتھ کرو، صدقہ ہے۔‘‘

۱۵۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ لَمْ يُجَاوِزِ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ.(۲)

......۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة، ۴: ۲۰۴۷، رقم: ۲۶۵۸

۴۔ ترمذی، السنن، كتاب القدر عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ما جاء كل مولود يولد على الفطرة، ۴: ۴۴۷، رقم: ۲۱۳۸

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۹۶

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ أبويعلى، المسند، ۴: ۶۶، رقم: ۲۰۸۵

۳۔ بزار، المسند، ۵: ۲۵، رقم: ۱۵۸۲

۴۔ ديلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۳: ۲۴۸، رقم: ۴۷۲۹

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۵۲۲

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ طواف کرتے تو رکنِ یمانی کو استلام کئے بغیر وہاں سے آگے نہ گزرتے۔“

۱۶۔ رَوَی أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ.[۱]

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الوضوء، باب غسل الرجلین فی النعلین، ۱: ۷۳، رقم: ۱۶۴

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب الإهلال من حیث تنبعث الراحلة، ۲: ۸۴۴، رقم: ۱۱۸۷

۴۔ أبو داؤد، السنن، کتاب المناسك، باب فی وقت الإحرام، ۲: ۱۵۰، رقم: ۱۷۷۲

۵۔ نسائی، السنن، کتاب مناسك الحج، باب استلام الرکنین فی کل طواف، ۵: ۲۳۱، رقم: ۲۹۴۷۔ ۲۹۴۸

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۱۵

۷۔ عبد الرزاق، المصنف، ۵: ۴۳، رقم: ۸۹۳۷

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۲۰

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ۱: ۹۹، رقم: ۱۰۱۔ ۱۰۲

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب البیوع، باب ما جاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ۳: ۶۰۶، رقم: ۱۳۱۵

۴۔ أبو داود، السنن، کتاب البیوع، باب النهی عن الغش، ۳: ۲۷۲، رقم: ۳۴۵۲

۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب التجارات، باب النهی عن الغش، ۲: ۷۴۹، رقم: ۲۲۲۴۔ ۲۲۲۵

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے خرید و فروخت میں ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔‘‘

۱۷۔ رَوَی أَبُو حَنِیْفَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ لِي عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ میرے مقروض تھے پس آپ ﷺ نے مجھے اضافہ کر کے رقم لوٹائی۔‘‘

۱۸۔ رَوَی أَبُو حَنِیْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْرَفُ بِرِيْحِ الطِّيْبِ إِذَا أَقْبَلَ بِاللَّيْلِ.(۲)

۶۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۴۲

۷۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۰، رقم: ۲۱۵۳

(۱) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانید، ۱: ۲۲۸

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب فی الاستقراض وأداء الدیون، باب حسن القضاء، ۲: ۸۴۳، رقم: ۲۲۶۴

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب استحباب تحیة المسجد برکعتین، ۱: ۴۹۵، رقم: ۷۱۵

۴۔ ابو داود، السنن، کتاب البیوع، باب فی حسن القضاء، ۳: ۲۴۸، رقم: ۳۳۴۷

۵۔ نسائی، السنن الکبری، ۴: ۳۵، رقم: ۶۱۸۳

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۲۴۳، رقم: ۲۴۹۶

(۲) ۱۔ خوارزی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱: ۹۸

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۵: ۳۰۴، رقم: ۲۶۳۲

۳۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۵، رقم: ۶۵

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱: ۳۹۹

’’حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت کرتے ہوئے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ جب رات کو تشریف لاتے تو (فضا میں) خوشبو کے پھیلنے سے آپ ﷺ کی پہچان ہوتی۔‘‘

۱۹۔ رَوَی أَبُوحَنِیْفَةَ عَنْ عَطِیَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِیْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي ذٰلِکَ لَآیَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ﴾ (۱) أَيِ الْمُتَفَرِّسِیْنَ. (۲)

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے پھر آپ ﷺ نے آیتِ مبارکہ تلاوت کی: ’’بیشک اس میں اہلِ فراست کے لئے نشانیاں ہیں۔‘‘

۲۰۔ رَوَی أَبُوحَنِیْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنْکِحُوا الْجَوَارِيَ الشَّبَابَ فَإِنَّهُنَّ أَنْتَجُ أَرْحَامًا وَأَطْیَبُ أَفْوَاهًا وَأَعَزُّ أَخْلَاقًا. (۳)

---

(۱) الحجر، ۱۵: ۷۵

(۲) ۱۔ خوارزی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱: ۱۸۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن عن رسول الله ﷺ، باب من سورة الحجر، ۵: ۲۹۸، رقم: ۳۱۲۷

۳۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۲۳، رقم: ۷۸۴۳

۴۔ قضاعی، مسند الشهاب، ۱: ۳۸۷، رقم: ۶۶۳

(۳) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانید، ۲: ۸۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نوجوان لڑکیوں سے شادی کیا کرو کیونکہ وہ کثرتِ اولاد، شیریں کلام اور اچھے اخلاق کی مالک ہوتی ہیں۔‘‘

۲۱۔ رَوَی أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًا وَاحِدٍ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کافر سات آنتوں میں (کھانا) بھرتا ہے اور مومن ایک آنت میں۔‘‘

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب النكاح، باب تزويج الأبكار، ۱: ۵۹۸، رقم: ۱۸۶۱

۳۔ عبد الرزاق، المصنف، ۶: ۱۵۹، رقم: ۱۰۳۴۱

۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۴: ۵۲

۵۔ ابن أبی عاصم، الآحاد والمثانی، ۴: ۵، رقم: ۱۹۴۷

۶۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۱۴۴، رقم: ۴۵۵

۷۔ بیهقی، السنن الكبرى، ۷: ۸۱

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۱۹۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحيح، كتاب الأطعمة، باب المؤمن يأكل فی معی واحد، ۵: ۲۰۶۱، رقم: ۵۰۷۸۔ ۵۰۷۹

۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب الأشربة، باب المؤمن يأكل فی معی واحد والكافر يأكل فی سبعة أمعاء، ۳: ۱۶۳۱، رقم: ۲۰۶۰

۴۔ ترمذی، السنن، كتاب الأطعمة عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء أن المؤمن يأكل فی معی واحد والكافر يأكل فی سبعة أمعاء، ۴: ۲۶۶، رقم: ۱۸۱۸

۲۲۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.(۱)

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر نوک دار دانتوں والے درندوں (مثلاً شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ) اور ناخنوں والے پرندوں (مثلاً باز، شکرہ وغیرہ) کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔''

۲۳۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَقُوْلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ أَذْهَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ لَمْ

---

(۱) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانيد، ۲: ۲۳۴۔ ۲۳۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب الذبائح والصيد، باب أكل كل ذی ناب من السباع، ۵: ۲۱۰۳، رقم: ۵۲۱۰

۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب الذبائح والصيد، باب تحريم أكل كل ذی ناب من السباع، ۳: ۱۵۳۴، رقم: ۱۹۳۴

۴۔ ترمذی، السنن، كتاب الأطعمة، باب ما جاء فی كراهية أكل المصبورة، ۴: ۷۱، رقم: ۱۴۷۴

۵۔ أبو داود، السنن، كتاب الأطعمة، باب النهی عن أكل السباع، ۳: ۳۵۵۔ ۳۵۶، رقم: ۳۸۰۲۔ ۳۸۰۶

۶۔ نسائی، السنن، كتاب الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحوم الدجاج، ۷: ۲۰۶، رقم: ۴۳۴۸

۷۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الصيد، باب أكل كل ذی ناب من السباع، ۲: ۱۰۷۷، رقم: ۳۲۳۲۔ ۳۲۳۴

يَكُنْ لَهُ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةَ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں جس شخص کو دونوں آنکھوں سے محروم کر دیتا ہوں، تو اس کو جزاء کے طور پر جنت ضرور عطا کر دی جاتی ہے۔‘‘

۲۴۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: جَعَلَ اللهُ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً، فَإِذَا أَصَابَ الدَّاءَ دَوَاؤُهُ، بَرِئَ بِإِذْنِ اللهِ تَعَالَى.(۲)

---

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۱۰۸

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره، ۵: ۲۱۴۰، رقم: ۵۳۲۹

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الزهد، باب ما جاء فی ذهاب البصر، ۴: ۶۰۳، رقم: ۲۴۰۱

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۸۳

۵۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۲۶۸، رقم: ۴۲۸۵

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۸: ۱۹۲، رقم: ۷۷۸۹

۷۔ ابن السری، الزهد، ۱: ۲۲۹، رقم: ۳۸۰

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۱۴۲

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب السلام، باب لکل داء دواء واستحباب التداوی، ۴: ۱۷۲۹، رقم: ۲۲۰۴

۳۔ نسائی، السنن الکبری، ۴: ۳۶۹، رقم: ۷۵۵۶

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۳۵

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۴۲۸، رقم: ۶۰۶۳

’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا بنائی ہے پس جب بیماری کو اس کی دوا پہنچ جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفایاب ہو جاتا ہے۔‘‘

۲۵۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: إِنَّ اللهَ جَعَلَ الشِّفَاءَ فِي أَرْبَعَةٍ: الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ وَالْحِجَامَةِ وَالْعَسَلِ وَمَاءِ السَّمَاءِ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں میں شفاء رکھی ہے: سیاہ دانہ (یعنی کلونجی)، پچھنے لگوانا (یعنی سرجری)، شہد اور بارش کا پانی۔‘‘

۲۶۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ: إِخْضَبُوْا وَخَالِفُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ.(۲)

۶۔ بیہقی، السنن الکبری، ۹: ۳۴۳، رقم: ۱۹۳۴۲

۷۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۲۲۲، رقم: ۷۴۳۴

(۱) خوارزی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفۃ، ۱: ۱۸۹

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۹۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو مختلف الفاظ سے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب اللباس، باب الخضاب، ۵: ۲۲۱۰، رقم: ۵۵۵۹

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب اللباس والزینۃ، باب فی مخالفۃ الیہود فی الصبغ، ۳: ۱۶۶۳، رقم: ۲۱۰۳

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الترجل، باب فی الخضاب، ۴: ۸۵، رقم: ۴۲۰۳

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خضاب لگایا کرو اور اہلِ کتاب کی مخالفت کیا کرو۔''

۲۷۔ رَوَی أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَلَنْسُوَةٌ شَامِيَّةٌ بَيْضَاءُ.(۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفید شامی ٹوپی تھی۔''

۲۸۔ رَوَی أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ، وَمَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِي بِقِيَامِ اللَّيْلِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّ خِيَارَ أُمَّتِي لَنْ يَّنَامُوْا إِلَّا قَلِيْلًا.(۲)

......۵۔ نسائی، السنن، کتاب الزينة، باب الأمر بالخضاب، ۸: ۱۸۵، رقم: ۵۲۴۱

۶۔ ابن ماجه، السنن، کتاب اللباس، باب الخضاب بالحناء، ۲:۱۱۹۶، رقم: ۳۶۲۱

(۱) خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۱۹۸

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۱۰۰

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأدب، باب الوصاة بالجار، ۵: ۲۲۳۹، رقم: ۵۶۶۸

۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب البر والصلة والآداب، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ۴: ۲۰۲۵، رقم: ۲۶۲۵

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ما جاء فی حق الجوار، ۴: ۳۳۲، رقم: ۱۹۴۲

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ ہمسایہ (کے حقوق کے بارے) مجھے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب اسے وارث بنا دیں گے، اور جبرائیل مجھے رات کی عبادت کی وصیت کرتے رہے حتی کہ میں نے گمان کیا کہ میرے (نیک و صالح) بہترین امتی رات کو کم ہی سوئیں گے۔‘‘

۲۹۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَا يَشْكُرُ اللهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ.(۱)

’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔‘‘

۳۰۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ مُسْلِمِ بْنِ كَيْسَانَ الْمُلَائِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ وَيَعُوْدُ الْمَرِيضَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ.(۲)

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۱۰۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ما جاء فی الشکر لمن أحسن إليك، ۴: ۳۳۹، رقم: ۱۹۵۴

۳۔ أبوداود، السنن، کتاب الأدب، باب فی شکر المعروف، ۴: ۲۵۵، رقم: ۴۸۱۱

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۸: ۱۹۸، رقم: ۳۴۰۷

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۷۷

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الجنائز عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۳: ۳۳۷، رقم: ۱۰۱۷

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے زہد و ورع کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خادم و غلام کی دعوت بھی قبول فرماتے تھے، مریض کی عیادت کیا کرتے اور گدھے کی سواری بھی کر لیا کیا کرتے تھے۔‘‘

۳۱۔ رَوَی أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: زُرْ غِبًّا، تَزْدَدْ حُبًّا.(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چند دن کے بعد (یعنی وقفہ سے اپنے بھائی کی) زیارت کیا کرو اس سے تمہاری محبت بڑھے گی۔‘‘

۳۲۔ رَوَی أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَلْبِرُّ لَا يُبْلَى وَالإِثْمُ لَا يُنْسَى.(۲)

......۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، ۲: ۱۳۹۸، رقم: ۴۱۷۸

۴۔ أبو يعلى، المسند، ۷: ۲۳۸، رقم: ۴۲۴۳

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۹۷

۲۔ ابو نعيم أصبهانی، مسند الإمام أبي حنيفة، ۱: ۱۳۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ بزار، المسند، ۹: ۳۸۱، رقم: ۳۹۶۳

۴۔ حارث بن ابی اسامة، المسند، ۲: ۸۶۲، رقم: ۹۲۰

۵۔ قضاعی، مسند الشهاب، ۱: ۳۶۶، رقم: ۶۲۹

۶۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۲: ۲۱۰، رقم: ۱۷۵۴

۷۔ حاكم، المستدرك، ۳: ۳۹۰، رقم: ۵۴۷۷

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۹۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیکی کبھی پرانی نہیں ہوتی (اس کا اجر مل کر رہتا ہے) اور گناہ کبھی بھلایا نہیں جاتا (اس کا بھی مواخذہ ہوتا ہے)۔‘‘

۳۳۔ رَوَی أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّكْسَكِيِّ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَتَعَلَّمَ الْقُرْآنَ فَعَلِّمْنِي مَا يُجْزِيْنِي عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ: قُلْ: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. فَقَالَ: هَذَا لِرَبِّي عزوجل فَمَا لِي: فَقَالَ: قُلْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَاغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي.[1]

’’حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں قرآن سیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا لہٰذا آپ مجھے وہ (کلمات) سکھائیں جو میرے لیے اس کے قائم مقام ہو جائیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو کہا کر ﴿سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ﴾ (اللہ پاک ہے، اللہ کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور اللہ کے سوا کوئی

.......۲۔ معمر بن راشد، الجامع، ۱۱: ۱۷۸

۳۔ بیہقی، کتاب الزھد الکبیر، ۲: ۲۷۷، رقم: ۷۱۰

۴۔ دیلمی، مسند الفردوس، ۲: ۳۳، رقم: ۲۲۰۳

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفۃ، ۱: ۱۱۷

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ابن أبی شیبۃ، المصنف، ۶: ۱۰۰، رقم: ۲۹۷۹۷

۳۔ دارقطنی، السنن، ۱: ۳۱۴، رقم: ۲

۴۔ بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۳۸۱

معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور قدرت و طاقت صرف اللہ عظیم و برتر کی مشیت سے ہی ہے)۔ اس نے عرض کیا: یہ (کلماتِ حمد تو) میرے رب کے لئے ہوگئے، میرے لیے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کہا کر ﴿اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَاغْفِرْلِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي﴾ (اے اللہ! تو مجھ پر رحم فرما، مجھے بخش دے اور مجھے ہدایت عطا کر، مجھے رزق سے نواز اور عافیت عطا فرما)۔‘‘

۳۴۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ لَاحِقِ بْنِ الْعَيْزَارِ الْيَمَانِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ قَالَ: ﴿أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا سَلَفَ مِنْ جُرْمِهِ إِنْ كَانَ مُخْلِصًا.(۱)

’’حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اخلاص سے یہ پڑھا: ﴿اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ الَّذِي لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (میں، اللہ بلند و برتر سے مغفرت طلب کرتا ہوں وہ ذات جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا، اور سب کو اپنی تدبیر سے قائم رکھنے والا ہے)، اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دے گا۔‘‘

۳۵۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۲)

(۱) خوارزمی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۱: ۱۱۱

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید للإمام أبی حنیفة، ۲: ۲

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب البیوع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ما جاء في التجار وتسمیة النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۳: ۵۱۵، رقم: ۱۲۰۹

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سچا (ایمان دار) تاجر قیامت کے دن انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ (ان کی رفاقت وصحبت میں) ہوگا۔‘‘

۳۶۔ رَوَی أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ مَعْقِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: النَّدَمُ تَوْبَةٌ.(۱)

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (گناہ پر) نادم ہونا ہی توبہ ہے۔‘‘

۳۷۔ رَوَی أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿عَسَى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾(۲) قَالَ: الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الشَّفَاعَةُ، يُعَذِّبُ اللهُ تَعَالَى قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۲۲، رقم: ۲۵۳۹
۳۔ دارقطنی، السنن، ۳: ۷، رقم: ۱۷۔۱۸
۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۴: ۵۵۵، رقم: ۲۳۰۸۸۔۲۳۰۸۹
۵۔ حاکم، المستدرك، ۲: ۷، رقم: ۲۱۴۲
۶۔ عبد بن حميد، المسند، ۱: ۲۹۹، رقم، ۹۶۶

(۱) ۱۔ خوارزی، جامع المسانيد للإمام أبی حنيفة، ۱: ۹۸
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ۲: ۱۴۲۰، رقم: ۴۲۵۲
۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۷۶
۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۲: ۳۷۷، رقم: ۶۱۲

(۲) الإسراء، ۱۷: ۷۹

فَيُؤتَى بِهِمْ نَهْرًا يُقَالُ لَهُ الْحَيَوانُ، فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيهِ ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ. فَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ، ثُمَّ يَطْلُبُوْنَ مِنَ اللهِ تَعَالَى فَيُذْهِبُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ الإِسْمَ.(۱)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں روایت کرتے ہیں: ''یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمٰی جہاں جملہ اوّلین و آخرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے)۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مقامِ محمود سے مراد شفاعت ہے، اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان میں سے ایک قوم کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب دے گا، پھر انہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے (جہنم سے) نکالے گا تو انہیں نہرِ حیات پر لایا جائے گا۔ پس وہ اس میں غسل کر کے جنت میں داخل ہوں گے تو (وہاں) انہیں جہنمی کے نام سے پکارا جائے گا، پھر وہ اللہ تعالیٰ سے (اس نام کے خاتمہ کی) گزارش کریں گے تو وہ ان سے اس نام کو بھی ختم کر دے گا۔''

۳۸۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم: لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ. قِيْلَ

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۱۴۷۔ ۱۴۸
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۵: ۲۴۰۱، رقم: ۶۱۹۸
۳۔ أبو داود، السنن، کتاب السنة، باب في الشفاعة، ۴: ۲۳۶، رقم: ۴۷۴۰
۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۳۴

يَارَسُوْلَ اللهِ: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يُطِيْقُ. (۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی مومن کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرنا جائز نہیں۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ اپنے نفس کو کیسے ذلیل کرتا ہے؟ فرمایا: اپنی طاقت سے زیادہ مشقت اٹھانے کے باعث۔‘‘

۳۹۔ رَوَى أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِى بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى عَنْ أَبِيْهِ أَبِي مُوْسَى عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أُمَّتِي أُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ عَذَابُهَا بِأَيْدِيْهَا فِي الدُّنْيَا. (۲)

---

(۱) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانيد، ۱: ۱۲۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء فی النهی عن سب الرياح، ۴: ۵۲۲، رقم: ۲۲۵۴

۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب قوله تعالى: يا أيها الذين آمنوا عليكم أنفسكم، ۲: ۱۳۳۲، رقم: ۴۰۱۶

۴۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۱: ۳۴۸، رقم: ۲۰۷۲۱

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۰۵

۶۔ ابو يعلى، المسند، ۲: ۵۳۷، رقم: ۱۴۱۱

۷۔ بزار، المسند، ۷: ۲۱۸، رقم: ۲۷۹۰

(۲) ۱۔ خوارزی، جامع المسانيد للإمام أبى حنيفة، ۱: ۱۹۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۲۹۴، رقم: ۹۷۴

۳۔ عبد بن حميد، المسند، ۱: ۱۹۰، رقم: ۵۳۷

۴۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۱: ۳۸، رقم: ۶۰

''حضرت ابوموسیٰ عامر بن عبد اللہ بن قیس الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت رحمت سے نوازی جانے والی امت ہے، اس کا عذاب دنیا میں اپنے ہاتھوں سے ہوگا۔''

۴۰۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شَاهِدُ الزُّوْرِ لَا تَزُوْلُ قَدَمَاهُ حَتَّى تَجِبَ لَهُ النَّارُ.(۱)

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والا (قیامت کے روز اللہ کے حضور) کھڑا رہے گا یہاں تک کہ اسے جہنم کا مستحق قرار دے دیا جائے گا۔''

۳۔ ثلاثیاتِ امامِ اَعظم رضی اللہ عنہ

﴿امامِ اَعظم رضی اللہ عنہ سے مروی تین واسطوں کی رِوایات کا بیان﴾

جن خوش نصیب اکابر ائمہِ حدیث سے ثلاثیات مروی ہیں ان کا حوالہ مذکورہ

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱: ۶۳، رقم: ۵۷۴۳

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الأحکام، باب شهادة الزور، ۲: ۷۹۴، رقم: ۲۳۷۳

۳۔ ابو یعلی، المسند، ۱۰: ۳۹، رقم: ۵۶۷۲

۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۸: ۱۹۱، رقم: ۸۳۶۷

۵۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۱۰۹، رقم: ۷۰۴۲

۶۔ بیهقی، السنن الکبری، ۱۰: ۱۲۲

۷۔ محمد بن علی الصوری، الفوائد المنتقاة، ۱: ۴۰، رقم: ۳

باب کے ابتداء میں تحریر کیا جا چکا ہے۔ ان اکابر محدّثین میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام ترمذی، امام ابنِ ماجہ، امام ابو داؤد الطیالسی، امام عبد بن حمید، امام دارمی اور امام طبرانی شامل ہیں۔ جس طرح امامِ اعظم کو سب سے زیادہ ثنائیات روایت کرنے کے اعتبار سے جمیع محدّثین پر فوقیت حاصل ہے۔ بعینہٖ یہی حال ثلاثیات کا ہے۔ امام صاحب سے جتنی ثلاثیات مروی ہیں اتنی اور کسی بھی معروف محدّث سے نہیں۔

ہم نے مختلف کتب کی ورق گردانی کر کے ثلاثیاتِ امامِ اعظم کی تعداد معلوم کی ہے۔ صرف تین کتبِ حدیث میں ثلاثیاتِ امامِ اعظم کی تعداد ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ جامع المسانید للإمام الخوارزمی	:	۶۷۷
۲۔ کتاب الآثار للإمام أبی یوسف	:	۲۵۱
۳۔ کتاب الآثار للإمام محمد الشیبانی	:	۱۹۸
تینوں کتب میں کل ثلاثیات	:	۱۱۲۶

ان تینوں کتب میں موجود ثلاثیاتِ امامِ اعظم سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان سے سینکڑوں ثلاثیات مروی ہوں گی۔ حجت کے لئے بطور نمونہ ذیل میں ہم امامِ اعظم کی چالیس (۴۰) ثلاثیات بمع دیگر کتبِ حدیث کی تخریج درج کریں گے جس سے امام صاحب کے بلند درجہ امام الائمہ فی الحدیث ہونے کا اندازہ ہوگا۔ احادیث کی ترتیب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ابواب بندی کے نظم کو سامنے رکھا گیا ہے۔

۱۔ رَوَی أَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِیْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِنَا نَعُوْدُ جَارَنَا هٰذَا الْیَهُوْدِيَّ، قَالَ: فَأَتَیْنَاهُ، فَقَالَ: کَیْفَ أَنْتَ؟ وَکَیْفَ؟ فَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ: یَا فُلَانُ، إِشْهَدْ اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي

رَسُوْلُ اللهِ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى أَبِيْهِ وَكَانَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَلَمْ يَرُدَّهُ عَلَيْهِ شَيْئًا، فَسَكَتَ، فَقَالَ: يَا فُلَانُ، إِشْهَدْ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُوْلُ اللهِ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى أَبِيْهِ فَلَمْ يُكَلِّمْهُ، فَسَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: يَا فُلَانُ، إِشْهَدْ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُوْلُ اللهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْهُ: اشْهَدْ لَهُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَعْتَقَ بِي نَسَمَةً مِنَ النَّارِ.(۱)

’’حضرت بریدہ بن حُصَیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ آؤ ہم اپنے اس یہودی پڑوسی کی عیادت کر آئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم اس کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا حال ہے؟ کیسی طبیعت ہے؟ خیریت دریافت کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! تم اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس شخص نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا، اس نے اسے کوئی جواب نہ

(۱) ۱۔ محمد الشیبانی، کتاب الآثار: ۷۷، رقم: ۳۷۵

۲۔ ابن السنی، عمل الیوم واللیلۃ، ۱: ۵۰۴، رقم: ۵۵۴

۳۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۷۔ ۸

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۴۔ بخاری الصحیح، کتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات هل یصلی علیه، ۱: ۴۵۵، رقم: ۱۲۹۰

۵۔ ابو داود، السنن، کتاب الجنائز، باب في عیادۃ الذمي، ۳: ۱۸۵، رقم: ۳۰۹۵

۶۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۷، رقم: ۱۳۳۹۹

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۲۷، رقم: ۲۹۶۰

دیا اور وہ خاموش رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکرر ارشاد فرمایا: اے فلاں، تم اقرار کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہودی نے دوبارہ باپ کی طرف نظر اٹھائی۔ اس نے اس سے کوئی کلام نہ کیا لہٰذا وہ پھر خاموش رہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہ بار فرمایا: اے فلاں! تم گواہی دیدو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ تب اس کے باپ نے اس سے کہا: اقرار کر لو، تو اس جوان نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرے ذریعہ ایک انسان کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا۔"

۲۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: إِنَّ فِيْ الْإِنْسَانِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ، وَإِذَا سَقُمَتْ سَقُمَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.(۱)

(۱) ۱۔ حصكفی، مسند الإمام الأعظم: ۲۱۶

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب فضل من استبرأ لدینه، ۱:۲۸، رقم: ۵۲

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب المساقاة، باب أخذ الحلال وترک الشبهات، ۳:۱۲۱۹، رقم: ۱۵۹۹

۴۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب الوقوف عند الشبهات، ۲:۱۳۱۸، رقم: ۳۹۸۴

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴:۲۷۰، رقم: ۱۸۳۹۸

۶۔ بزار، المسند، ۸: ۲۲۴، رقم: ۳۲۷۶

’’حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انسان میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوتو اس کے سبب سارا بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ بیمار ہوتو اس کی وجہ سے سارا بدن بیمار ہوتا ہے، خبردار رہو وہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے۔‘‘

۳۔ رَوَی أَبُو حَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ.(۱)

’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔‘‘

۴۔ رَوَی أَبُو حَنِیْفَةَ عَنْ إِسْمٰعِیْلَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: یَا عَائِشَةُ! لِیَکُنْ شِعَارُکِ الْعِلْمَ وَالْقُرْاٰنَ.(۲)

’’حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اے عائشہ! علم اور قرآن

(۱) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۲۰
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۲۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب فضل العلماء، ۱: ۸۱، رقم: ۲۲۴
۳۔ ابو یعلی، المسند، ۵: ۲۲۳، رقم: ۲۸۳۷
۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۲: ۲۸۹، ۲۹۷، رقم: ۲۰۰۸، ۲۰۳۰
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۱۹۵، رقم: ۱۰۴۳۹
۶۔ قضاعی، مسند الشهاب، ۱: ۱۳۵، رقم: ۱۷۴
۷۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۱۷۷، رقم: ۱۲۵
(۲) حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۲۰

کو اپنا شعار بناؤ۔‘‘

۵۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.(۱)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری طرف عمداً جھوٹ منسوب کیا تو اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔‘‘

۶۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ أَبِي الْحَسَنِ الزَّرَّادِ عَنْ تَمَّامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دَخَلُوْا عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ قُلْحًا اسْتَاكُوْا، فَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.(۲)

---

(۱) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۲۱
۲۔ ابو یوسف، کتاب الآثار: ۲۰۷، رقم: ۹۲۲
۳۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۱۰۳، ۱۰۷ (عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۴۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما یکره من النیاحة علی المیت، ۱: ۴۳۴، رقم: ۱۲۲۹
۵۔ مسلم، الصحیح، المقدمة، باب تغلیظ الکذب علی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱: ۱۰، رقم: ۳
۶۔ ترمذی، السنن، کتاب العلم، باب ما جاء فی تعظیم الکذب علی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۵: ۳۵، رقم: ۲۶۵۹
۷۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱: ۱۳، رقم: ۳۰

(۲) ۱۔ ابو یوسف، کتاب الآثار: ۲۹، رقم: ۱۳۸
۲۔ محمد الشیبانی، کتاب الآثار: ۹، رقم: ۴۱

’’حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے دانتوں کو زرد دیکھ رہا ہوں، مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر شاق نہ گزرتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔‘‘

۷۔ رَوَی أَبُوحَنِیْفَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَیْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ کَفَّیْهِ ثَلٰثًا، وَمَضْمَضَ ثَلٰثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا، وَذِرَاعَیْهِ ثَلٰثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَغَسَلَ قَدَمَیْهِ. وَقَالَ: هٰذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.(۱)

......۳۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۲۴۱

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۱۴، ۳: ۴۴۲

۵۔ ابو یعلی، المسند، ۱۲: ۷۱، رقم: ۶۷۱۰

۶۔ بزار، المسند، ۴: ۱۳۰، رقم: ۱۳۰۲

۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۶۴، رقم: ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲

۸۔ دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۲: ۶۲، رقم: ۲۳۴۹

(۱) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۲۳

۲۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۲۳۴۔ ۲۳۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الطهارة، باب صفة وضوء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱: ۲۷، رقم: ۱۱۱

۴۔ نسائی، السنن، کتاب الطهارة، باب غسل الوجه، ۱: ۶۸، رقم: ۹۲

۵۔ أیضاً، کتاب الطهارة، باب عدد غسل الیدین، ۱: ۷۰، رقم: ۹۶

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۰، ۱۲۷

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۳: ۳۳۷، رقم: ۱۰۵۶

’’حضرت عبدِ خیر، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وضو کیا تو تین بار ہاتھ دھوئے، تین بار کلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ (کہنیوں تک) ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو ہے۔‘‘

۸۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ وَائِلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى يُحَاذِيَ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.[۱]

’’حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز شروع کرتے وقت) اپنے ہاتھوں کو یہاں تک اٹھاتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں کی لَو کے برابر ہو جاتے۔

’’اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) ۱۔ حصكفي، مسند الإمام الأعظم: ۴۷
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۲۔ ابو داؤد، السنن، كتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ۱: ۱۹۷، رقم: ۷۳۷
۳۔ نسائي، السنن، كتاب الافتتاح، باب موضع الإبهامين عند الرفع، ۲: ۱۲۳، رقم: ۸۸۲
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۱۶
۵۔ دارقطني، السنن، ۱: ۳۴۵، رقم: ۷
۶۔ ابو يعلى، المسند، ۶: ۳۸۹، رقم: ۳۷۳۵
۷۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۳۴۹، رقم: ۸۲۲
۸۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۲: ۹۹، رقم: ۲۴۶۴

کو نماز (کے شروع) میں ہاتھ اٹھاتے دیکھا یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں کی لَو تک آ گئے۔‘‘

۹۔ رَوَی أَبُوحَنِیْفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُوْسَی بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّی رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَرَجُلٌ خَلْفَهُ یَقْرَأُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَنْهَاهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: أَتَنْهَانِي عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ نَبِيِّ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فَتَنَازَعَا، حَتَّی ذُکِرَ ذَلِکَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ صَلَّی خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ.(۱)

’’حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضور

---

(۱) ۱۔ محمد الشیبانی، کتاب الآثار: ۱۷، رقم: ۸۶
۲۔ أیضاً، کتاب الحجة علی أهل المدینة، ۱: ۱۱۸۔۱۱۹
۳۔ ابو یوسف، کتاب الآثار: ۲۳، رقم: ۱۱۳
۴۔ بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۱۵۹، رقم: ۲۷۲۲
۵۔ دارقطنی، السنن، ۱: ۳۲۳۔۳۲۵، رقم: ۱۔۶
۶۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۳۳۴۔۳۳۷
۷۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۱: ۲۱۷
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۸۔ ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا، ۱: ۲۷۷، رقم: ۸۵۰
۹۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۳۹، رقم: ۱۴۶۸۴
۱۰۔ ابن ابی شیبة، المصنف، ۱: ۳۳۱، رقم: ۳۸۰۲
۱۱۔ عبد الرزاق، المصنف، ۲: ۱۳۶، رقم: ۲۷۹۷
۱۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۸: ۴۳، رقم: ۷۹۰۳

نبی اکرم ﷺ نے نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کرنے لگا جبکہ ایک صحابیٔ رسول ﷺ اسے نماز میں (امام کے پیچھے) قرأت سے منع کرنے لگا، اس شخص نے کہا: کیا آپ مجھے اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟ پس دونوں کے درمیان تنازعہ ہو گیا، یہاں تک کہ یہ معاملہ حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔‘‘

۱۰۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.(۱)

’’حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سجدہ کرتے وقت ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھتے اور (سجدہ سے) اٹھتے وقت

(۱) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۷۱

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الصلاۃ، باب فی وضع الرکبتین قبل الیدین في السجود، ۲: ۵۶، رقم: ۲۶۸

۳۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب کیف یضع رکبتیہ قبل یدیہ، ۱: ۲۲۲، رقم: ۸۳۸

۴۔ نسائی، السنن، کتاب التطبیق، باب أوّل ما یصل إلی الأرض من الإنسان فی سجودہ، ۲: ۲۰۶، رقم: ۱۰۸۹

۵۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامۃ الصلاۃ، باب السجود، ۱: ۲۸۶، رقم: ۸۸۲

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۲۳۷، رقم: ۱۹۱۲

۷۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۳۱۹، رقم: ۶۲۹

اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔‘‘

۱۱۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَلْإِنْسَانُ يَسْجُدُ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: جَبْهَتِهِ وَيَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَمَقْدَمِ قَدَمَيْهِ. وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ كُلَّ عُضْوٍ مَوْضِعَهُ، وَإِذَا رَكَعَ فَلَا يُدَبِّحْ تَدْبِيْحَ الْحِمَارِ.(۱)

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے: پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے سروں پر۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ہر عضو کو اس کی اپنی جگہ پر رکھے اور جب رکوع کرے تو گدھے کی طرح سر نہ جھکا دے (بلکہ رکوع میں پیٹھ اور گردن کو برابر رکھے)۔‘‘

۱۲۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ

---

(۱) ۱۔ حصكفي، مسند الإمام الأعظم: ۷۱

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، كتاب الأذان، باب السجود على الأنف، ۱:۲۸۰، رقم: ۷۷۹

۳۔ مسلم، الصحیح، كتاب الصلاة، باب أعضاء السجود، ۱: ۳۵۴، رقم: ۴۹۰

۴۔ ترمذی، السنن، كتاب الصلاة، باب ما جاء في السجود على سبعة أعضاء، ۲: ۶۲، رقم: ۲۷۲

۵۔ نسائی، السنن، كتاب التطبيق، باب السجود على القدمين، ۲:۲۱۰، رقم: ۱۰۹۹

۶۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۳۲۱، رقم: ۶۳۴

۷۔ بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۸۵، رقم: ۲۳۸۶

رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ، أَضْجَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.(۱)

''حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ جب نماز میں (التحیات میں) بیٹھتے تو بایاں پاؤں پھیلا کر اس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔''

۱۳۔ رَوَى أَبُوْحَنِيْفَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خُطْبَةَ الصَّلَاةِ يعني التَّشَهُّدَ.(۲)

---

(۱) ۱۔ حصكفي، مسند الإمام الأعظم: ۷۳

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة، ۱:۳۵۷، رقم: ۴۹۸

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الصلاة، باب كيف الجلوس في التشهد، ۲: ۸۵، رقم: ۲۹۲

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب من لم ير الجهر ب بسم الله الرحمٰن الرحيم، ۱: ۲۰۸، رقم: ۷۸۳

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۱، ۱۹۴

۶۔ ابن خزيمه، الصحيح، ۱:۳۴۳، رقم: ۶۹۱

۷۔ ابن راهويه، المسند، ۳: ۷۲۴، رقم: ۱۳۳۱

(۲) ۱۔ حصكفي، مسند الإمام الأعظم: ۷۳

۲۔ خوارزمی، جامع المسانيد، ۱: ۳۴۲

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب النكاح، باب فی خطبة النكاح، ۳:۴۱۳، رقم: ۱۱۰۵

۴۔ نسائی، السنن الكبرى، ۳: ۳۲۱، رقم: ۵۵۲۷

۵۔ ابن الجارود، المنتقى من السنن المسندة، ۱: ۱۷۰، رقم: ۶۷۹

’’حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبۂ صلوٰۃ یعنی تشہد سکھایا۔‘‘

۱۴۔ رَوَی أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.(۱)

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو سنتوں کے علاوہ اور کسی نوافل کا اس قدر سختی سے اہتمام نہ فرماتے۔‘‘

۱۵۔ رَوَی أَبُو حَنِيْفَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم يُصَلِّي بَعْدَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ.(۲)

۶۔ بزار، المسند، ۵: ۴۳۴، رقم: ۲۰۷۰

۷۔ بیہقی، السنن الکبری، ۷: ۱۴۶، رقم: ۱۳۶۰۹

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱:۳۶۲

۲۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۹۷

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب تعاهد رکعتی الفجر، ۱:۳۹۳، رقم: ۱۱۱۶

۴۔ مسلم، الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب استحباب رکعتی الفجر، ۱:۵۰۱، رقم: ۷۲۴

۵۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب رکعتی الفجر، ۲:۱۹، رقم: ۱۲۵۴

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۲۱۵، رقم: ۲۴۶۳

(۲) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۹۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

’’حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نمازِ ظہر دو رکعات (سنت) ادا فرمایا کرتے تھے۔‘‘

۱۶۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الْيَامِيِّ عَنْ ذَرٍّ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقْرَأُ فِي وِتْرِهِ: بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلَى﴾، وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾، وَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾.(۱)

...... ۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب الصلاۃ بعد الجمعۃ وقبلها، ۱:۳۱۶، رقم: ۸۹۵

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی الأربع قبل الظهر، ۲:۲۸۹، رقم: ۴۲۴

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب تفریع أبواب التطوع، ۲:۱۹، رقم: ۱۲۵۲

۵۔ نسائی، السنن، کتاب الإمامۃ، باب الصلاۃ بعد الظهر، ۲:۱۱۹، رقم: ۸۷۳

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱:۴۱۴

۲۔ ابو یوسف، کتاب الآثار: ۷۰، رقم: ۳۴۷

۳۔ محمد الشیبانی، کتاب الآثار: ۲۴، رقم: ۱۲۲

۴۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۹۱

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۵۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب ما يقرأ في الوتر، ۲:۶۳، رقم: ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴

۶۔ نسائی، السنن، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب ذکر اختلاف ألفاظ الناقلین لخبر أبي بن کعب في الوتر، ۳:۲۳۵، رقم: ۱۶۹۹۔ ۱۷۰۱ ــــ

”حضرت عبدالرحمٰن بن اَبزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے (عشاء کے تین) وتروں میں (سورۃ الاعلیٰ) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی، (سورۃ الکافرون) قُلْ یَا أَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور (سورۃ الاخلاص) قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔“

۱۷۔ رَوَی أَبُو حَنِیْفَةَ عَنْ إِسْمَاعِیْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ وَبَیَانِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِاللهِ الْبَجَلِيَّ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ لَا تُضَامُّوْنَ فِي رُؤْیَتِهِ فَـلَا تُغْلَبُوْا عَنْ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا.(۱)

.... ۷۔ ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة، باب ما جاء فیما یقرأ في الوتر، ۱: ۳۷۰۔ ۳۷۱، رقم: ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۳

۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۲۰۱، رقم: ۲۴۴۸

۹۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۸: ۳۴۹، رقم: ۸۸۳۹

۱۰۔ ہیثمی، موارد الظمآن، ۱: ۱۷۵، رقم: ۶۷۵۔ ۶۷۶

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۱۶۴

۲۔ دارقطنی، رؤیة الله، ۱: ۱۰۹، رقم: ۱۱۸

۳۔ لالکائی، إعتقاد أهل السنة، ۳: ۴۷۶، رقم: ۸۲۹

۴۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۲۰

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۵۔ بخاری، الصحیح، کتاب مواقیت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، ۱: ۲۰۳، رقم: ۵۲۹

۶۔ أیضاً، کتاب التوحید، باب قول الله: وجوه یومئذ ناضرة إلی ربها ناظرة، ۶: ۲۷۰۳۔ ۲۷۰۶، رقم: ۶۹۹۷۔ ۷۰۰۱

۷۔ مسلم، الصحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر، ۱: ۴۳۹، رقم: ۶۳۳

’’حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو، تمہیں اس کے دیکھنے کے باعث ایذا نہیں دی جاتی، پس دھیان رکھو کہ (غفلت کی وجہ سے) تم سے طلوعِ آفتاب سے پہلے والی نماز (نمازِ فجر) اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی نماز (نمازِ عصر) چھوٹنے نہ پائے (کہ کہیں تم دیدارِ الٰہی سے محروم رہ جاؤ)۔‘‘

۱۸۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَهَا وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا.(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نمازِ جمعہ پڑھے تو اسے چاہیے کہ اس سے پہلے اور بعد میں چار رکعات سنن ادا کرے۔‘‘

۱۹۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ إِلَّا مَعَ زَوْجٍ أَوْ ذِي مَحْرَمٍ، قَالَ: وَنَهَى عَنْ صَلَاتَيْنِ: عَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيْبَ الشَّمْسُ، وَعَنْ صِيَامِ الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ، وَقَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى.(۲)

.... ۸۔ ابو داؤد، السنن، کتاب السنة، باب في الرؤية، ۴: ۲۳۳، رقم: ۴۷۲۹

(۱) خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۳۷۱

(۲) ۱۔ ابو یوسف، کتاب الآثار: ۱۹، رقم: ۹۱

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت دو دن کا سفر شوہر یا محرم کے بغیر نہ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو اوقات میں نفلی نمازوں سے منع فرمایا: نمازِ فجر کے بعد جب تک سورج طلوع نہ ہو اور نمازِ عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مسجدوں: مسجدِ حرام، میری مسجد (یعنی مسجدِ نبوی) اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا (زیادہ ثواب کے حصول کی غرض سے اور کسی مسجد کی طرف) رختِ سفر نہ باندھا جائے۔‘‘

۲۰۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ إِلَى الْمُصَلَّى فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَ الْعِيْدِ وَلَا بَعْدَهَا. (۱)

۲۔ محمد الشيباني، كتاب الآثار: ۳۰، رقم: ۱۴۸

۳۔ ابو نعيم اصبهاني، مسند أبي حنيفة، ۱: ۱۶۳

۴۔ خوارزمي، جامع المسانيد، ۱: ۳۰۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۵۔ بخاری، الصحيح، كتاب الجمعة، باب مسجد بيت الأقدس، ۱: ۴۰۰، رقم: ۱۱۳۹

۶۔ أيضاً، كتاب الحج، باب حج النساء، ۲: ۶۵۹، رقم: ۱۷۶۵

۷۔ حميدی، المسند، ۲: ۳۳۰، رقم: ۷۵۰

۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۷، ۳۴، ۴۵، ۵۱

۹۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۲: ۴۵۲، رقم: ۴۱۶۶

(۱) ۱۔ خوارزمي، جامع المسانيد، ۱: ۳۷۱

۲۔ حصكفي، مسند الإمام الأعظم: ۸۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ بخاری، الصحيح، كتاب الجمعة، باب الصلاة قبل العيد وبعدها، ۱: ۳۳۵، رقم: ۹۴۵

''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن عید گاہ میں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عید گاہ میں) نہ نمازِ عید سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ بعد میں۔''

۲۱۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ. فَقَالَ عُمَرُ: أَوِ اثْنَانِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَوِ اثْنَانِ.(۱)

......۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب صلاة العيدين، باب ترك الصلاة قبل العيد وبعدها فی المصلی، ۲:۶۰۶، رقم: ۸۹۰

۵۔ ترمذی، السنن، كتاب الجمعة، باب ما جاء لا صلاة قبل العيد ولا بعدها، ۲: ۴۱۷، رقم: ۵۳۷

۶۔ نسائی، السنن، كتاب صلاة العيدين، باب الصلاة قبل العيدين وبعدها، ۳: ۱۹۳، رقم: ۱۵۸۷

۷۔ ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلاة، باب ما جاء فی الصلاة قبل صلاة العيد وبعدها، ۱: ۴۱۰، رقم: ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانيد، ۱:۱۸۰

۲۔ حصكفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۰۰

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ بخاری، الصحيح، كتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، ۱: ۴۲۱، رقم: ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۳

۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ۴: ۲۰۲۹، رقم: ۲۶۳۲۔ ۲۶۳۳

۵۔ نسائی، السنن، كتاب الجنائز، باب من يتوفى له ثلاثة، ۴:۲۴، رقم: ۱۸۷۳۔ ۱۸۷۴

۶۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الجنائز، باب ما جاء فی ثواب من أصيب بولده، ۱:۵۱۲، رقم: ۱۶۰۳۔ ۱۶۰۶

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کے تین (نابالغ) بچے مرجائیں تو اللہ تعالیٰ (ان کے سبب) اس کو جنت میں ضرور داخل فرماتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اگر دو ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (ہاں) اگرچہ دو ہوں۔''

۲۲۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَا مِنْ لَيْلَةِ جُمُعَةٍ إِلَّا وَيَنْظُرُ اللهُ عزوجل إِلٰى خَلْقِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَغْفِرُ اللهُ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا. (۱)

''حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کی کوئی رات ایسی نہیں ہوتی جس میں اللہ عزوجل تین مرتبہ اپنی مخلوق کی طرف (رحمت و شفقت سے) نہ دیکھتا ہو، اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

۲۳۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنِ الْهَيْثَمِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ عَذَابَ الْقَبْرِ. (۲)

---

(۱) حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۸۳

(۲) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۸۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الجنائز، باب ما جاء فیمن مات یوم الجمعة، ۳: ۳۸۶، رقم: ۱۰۷۴

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۷۶، ۲۲۰

۴۔ عبد الرزاق، المصنف، ۳: ۲۶۹، رقم: ۵۵۹۵

۵۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۱۴۶، رقم: ۴۱۱۳

۶۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۱۳۲، رقم: ۳۲۳

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہا۔‘‘

۲۴۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا، وَنَهَيْتُكُمْ أَنْ تُمْسِكُوْا لُحُوْمَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَأَمْسِكُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَإِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ لِيَتَّسِعَ بِهِ غَنِيُّكُمْ عَلَى فَقِيْرِكُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ أَنْ تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْحَنْتَمِ فَاشْرَبُوْا فِيْمَا بَدَا لَكُمْ مِنَ الظُّرُوْفِ فَإِنَّ الظُّرُوْفَ لَا تُحِلُّ شَيْئًا وَلَا تُحَرِّمُهُ وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا.(۱)

’’حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا: (۱) زیارتِ قبور سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کا اذن دیدیا

(۱) ۱۔ ابو یوسف، کتاب الآثار: ۲۲۵، رقم: ۹۹۶

۲۔ محمد الشیبانی، کتاب الآثار: ۱۸۵، رقم: ۸۴۱

۳۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲:۱۹۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۴۔ مسلم، الصحیح، کتاب الأضاحی، باب بیان ما کان من النهی عن أكل لحوم الأضاحی، ۳:۱۵۶۳، رقم: ۱۹۷۷

۵۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الأشربة، باب فی الأوعية، ۳:۳۳۲، رقم: ۳۶۹۸

۶۔ نسائی، السنن، کتاب الأشربة، باب الإذن فی شیئ منها، ۸:۳۱۱، رقم: ۵۶۵۳

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۳۵۰، ۳۵۵، ۳۵۶

گیا ہے مگر وہاں کوئی بری بات نہ کرنا۔ (۲) میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت سٹور کرنے سے منع کیا تھا اب محفوظ کر لیا کرو اور فائدہ اٹھایا کرو (پہلے زمانہ کے تقاضا کے مطابق) میں نے تمہیں اس لئے منع کیا تھا کہ تمہارے مالدار، تمہارے فقراء پر وسعتِ ظرفی کا مظاہرہ کریں۔ (۳) اور میں نے تمہیں (نشہ کے لئے استعمال کئے جانے والے برتنوں) کدو کے خول، رال کے روغنی برتن اور سبز روغنی گھڑے میں پینے سے منع کیا تھا، اب تمہیں جو بھی برتن میسر ہو اس میں پی لیا کرو کیونکہ برتن کسی چیز کو حلال اور حرام نہیں کرتے، مگر کسی بھی نشہ آور چیز کو نہ پینا''۔

۲۵۔ رَوَی أَبُوحَنِیُفَةَ عَنُ عَلُقَمَةَ عَنِ ابُنِ بُرَیُدَةَ عَنُ أَبِیهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِذَا خَرَجَ إِلَی الُمَقَابِرِ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَی أَهُلِ الدِّیَارِ مِنَ الُمُسُلِمِینَ، وَإِنَّا إِنُ شَآءَ اللهُ بِکُمُ لَاحِقُونَ، نَسُأَلُ اللهَ لَنَا وَلَکُمُ الُعَافِیَةَ.(۱)

(۱) ۱۔ حصکفي، مسند الإمام الأعظم: ۱۰۶

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ۲: ۶۷۰۔ ۶۷۱، رقم: ۹۷۴۔ ۹۷۵

۳۔ نسائی، السنن، کتاب الجنائز، باب الأمر بالاستغفار للمؤمنین، ۴: ۹۴، رقم: ۲۰۴۰

۴۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الجنائز، باب فیما یقال إذا دخل المقابر، ۱: ۴۹۴، رقم: ۱۵۴۷

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۵۳، ۳۵۹

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۴۴۵، رقم: ۳۱۷۳

۷۔ ابن ابی شیبة، المصنف، ۳: ۲۷، رقم: ۱۱۷۸۷

’’حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قبرستان تشریف لے جاتے تو (ان الفاظ سے دعا) فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَآءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ (قبروں میں رہنے والے مسلمانوں پر سلامتی ہو، ہم بھی اِنْ شَاءَ اللہ تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔‘‘

۲۶۔ رَوَى أَبُوحَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي صَالِحِ الزَّيَّاتِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَقُوْلُ اللهُ تعالى: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ.(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابنِ آدم کا ہر عمل اس کے واسطے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے

---

(۱) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۰۷

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب ھل یقول إنی صائم إذا شتم، ۲:۶۷۳، رقم: ۱۸۰۵

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، ۲:۸۰۷، رقم: ۱۱۵۱

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب الصوم، باب فی فضل الصوم، ۳:۱۳۶، رقم: ۷۶۴

۵۔ نسائی، السنن، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی أبی صالح، ۴:۱۶۳، رقم: ۲۲۱۶

۶۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الصیام، باب فی فضل الصیام، ۱:۵۲۵، رقم: ۱۶۳۸

اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔‘‘

۲۷۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنِ الْهَيْثَمِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله وسلم كَانَ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَامَ وَنَامَ، وَإِذَ دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ شَدَّ الْمِيْزَرَ وَأَحْيَى اللَّيْلَ.(۱)

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کو قیام بھی کرتے اور سوتے بھی، مگر جب آخری عشرہ آتا تو (عبادتِ الٰہی کے لئے) کمربستہ ہو جاتے اور ساری رات جاگتے۔‘‘

۲۸۔ رَوَى أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم: أَفْضَلُ الْحَجِّ: الْعَجُّ وَالثَّجُّ. فَأَمَّا الْعَجُّ فَالْعَجِيجُ بِالتَّلْبِيَةِ، وَأَمَّا الثَّجُّ فَنَحْرُ الْبُدْنِ، أَوْ قَالَ:

---

(۱) ۱۔ حصكفى، مسند الإمام الأعظم: ۹۶

۲۔ ابو يوسف، كتاب الآثار: ۴۱، رقم: ۲۱۳ (اس روایت میں ’’قَامَ وَ نَامَ‘‘ کی بجائے ’’صَلَّى وَ صَامَ‘‘ کے الفاظ آئے ہیں۔)

۳۔ خوارزمى، جامع المسانيد، ۱:۳۸۳

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۴۔ بخارى، الصحيح، كتاب صلاة التراويح، باب العمل فى العشر الأواخر من رمضان، ۲:۷۱۱، رقم: ۱۹۲۰

۵۔ مسلم، الصحيح، كتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد فى العشر الأواخر من شهر رمضان، ۲:۸۳۲، رقم: ۱۱۷۴

۶۔ ابو داؤد، السنن، كتاب الصلاة، باب فى قيام شهر رمضان، ۲:۵۰، رقم: ۱۳۷۶

۷۔ نسائى، السنن، كتاب قيام الليل، باب الاختلاف على عائشة فى إحياء الليل، ۳:۲۱۷، رقم: ۱۶۳۹

فَثَجُّ الدَّمِ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: افضل حج، عَجّ اور ثَجّ ہیں۔ عَجّ تو تلبیہ (لَبَّیْکَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ ......) بلند آواز سے کہنا ہے اور ثَجّ اونٹ اور دیگر قربانی کے جانوروں کا خون بہانا ہے۔‘‘

۲۹۔ رَوَی أَبُو حَنِیْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: إِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ تَعَالٰی إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّی اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَی فِي امْرَأَتِکَ.(۲)

---

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۵۰۹

۲۔ ابو یوسف، کتاب الآثار: ۹۵، رقم: ۴۵۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الحج، باب فی فضل التلبية والنحر، ۳: ۱۸۹، رقم: ۸۲۷

۴۔ ابن ماجه، السنن، کتاب المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية، ۲: ۹۷۵، رقم: ۲۹۲۴

۵۔ ابن ابی شيبة، المصنف، ۳: ۳۷۳، رقم: ۱۵۰۵۶

۶۔ ابوبکر المروزی، مسند أبی بکر الصديق، ۱: ۱۸۱۔ ۱۸۲، رقم: ۱۱۶۔ ۱۱۷

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۱۵۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب حجة الوداع، ۴: ۱۶۰۰، رقم: ۴۱۴۷

۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، ۳: ۱۲۵۱، رقم: ۱۶۲۸

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب الوصايا، باب فی الوصية بالثلث، ۴: ۴۳۰، رقم: ۲۱۱۶

’’حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ کی رضا کے لئے تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اس پر تمہیں اجر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔‘‘

۳۰۔ رَوَی أَبُوحَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَی النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ، فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاکَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جہاد کرنے کے ارادہ سے حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

......۵۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الوصايا، باب فی ما لا يجوز للموصي في ماله، ۳: ۱۱۲، رقم: ۲۸۶۴

۶۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۰: ۶۱، رقم: ۴۲۴۹

(۱) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۲۰۸

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب الجهاد والسير، باب الجهاد بإذن الأبوين، ۳: ۱۰۹۴، رقم: ۲۸۴۲

۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب البر والصلة، باب بر الوالدين وأنهما أحق به، ۴: ۱۹۷۵، رقم: ۲۵۴۹

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب الجهاد، باب فيمن خرج فی الغزو وترک أبويه، ۴: ۱۹۱، رقم: ۱۶۷۱

۵۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الجهاد، باب فی الرجل يغزو وأبواه کارهان، ۳: ۱۷، رقم: ۲۵۲۹

۶۔ نسائی، السنن، کتاب الجهاد، باب الرخصة فی التخلف لمن له والدان، ۶: ۱۰، رقم: ۳۱۰۳

فرمایا: تو اُن کی خدمت میں رہ کر جہاد کر (یہی تیرا جہاد فی سبیل اللہ ہوگا)۔‘‘

۳۱۔ رَوَی أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَکْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.(۱)

’’حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا، عمار کی سیرت اختیار کرنا، اور عبداللہ بن مسعود کی وصیت مضبوط تھامنا۔‘‘

۳۲۔ رَوَی أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ: أَبُوْ بَکْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيْدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ

---

(۱) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۸۰

۲۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۲۲۶

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن مسعود، ۵: ۶۷۲، رقم: ۳۸۰۵

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۸۲، رقم: ۲۳۲۹۳

۵۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۵: ۳۴۵، رقم: ۵۵۰۳

۶۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۳: ۷۹، رقم: ۴۴۵۱

۷۔ بیہقی، السنن الکبری، ۸: ۱۵۳، رقم: ۱۶۳۶۷

فِي الْجَنَّةِ، فَقِيلَ لَهُ: وَأَنْتَ؟ فَبَكَى.(۱)

’’حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دس اصحاب جنتی ہیں: ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، سعد جنتی ہے، سعید جنتی ہے، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہے اور ابو عبیدہ جنتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ تو حضور علیہ السلام اَشک بار ہوگئے۔‘‘

۳۳۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تَزَوَّجُوا فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ.(۲)

---

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۱: ۲۲۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب مناقب عبدالرحمن بن عوف، ۵: ۶۴۷، رقم: ۳۷۴۷

۳۔ ابو داؤد، السنن، کتاب السنة، باب في الخلفاء، ۴: ۲۱۱، رقم: ۴۶۴۹

۴۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب فضائل العشرة، ۱: ۴۸، رقم: ۱۳۳

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۴۵۴، رقم: ۶۹۹۳

۶۔ نسائی، السنن الکبری، ۵: ۵۶، رقم: ۸۱۹۴

۷۔ حمیدی، المسند، ۱: ۴۵، رقم: ۸۴

(۲) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۲۷

۲۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۱۳۵

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ ابو داؤد، السنن، کتاب النکاح، باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء، ۲: ۲۲۰، رقم: ۲۰۵۰

۴۔ نسائی، السنن، کتاب النکاح، باب کراهیة تزویج العقیم، ۶: ۶۵، رقم: ۳۲۲۷

’’حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: شادی کرو کیونکہ (روزِ قیامت) میں تمہاری کثرت پر دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔‘‘

۳۴۔ رَوَی أَبُو حَنِیْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهَکَ عَنْ أَبِي هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّکَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ.(۱)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی اور مزاح دونوں کا شمار سنجیدگی میں ہے (وہ یہ ہیں): طلاق، نکاح اور (طلاق کے بعد) رجوع کرنا۔‘‘

۳۵۔ رَوَی أَبُو حَنِیْفَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِي

...... ۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب النکاح، باب فی فضل النکاح، ۱:۵۹۲، رقم: ۱۸۴۶

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۲۴۵، رقم: ۱۳۵۹۴

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۹:۳۶۳، رقم: ۴۰۵۶

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲:۸۲

۲۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۴۱

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الطلاق واللعان، باب فی الجد والهزل فی الطلاق، ۳:۴۹۰، رقم: ۱۱۸۴

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الطلاق، باب في الطلاق علی الهزل، ۲:۲۵۹، رقم: ۲۱۹۴

۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الطلاق، باب من طلق أو نکح أو راجع لاعباً، ۱:۶۵۸، رقم: ۲۰۳۹

۶۔ دارقطنی، السنن، ۳:۲۵۶، رقم: ۴۵

۷۔ سعید بن منصور، السنن، ۱:۴۱۵، رقم: ۱۶۰۳

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ.(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے (لہٰذا اس کی مخالفت کرو)۔‘‘

۳۶۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ جَسَدٍ وَاحِدٍ إِذَا اشْتَكَى الرَّأْسُ مِنَ الْإِنْسَانِ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى.(۲)

---

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۳۲۰

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب، ۳:۱۵۹۸، رقم: ۲۰۲۰

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الأطعمة، باب في النهي عن الأكل والشرب بالشمال، ۴: ۲۵۸، رقم: ۱۸۰۰

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الأطعمة، باب الأكل باليمين، ۳:۳۴۹، رقم: ۳۷۷۶

۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الأطعمة، باب الأكل باليمين، ۲:۱۰۸۷، رقم: ۳۲۶۶

۶۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۲: ۳۰، رقم: ۵۲۲۶

(۲) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۵۹

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

”حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: سارے مومنین آپس میں محبت اور رحم کرنے کے اعتبار سے ایک جسم کی طرح ہیں، جب انسان کے سر میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے چینی اور بے آرامی محسوس کرتا ہے (اسی طرح مومن ایک دوسرے کی تکلیف محسوس کرتے ہیں)۔“

۳۷۔ رَوَى أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِيَّاكَ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۱)

......۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم، ۴: ۱۹۹۹، رقم: ۲۵۸۶

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۷۰، رقم: ۱۸۳۹۸

۴۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۰۷، رقم: ۷۹۰

۵۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۱۰۲، رقم: ۶۰۵

۶۔ قضاعی، مسند الشهاب، ۲: ۲۸۳، رقم: ۱۳۶۶

(۱) ۱۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۲۱۲

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المظالم والغصب، باب الظلم ظلمات یوم القیامة، ۲: ۸۶۴، رقم: ۲۳۱۵

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، ۴: ۱۹۹۶، رقم: ۲۵۷۸

۴۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، باب ما جاء في الظلم، ۴: ۳۷۷، رقم: ۲۰۳۰

۵۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۱۳، رقم: ۲۵۱۶

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۰۵، ۱۳۷، ۱۵۶

’’حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے دن ظلم، ظلمات (اندھیروں) کی شکل میں ہوگا۔‘‘

۳۸۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ نَفْسٍ إِلَّا قَدْ كَتَبَ اللهُ عزوجل مَدْخَلَهَا وَمَخْرَجَهَا وَمَا هِيَ لَاقِيَةٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: فَفِيمَ الْعَمَلُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: كُلٌّ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ يُسِّرَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يُسِّرَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: الْآنَ حَقَّ الْعَمَلُ.(۱)

’’حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی جان ایسی نہیں ہے کہ جس کی ابتداء اور انتہاء اور جو کچھ اس کو پیش آنے والا ہے اللہ عزوجل نے لکھ نہ دیا ہو۔ ایک انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہ! تو پھر عمل کس لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (عمل کیا کرو کیونکہ) ہر اہلِ جنت کے لئے اہلِ جنت کے اعمال سہل کر دیئے جاتے ہیں اور جو اہلِ

(۱) ۱۔ محمد الشيبانی، کتاب الآثار: ۸۱، رقم: ۳۸۲
۲۔ ابن أبی عاصم، السنة، ۱:۷۶، رقم: ۱۷۳
۳۔ خوارزمی، جامع المسانيد، ۱:۱۸۳
۴۔ حصکفی، مسند الإمام الأعظم: ۱۳
دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:
۵۔ بخاری، الصحيح، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدّث عند القبر، ۱:۴۵۸، رقم: ۱۲۹۶
۶۔ مسلم، الصحيح، کتاب القدر، باب کيفية خلق الآدمي فی بطن أمه، ۴:۲۰۳۹، رقم: ۲۶۴۷
۷۔ أبو داؤد، السنن، کتاب السنة، باب في القدر، ۴: ۲۲۲، رقم: ۴۶۹۴

نار میں سے ہو اس کے لئے دوزخیوں کے عمل آسان ہوں گے۔ انصاری نے عرض کیا: ہاں، اب عمل کرنے کی وجہ معلوم ہو گئی ہے۔‘‘

۳۹۔ رَوَی أَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: أَبْشِرُوْا فَإِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ، أُمَّتِي مِنْ ذَالِكَ ثَمَانُوْنَ صَفًّا.(۱)

’’حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: کیا تم اس سے راضی ہو کہ تم (یعنی پوری امت) اہلِ جنت کے چوتھائی ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے راضی ہو کہ تم ایک تہائی اہلِ جنت ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر

---

(۱) ۱۔ حصكفي، مسند الإمام الأعظم: ۱۹۰

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ بخاری، الصحيح، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، ۵: ۲۳۹۲، رقم: ۶۱۶۳

۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب كون هذه الأمة نصف أهل الجنة، ۱: ۲۰۰، رقم: ۲۲۱

۴۔ ترمذی، السنن، كتاب صفة الجنة، باب فی صف أهل الجنة، ۴: ۶۸۴، رقم: ۲۵۴۶۔ ۲۵۴۷

۵۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب صفة أمة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۲: ۱۴۳۲، رقم: ۴۲۸۳

۶۔ ابو عوانه، المسند، ۱: ۸۴، رقم: ۲۵۰

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس سے راضی ہو کہ تم اہلِ جنت کے نصف ہو؟ سب نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ کہ اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اَسی (۸۰) صفیں میری امت کی ہوں گی۔‘‘

۴۰۔ رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، فَيُضْحِكُ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ.(۱)

’’حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔‘‘

خلاصۂ بحث

خلاصتاً اس باب کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے:

۱۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ۱۶ احادیات / وحدانیات مروی ہیں جو آپ کے معاصرین یا بعد میں آنے والے کسی بھی محدّث سے مروی نہیں۔

---

(۱) ۱۔ خوارزمی، جامع المسانید، ۲: ۳۰۲

دیگر محدّثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے:

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الزهد، باب فيمن تكلّم بكلمة يضحك به الناس، ۴: ۵۵۷، رقم: ۲۳۱۵

۳۔ ابو داؤد، السنن، كتاب الأدب، باب في التشديد في الكذب، ۴: ۲۹۷، رقم: ۴۹۹۰

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲، ۵، ۷

۵۔ رویانی، المسند، ۲: ۱۰۷، رقم: ۹۱۰

۶۔ نسائی، السنن الکبری، ۶: ۳۲۹، رقم: ۱۱۱۲۶

۲۔ امام صاحب سے سیکڑوں ثنائیات مروی ہیں جن میں سے ۴۰ گزشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہیں، لہٰذا یہ بھی آپ کا عظیم الشان خاصہ ہے۔ ثنائیات روایت کرنے میں معروف محدّثین میں سے صرف امام مالک آپ کے شریک ہیں۔

۳۔ امام صاحب سے سیکڑوں ثلاثیات مروی ہیں۔ ان میں سے بھی ۴۰ گزشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہیں۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور بعض دیگر ائمہِ حدیث سے ثلاثیات مروی ہیں لیکن وہ تعداد میں بہت قلیل ہیں۔ امام ابو حنیفہ ان شخصیات میں سے ایک ہیں جن کو یہ حصہ بھی بہت زیادہ میسر آیا ہے۔

۴۔ امام صاحب کے واسطہ سے ان کی احادیات، ثنائیات اور ثلاثیات درج کرنے کے ساتھ ساتھ ہم نے اس حدیث پر دیگر محدّثین کی تخریج بھی رقم کر دی ہے، تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ امام صاحب نے جو حدیث اعلیٰ اسناد سے لی ہے وہی حدیث باقی محدّثین نے نازل اسناد سے لی ہے۔ یوں امامِ اعظم کا امام الائمۃ فی الحدیث ہونے کا بلند رتبہ نکھر کر سامنے آتا ہے۔

۵۔ امام صاحب کی احادیات، ثنائیات اور ثلاثیات پر مشتمل تمام مرفوع احادیث نقل کی گئی ہیں، تاکہ امامِ اعظم پر انقطاعِ سند اور ارسال کا الزام رد کیا جا سکے۔

۶۔ امام صاحب سے مروی تمام احادیث بنیادی مآخذ و مراجع سے درج کی گئی ہیں تاکہ اسانید کی ثقاہت سے امام صاحب کی بلند پایہ ثقاہت اجاگر کی جائے۔

۷۔ ثنائیات اور ثلاثیات کے نظم و ترتیب میں صحیحین (بخاری اور مسلم) کی ابواب بندی کو مدِّنظر رکھا گیا ہے۔

۸۔ ان احادیث کا چناؤ کیا گیا ہے جن میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد، فقہ حنفی کے مسائل نیز زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کا بیان ہے۔

الحمد للہ تعالیٰ! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ''امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمۃ فی الحدیث'' پر پہلی جلد یہاں اِختتام پذیر ہوئی۔ کتاب ہٰذا کی دوسری جلد میں اِن شاء اللہ عزوجل اِمامِ اَعظم کے معروف محدّث تلامذہ، بعض تلامذہ کا خصوصی تذکرہ، اِمامِ اَعظم سے مروی تیس (۳۰) مسانید، اِمامِ اَعظم سے مروی ہزارہا اَحادیث، اَہم کتبِ حدیث میں اِمامِ اَعظم کی مرویات کی تعداد، اِمامِ اَعظم کی اِمامت و ثقاہت پر معاصرین اور اَئمہ اَسماء الرجال کی تصریحات، اِمامِ اَعظم کے روایتِ حدیث کے اُصول اور ناقدینِ اِمامِ اَعظم کے اِعتراضات اور اُن کے علمی جائزے پر مشتمل تفصیلی مباحث کا بیان ہوگا۔

www.MinhajBooks.com

مآخذ و مراجع

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

۱۔ القرآن الحکیم۔

۲۔ **ابراہیم بن محمد**، حسینی المعروف ابن حمزہ حنفی (۱۰۵۴۔۱۱۲۰ھ)۔ البیان و التعریف فی أسباب ورود الحدیث الشریف۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۳۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ ابن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ العلل ومعرفة الرجال۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۴۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ ابن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ فضائل الصحابة۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۵۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ ابن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۶۔ **ادنروی**، احمد بن محمد۔ طبقات المفسرین۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبة العلوم والحکم، ۱۹۹۷ء۔

۷۔ **ابو اسحاق شیرازی**، ابراہیم بن علی بن یوسف (۳۹۳۔۴۷۶ھ)۔ طبقات الفقھاء۔، بیروت، لبنان، دار القلم۔

۸۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ التاریخ الصغیر۔ قاہرہ، مصر: مکتبة دار التراث، ۱۳۹۷ھ۔

۹۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ التاریخ الکبیر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۰۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵٦ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دارالقلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۱۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵٦ھ/ ۸۱۰۔ ۸۷۰ء)۔ الضعفاء الصغیر۔ حلب، شام: دارالوعی، ۱۳۹٦ھ۔

۱۲۔ **بدرالدین عینی**، ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (٦٢ ٧۔۸۵۵ھ/ ۱۳٦۱۔۱۴۵۱ء)۔ عمدة القاري شرح صحيح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۱۳۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/ ۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ علوم القرآن، ۱۴۰۹ھ۔

۱۴۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (٤٣٦۔۵۱٦ھ/ ۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ شرح السنۃ۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۱۵۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (٤٣٦۔۵۱٦ھ/ ۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ معالم التنزیل۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱٦۔ **ابو بکر المروزی**، احمد بن علی بن سعید اموی (۲۰۲۔۲۹۲ھ)۔ مسند أبی بکر الصدیق۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی۔

۱۷۔ **بلاذری**، احمد بن یحییٰ بن جابر (۲۷۹ھ)۔ فتوح البلدان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۱۸۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰٦٦ء)۔ دلائل النبوۃ۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۹۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰٦٦ء)۔ الزہد الکبیر۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ۱۹۹٦ء۔

۲۰۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ السنن الکبری۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۲۱۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ شعب الإيمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۲۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ المدخل إلى السنن الكبرى۔ کویت: دار الخلفاء للکتاب، ۱۴۰۴ھ۔

۲۳۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔ ۸۹۲ء)۔ الجامع الصحيح۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۲۴۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ (۲۱۰۔۲۷۹ھ/ ۸۲۵۔ ۸۹۲ء)۔ العلل الصغير۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء۔

۲۵۔ **ابن تیمیہ**، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ منهاج السنة النبوية۔ قاہرہ، مصر: مؤسسۃ قرطبہ، ۱۴۰۶ھ۔

۲۶۔ **ابن جارود**، ابو محمد عبد اللہ بن علی بن جارود نیشاپوری (۳۰۷ھ)۔ المنتقى من السنن المسندة۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتاب الثقافیۃ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۲۷۔ **جرجانی**، ابو قاسم حمزہ بن یوسف سہمی (۴۲۸ھ)۔ تاریخ جرجان۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۲۸۔ **ابن جعابی**، ابو بکر محمد بن عمر (۳۵۵ھ)۔ الانتصار لمذهب أبي حنيفة۔

۲۹۔ **ابن جعد**، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید جوہری بغدادی (۱۳۳۔۲۳۰ھ/ ۷۵۰۔ ۸۴۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۰۔ **ابن جماعۃ**، محمد بن ابراہیم (۶۳۹۔۷۳۳ھ)۔ المنهل الروي في مختصر

علوم الحديث النبوي۔ دمشق، شام: دار الفکر، ۱۴۰٦ھ۔

۳۱۔ **جوزجانی**، ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب (۲۵۹ھ)۔ أحوال الرجال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۳۲۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱٦۔۱۲۰۱ء)۔ صفة الصفوة۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۳۳۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱٦۔۱۲۰۱ء)۔ العلل المتناهية في الأحاديث الواهية۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۳۴۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱٦۔۱۲۰۱ء)۔ المنتظم فی تاريخ الملوك والأمم، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۳۵۔ **جیزاوی**، محمد ابو الفضل وراقی (۱۳۴٦ھ)۔ الطراز الحديث فی فن مصطلح الحديث، مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی، ۱۳٦٦ھ/ ۱۹۴۷ء۔

۳٦۔ **ابن ابی حاتم**، ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی تمیمی (۳۲۷ھ)۔ الجرح و التعديل۔ بیروت، لبنان: دار إحياء التراث العربی، ۱۲۷۱ھ۔

۳۷۔ **حارث بن ابی اسامہ**، ابو محمد بن محمد بن داہر تمیمی بغدادی (۱۸٦۔۲۸۲ھ)۔ بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویہ، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۳۸۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ تسمية من أخرجهم البخاری و مسلم۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب، ۱۴۰۷ھ۔

۳۹۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔

المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۴۰۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ معرفة علوم الحدیث۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء۔

۴۱۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ الثقات۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۴۲۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۴۳۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹۶۵ء)۔ مشاهیر علماء الأمصار۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیة، ۱۹۵۹ء۔

۴۴۔ ابن حجر ہیتمی، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی مکی (۹۰۹۔ ۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۴۵۔ ابن حجر ہیتمی، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی مکی (۹۰۹۔ ۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)۔ الصواعق المحرقة علی أهل الرفض والضلال والزندقة۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۹۹۷ء۔

۴۶۔ ابن حزم، علی بن احمد بن سعید اندلسی (۳۸۴۔۴۵۶ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۴ء)۔ الإحکام في أصول الأحکام۔ قاہرہ، مصر: دارالحدیث، ۱۴۰۴ھ۔

۴۷۔ ابن حزم، علی بن احمد بن سعید اندلسی (۳۸۴۔۴۵۶ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۴ء)۔ أسماء الصحابة الرواة۔

۴۸۔ **ابن حزم**، علی بن احمد بن سعید اندلسی (۳۸۴۔۴۵۶ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۴ء)۔ **الفصل فی الملل والنحل**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء۔

۴۹۔ **حسن بن حسین طولونی**، ابن احمد حنفی (۸۳۶۔۹۰۹ھ)۔ **مناقب الأئمة الأربعة**۔

۵۰۔ **حصکفی**، صدر الدین موسیٰ بن زکریا (۶۵۰ھ)۔ **مسند الإمام الأعظم**۔ کراچی، پاکستان: میر محمد کتب خانہ مرکزِ علم وادب۔

۵۱۔ **حکیم ترمذی**، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر۔ **نوادر الأصول فی أحادیث الرسول** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۹۲ء۔

۵۲۔ **حمیدی**، ابو بکر عبداللہ بن زبیر (۲۱۹ھ/ ۸۳۴ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ + قاہرہ، مصر: مکتبۃ المتنبی۔

۵۳۔ **ابو حنیفہ**، امامِ اعظم نعمان بن ثابت (۸۰۔۱۵۰ھ)۔ **الرسالة إلى عثمان البتي** (مجموعۃ کتب الشیخ زاھد الکوثری)۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ۔

۵۴۔ **ابو حنیفہ**، امامِ اعظم نعمان بن ثابت (۸۰۔۱۵۰ھ)۔ **الفقه الاکبر مع الشرح لملّا علی القاري**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۵۵۔ **ابو حنیفہ**، امامِ اعظم نعمان بن ثابت (۸۰۔۱۵۰ھ)۔ **الوصية في التوحيد (مجموعة العقيدة وعلم الكلام للشيخ زاهد الكوثرى)**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۵۶۔ **ابن خزیمہ**، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳۔۳۱۱ھ/ ۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔

۵۷۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔۴۶۳ھ/ ۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۵۸۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۳ھ۔

۵۹۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **الرحلة في طلب الحديث**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۵ھ۔

۶۰۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **الكفاية في علم الرواية**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: المکتبۃ العلمیۃ۔

۶۱۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **نصيحة أهل الحديث**۔ زرقاء، اردن: مکتبۃ المنار، ۱۴۰۸ھ۔

۶۲۔ **ابنِ خلکان**، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (۶۰۸۔ ۶۸۱ھ)۔ **وفيات الأعيان وأنباء الزمان**۔ بیروت، لبنان: دار الثقافۃ، ۱۹۶۸ء۔

۶۳۔ **خلیفہ بن خیاط**، ابو عمر لیثی عصفری (۱۶۰۔۲۴۰ھ)۔ **الطبقات**۔ ریاض، سعودی عرب: دار طیبہ، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۶۴۔ **خوارزمی**، ابو المؤید محمد بن محمود (۵۹۳۔۶۶۵ھ)۔ **جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۶۵۔ **دار قطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔ ۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **رؤية الله**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ القرآن۔

۶۶۔ **دارقطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔ ۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۶۷۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۶۸۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۶۹۔ **دیار بکری**، حسین بن محمد بن حسن مالکی (۹۶۶ھ)۔ **تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ شعبان، ۱۲۸۳ھ۔

۷۰۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔ ۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۷۱۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **تذکرۃ الحفاظ**، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۷۲۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **سیر أعلام النبلاء**، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۷۳۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **الکاشف في معرفۃ من لہ روایۃ في الکتب الستۃ**، جدہ، سعودی عرب: دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۷۴۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **المغني فی الضعفاء**۔

۷۵۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **ذکر أسماء من تکلم فیہ وھو موثق**، زرقاء، اردن: مکتبۃ المنار، ۱۴۰۶ھ۔

۷۶۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه**۔ مصر: دار الکتاب العربی۔

۷۷۔ **رامہرمزی**، حسن بن عبد الرحمٰن (۲۶۰۔ ۳۶۰ھ) ۔ **المحدّث الفاصل بين الراوی والواعی**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر،۱۴۰۴ھ۔

۷۸۔ **ابن راہویہ**، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبداللہ (۱۶۱۔ ۲۳۷ھ/ ۷۷۸۔۸۵۱ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۷۹۔ **رویانی**، ابو بکر محمد بن ہارون (۳۰۷ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۸۰۔ **زاہد الکوثری**، محمد (۱۲۹۶۔۱۳۷۱ھ)۔ **تحقیق علی مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه للذهبي**۔ مصر: دار الکتاب العربی۔

۸۱۔ **ابن زبر ربعی**، محمد بن عبداللہ بن احمد بن سلیمان (۲۹۸۔ ۳۹۷ھ)۔ **تاريخ مولد العلماء ووفياتهم**۔ ریاض، سعودی عرب: دار العاصمۃ، ۱۴۱۰ھ۔

۸۲۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری أزہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ **شرح الموطأ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۸۳۔ **ابوزہرۃ**، محمد۔ **أبو حنيفة: حياته وعصره۔ آراؤه وفقهه**۔ دار الفکر العربی۔

۸۴۔ **زیلعی**، جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف حنفی (۷۶۲ھ)۔ **نصب الراية لأحاديث الهداية**۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیۃ، ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء۔

۸۵۔ **زین الدین عراقی**، ابو زرعہ عبد الرحیم بن حسین (۸۰۶ھ/۱۴۰۳ء)۔ **التقييد**

والإیضاح لما أطلق وأغلق من کتاب ابن الصلاح۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۷۰ء۔

۸۶۔ **زین الدین عراقی**، ابو زرعہ عبد الرحیم بن حسین (۸۰۶ھ)۔ فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۸۷۔ **سبط ابن جوزی**، ابو مظفر جمال الدین یوسف بن فرغل بغدادی (۶۵۴ھ)۔ الانتصار والترجیح للمذهب الصحیح (مجموعۂ فقہ زاہد الکوثری)۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۸۸۔ **سبط ابن جوزی**، ابو مظفر جمال الدین یوسف بن فرغل بغدادی (۶۵۴ھ)۔ تذکرة الخواص۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ أہل بیت، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۸۹۔ **سبکی**، تاج الدین بن علی بن عبد الکافی (۷۲۷۔۷۷۱ھ)۔ طبقات الشافعیة الکبری۔ ہجر للطباعۃ والنشر، ۱۴۱۳ھ۔

۹۰۔ **سخاوی**، ابو الخیر شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن ابی بکر شافعی (۸۳۱۔ ۹۰۲ھ)۔ فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۹۱۔ **ابن السری**، ہناد کوفی (۱۵۲۔۲۴۳ھ)۔ الزهد۔ کویت: دار الخلفاء للکتاب، ۱۴۰۶ھ۔

۹۲۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/ ۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۹۳۔ **سعید بن منصور**، ابو عثمان خراسانی (۲۲۷ھ)۔ السنن۔ بھارت: الدار السلفیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۹۴۔ **سلیمان بن خلف الباجی**، ابو ولید ابن سعد (۴۰۳۔۴۷۴ھ)۔ التعدیل

والتجريح۔ ریاض، سعودی عرب: دار اللواء للنشر، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۹۵۔ **سمعانی**، ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور تمیمی (۵۶۲ھ)۔ أدب الإملاء والاستملاء، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیة، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۹۶۔ **سمعانی**، ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور تمیمی (۵۶۲ھ)۔ الأنساب، بیروت، لبنان، دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۹۷۔ **سنبلی**، محمد حسن (۱۳۰۵ھ)۔ تنسیق النظام فی مسند الإمام الأعظم للحصکفی۔ کراچی، پاکستان: میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب۔

۹۸۔ **ابن السنی**، احمد بن محمد بن اسحاق دینوری شافعی (۳۶۴ھ)۔ عمل الیوم واللیلة۔ جدہ، سعودی عرب/ بیروت، لبنان: دار القبلة للثقافة۔

۹۹۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تبییض الصحیفة بمناقب أبي حنیفة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۰۰۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تدریب الراوي فی شرح تقریب النواوي۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبة الریاض الحدیثة۔

۱۰۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵ء)۔ شرح سنن ابن ماجه۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ۔

۱۰۲۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ طبقات الحفاظ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۱۰۳۔ **شافعی**، ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰۔۲۰۴ھ/ ۷۶۷۔۸۱۹ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ

۱۰۴۔ **شاہ ولی اللہ**، محدّث دہلوی (۱۱۱۴۔۱۱۷۴ھ/۱۷۰۳۔۱۷۶۲ء)۔ حجة اللہ البالغة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۰۵۔ **شاہ ولی اللہ**، محدّث دہلوی (۱۱۱۴۔۱۱۷۴ھ/ ۱۷۰۳۔۱۷۶۲ء)۔ الفوز الکبیر فی أصول التفسیر۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ۔

۱۰۶۔ **شاہ ولی اللہ**، محدّث دہلوی (۱۱۱۴۔۱۱۷۴ھ/ ۱۷۰۳۔۱۷۶۲ء)۔ المسوی شرح الموطأ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء۔

۱۰۷۔ **شبلنجی**، مومن بن حسن مومن۔ نور الأبصار فی مناقب آل بیت النبي المختار ﷺ۔ بیروت، لبنان: دارالجیل، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۱۰۸۔ **شعرانی**، ابوالمواہب عبدالوہاب احمد بن علی انصاری شافعی (۸۹۸۔۹۷۳ھ/ ۱۴۹۳۔۱۵۶۵ء)۔ المیزان الکبری۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء۔

۱۰۹۔ **شہرستانی**، ابو الفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد (۴۷۹۔۵۴۸ھ)۔ الملل والنحل۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ، ۱۴۰۴ھ۔

۱۱۰۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ المصنف۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۱۱۱۔ **شیرازی**، ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن موسیٰ (۴۰۷ھ)۔ الألقاب۔

۱۱۲۔ **صالحی**، ابوعبداللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی (۹۴۲ھ)۔ عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان۔ کراچی، پاکستان: مکتبۃ الشیخ۔

۱۱۳۔ **ابن الصلاح**، ابوعمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہروزی (۵۷۷۔۶۴۳ھ)۔ صیانة

صحیح مسلم من الإخلال والغلط وحمایته من الإسقاط والسقط۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ۔

۱۱۴۔ ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہروزی (۵۷۷۔۶۴۳ھ)۔ علوم الحدیث (المعروف مقدمة ابن الصلاح مع التقیید والإیضاح)۔ اکوڑہ خٹک، پاکستان: ناشر جلال الدین افغانی/ مدینہ منورہ: سعودی عرب: المکتبة السلفیة، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء۔

۱۱۵۔ صیداوی، ابو حسین محمد بن أحمد بن جمیع (۳۰۵۔ ۴۰۲)۔ معجم الشیوخ۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۵ھ۔

۱۱۶۔ صیمری، ابوعبداللہ حسین بن علی (۴۳۶ھ)۔ أخبار أبی حنیفة وأصحابه، حیدرآباد، بھارت، مطبعة المعارف الشرقیة، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء۔

۱۱۷۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ مسند الشامیین۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۱۸۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الأوسط۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبة المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۱۹۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الصغیر۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۱۲۰۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الکبیر۔ موصل، عراق: مکتبة العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۱۲۱۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ تاریخ الأمم والملوک۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۲۲۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ جامع البیان

فی تفسیر القرآن۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ،۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۱۲۳۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/ ۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ شرح معاني الآثار۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۲۴۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/ ۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ مَشکل الآثار۔ حیدر آباد، دکن: بھارت، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ،۱۳۳۳ھ/ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۱۲۵۔ **طیالسی**، ابوداودسلیمان بن داود جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/ ۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۲۶۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/ ۸۲۲۔ ۹۰۰ء)۔ الآحاد والمثانی۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایۃ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۲۷۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/ ۸۲۲۔ ۹۰۰ء)۔ السنۃ۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی،۱۴۰۰ھ۔

۱۲۸۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الاستیعاب في معرفۃ الأصحاب۔ بیروت، لبنان: دار الجیل،۱۴۱۲ھ۔

۱۲۹۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الإنتقاء فی فضائل الثلاثۃ الأئمۃ الفقہاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۳۰۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ التمہید۔ مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف، ۱۳۸۷ھ۔

۱۳۱۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ جامع بیان العلم وفضلہ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ/

۱۹۷۸ء۔

۱۳۲۔ **عبد بن حمید**، ابو محمد بن نصر الکسی (۲۴۹ھ/۸۶۳ء)۔ المسند۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۳۳۔ **عبد الحفیظ فرغلی، حمزہ نسترنی، عبد الحمید مصطفیٰ**۔ سیرۃ آل بیت النبي ﷺ۔ المکتبۃ القیمۃ۔

۱۳۴۔ **عبد الرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/ ۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ المصنف۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۳۵۔ **عبد اللہ بن مبارک**، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح المروزی (۱۱۸۔۱۸۱ھ /۷۳۶۔۷۹۸ء)۔ کتاب الزھد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۳۶۔ **عبد الوھاب خلاف**۔ علم أصول الفقه۔ کویت: دار القلم، ۱۹۷۸ء۔

۱۳۷۔ **ابن عبد الہادی**، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد الحمید بن قدامہ مقدسی حنبلی (۷۰۵۔۷۴۴ھ)۔ مختصر طبقات علماء الحدیث۔

۱۳۸۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ کشف الخفاء ومزیل الألباس۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۳۹۔ **عجلی**، ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح کوفی (۱۸۲۔۲۶۱ھ)۔ معرفۃ الثقات۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۴۰۔ **ابن عدی**، عبداللہ بن عدی بن عبداللہ محمد بن المبارک، ابو احمد جرجانی (۲۷۷۔۳۶۵ھ)۔ الکامل فی معرفۃ ضعفاء المحدّثین۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ ابن تیمیہ، ۱۹۹۳ء

۱۴۱۔ **ابن العدیم**، ابو القاسم کمال الدین عمر بن احمد بن ابی جرادہ (۵۸۸۔۶۶۰ھ)۔

بغية الطلب فى تاريخ حلب۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۴۲۔ **ابن عساکر،** ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔ ۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ تاريخ مدينة دمشق۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۱۴۳۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ الإصابة فى تمييز الصحابة۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۱۴۴۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۱۴۵۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ تقريب التهذيب۔ شام: دار الرشید، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۴۶۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ تهذيب التهذيب۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

۱۴۷۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ نزهة النظر بشرح نخبة الفكر۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ التراث الاسلامی۔

۱۴۸۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ فتح البارى بشرح صحيح البخارى۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۱۴۹۔ **عسقلانی،** احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔

۱۴۴۹ء)۔ لسان المیزان۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الاعلمی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۵۰۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ المعجم المفهرس أو تجريد أسانيد الكتب المشهورة والأجزاء المنثورة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۱۵۱۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ هدي الساري مقدمة فتح الباري۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۱۵۲۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔ ۱۴۴۹ء)۔ النكت على كتاب ابن الصلاح۔

۱۵۳۔ **عقیلی**، ابو جعفر محمد بن عمر بن موسیٰ (۳۲۲ھ)۔ الضعفاء الکبیر۔ بیروت، لبنان: دار المکتبۃ العلمیۃ، ۱۹۸۴ھ۔

۱۵۴۔ **علائی**، ابو سعید بن خلیل بن کیکلدی (۶۹۴۔۷۶۱ھ)۔ جامع التحصیل فی أحکام المراسیل۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۵۵۔ **ابن عماد**، عبد الحی بن احمد بن محمد عکری حنبلی (۱۰۳۲۔۱۰۸۹ھ)۔ شذرات الذهب فی أخبار من ذهب۔ دمشق: شام، دار ابن کثیر، ۱۴۰۶ھ۔

۱۵۶۔ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔ ۹۲۸ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۱۵۷۔ **ابن غطریف**، ابو احمد محمد بن احمد جرجانی (۳۷۷ھ)۔ الجزء۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیۃ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۱۵۸۔ **فاکہی**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس مکی (۲۱۷۔ ۲۷۵ھ)۔ أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه۔ بیروت، لبنان: دار خضر، ۱۴۱۴ھ۔

۱۵۹۔ **فریابی**، ابو بکر جعفر بن محمد بن حسن (۲۰۷۔۳۰۱ھ)۔ الصیام۔ بمبئی، بھارت: دار

الکتب السّلفیہ، ۱۴۱۲ھ۔

۱۶۰۔ **فسوی**، ابو یوسف یعقوب بن سفیان (۲۷۷ھ)۔ **المعرفة والتاریخ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۶۱۔ **ابن قانع**، ابو الحسین عبد الباقی (۲۶۵۔۳۵۱ھ)۔ **معجم الصحابة**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ۱۴۱۸ھ۔

۱۶۲۔ **قرشی**، عبد القادر بن محمد بن محمد ابن ابی الوفاء قرشی مصری (۶۹۶۔۷۷۵ھ/ ۱۲۹۷۔۱۳۷۳ء)۔ **الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۱۶۳۔ **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحیٰی بن مفرج اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ/ ۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ **الجامع لأحكام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۶۴۔ **قزوینی**، عبدالکریم بن محمد الرافعی۔ **التدوين في أخبار قزوين**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۷ء۔

۱۶۵۔ **قسطلانی**، ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔ ۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۰۴ھ۔

۱۶۶۔ **قضاعی**، ابو عبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر (۴۵۴ھ)۔ **مسند الشهاب**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۶۷۔ **ابن ابی زید قیروانی**، ابو محمد عبد اللہ بن ابی زید عبد الرحمٰن نغزی مالکی (۳۱۰۔۳۸۶ھ)۔ **الجامع**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی۔

۱۶۸۔ **ابن قیسرانی**، ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی (۴۴۸۔۵۰۷ھ/ ۱۰۵۶۔

۱۳۱۱ء)۔ تذکرۃ الحفاظ۔ ریاض، سعودی عرب: دار الصميعي، ۱۴۱۵ھ۔

۱۶۹۔ **ابن قیم،** ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب زرعی (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ أعلام الموقعين عن رب العالمين۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۷۳ء۔

۱۷۰۔ **ابن کثیر،** ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ اختصار علوم الحديث۔ بیروت، لبنان: مكتبة المعارف۔

۱۷۱۔ **ابن کثیر،** ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ البداية والنهاية۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۱۷۲۔ **ابن کثیر،** ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ تفسير القرآن العظيم۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۱۷۳۔ **کردری،** محمد بن محمد بن شہاب ابنِ بزاز (۸۲۷ھ)۔ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۷۴۔ **کلاباذی،** ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری (۳۲۳۔۳۹۸ھ)۔ رجال صحيح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۷۵۔ **کنانی،** احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲۔۸۴۰ھ)۔ مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه۔ بیروت، لبنان: دار العربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۱۷۶۔ **ابن ماجہ،** ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۷۷۔ **ابن ماکولا،** علی بن ھبۃ اللہ بن ابی نصر (۴۲۲۔۴۷۵ھ)۔ الإكمال فى رفع الارتياب عن المؤتلف والمختلف فى الأسماء والكنى والأنساب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۱۷۸۔ **مالک،** ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ/

۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ الموطأ۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۷۹۔ **مبارک پوری**، ابو العلا محمد عبد الرحمان بن عبد الرحیم (۱۲۸۳۔۱۳۵۳ھ)۔ تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۸۰۔ **محمد بن علوی**، مالکی مکی (متوفی ۱۴۲۵ھ)۔ المنهل اللطیف في أصول الحدیث الشریف۔ جدہ، سعودی عرب: مطابع سحر، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۱۸۱۔ **محمد بن علی الصوری**، ابو علی (۳۷۶۔۴۴۱ھ)۔ الفوائد المنتقاة۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۱۸۲۔ **محمد شیبانی**، ابو عبداللہ ابن حسن بن فرقد کوفی (۱۳۲۔۱۸۹ھ)۔ کتاب الآثار۔ کراچی، پاکستان: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۸۳۔ **محمد شیبانی**، ابو عبداللہ ابن حسن بن فرقد کوفی (۱۳۲۔۱۸۹ھ)۔ الحجة علی أهل المدینة۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۳ھ۔

۱۸۴۔ **محمود شکری آلوسی**۔ مختصر التحفة الإثنی عشریة۔

۱۸۵۔ **مرتضٰی زبیدی**، سید ابو الفیض محمد بن محمد بن محمد حسینی (۱۲۰۵ھ)۔ عُقود الجواهر المنیفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنیفة مما وافق فیه الأئمة الستة أو أحدهم۔ پاکستان، کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۱۸۶۔ **مرعی**، ابن یوسف بن ابی بکر بن احمد کرمی مقدسی حنبلی (۱۰۳۳ھ)۔ کتاب تنویر بصائر المقلدین في مناقب الأئمة المجتهدین۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۸۷۔ **مزی**، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ تهذیب الکمال۔ بیروت، لبنان:

مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۱۸۸۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۸۹۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الکنی والأسماء**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: الجامعۃ الاسلامیۃ، ۱۴۰۴۔

۱۹۰۔ **معمر بن راشد**، ابو عروہ أزدی حدانی بصری (۹۶۔۱۵۴ھ)۔ **الجامع**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۹۱۔ **ابن مفلح**، برہان الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد (۸۸۴ھ)۔ **المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الإمام أحمد**، ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ۱۹۹۰ء۔

۱۹۲۔ **مقریزی**، ابو محمد تقی الدین احمد بن علی بن عبد القادر شافعی (۷۶۶ھ۔ ۸۴۵ھ)۔ **المواعظ و الاعتبار بذکر الخطط و الآثار**۔

۱۹۳۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح**۔ بمبئی، بھارت: اصح المطابع۔

۱۹۴۔ **مناوی**، عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵۔۱۶۲۱ء)۔ **فیض القدیر شرح الجامع الصغیر**۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

۱۹۵۔ **ابن منجویہ**، ابو بکر احمد بن علی الاصبہانی (۳۴۷ ۔ ۴۲۸ھ)۔ **رجال مسلم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۹۶۔ **ابن مندہ**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحییٰ (۳۱۰۔۳۹۵ھ/ ۹۲۲۔۱۰۰۵ء)۔ **شروط الأئمۃ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار المسلم، ۱۴۱۴ھ۔

۱۹۷۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔ ۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔۱۲۵۸ء)۔ الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۹۸۔ **موفق**، ابن احمد بن محمد مکی (۴۸۴۔ ۵۶۸ھ)۔ مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۹۹۔ **ابن نجیم**، زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن بکر حنفی (۹۲۶۔۹۷۰ھ)۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ۔

۲۰۰۔ **ابن ندیم**، ابو الفرج محمد بن اسحاق (۳۸۰ھ/ ۹۹۰ء)۔ الفهرست۔

۲۰۱۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن۔ حلب، شام: مکتب المطبوعات، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۲۰۲۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن الکبری۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۲۰۳۔ **ابو نعیم اصبہانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ تاریخ أصبهان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۰۴۔ **ابو نعیم اصبہانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۲۰۵۔ **ابو نعیم اصبہانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ مسند الإمام أبي حنیفة۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۲۰۶۔ **ابونعیم اصبہانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ مسند الإمام أبي حنيفة (مع التحقيق عبدالشهيد النعمانی)۔ اسلام آباد، پاکستان: مجمع البحوث الاسلامیۃ، ۲۰۰۰ء۔

۲۰۷۔ **ابن النقطہ**، ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی (۵۷۴۔۶۲۹ھ)۔ التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۰۸۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ تهذيب الأسماء واللغات۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۰۹۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ شرح النووي على صحيح مسلم۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ۔

۲۱۰۔ **واسطی**، اسلم بن سہل رزاز (المتوفی ۲۹۲ھ)۔ تاريخ واسط۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۶ھ۔

۲۱۱۔ **وہبہ زحیلی**۔ الوجيز فی أصول الفقه۔ بیروت، لبنان: دار الفکر المعاصر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۱۲۔ **ابن ہاشم ٹھٹھوی**، مخدوم محمد سندھی (۱۱۷۴ھ)۔ إتحاف الأكابر بمرويات الشيخ عبد القادر (مخطوطہ)۔

۲۱۳۔ **ہبۃ اللہ لالکائی**، ابو قاسم ابن حسن بن منصور (۴۱۸ھ)۔ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة من الكتاب والسنة وإجماع الصحابة۔ ریاض، سعودی عرب، دار طیبہ، ۱۴۰۲ھ۔

۲۱۴۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک حمیری (۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ السيرة النبوية۔ بیروت،

لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

۲۱۵۔ **ابن الہمام**، کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی سکندری (۷۹۰۔۸۶۱ھ)۔ فتح القدیر شرح الھدایۃ۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۲۱۶۔ **ہندی**، حسام الدین، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ کنز العمّال فی سنن الأقوال والأفعال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۸۹ء۔

۲۱۷۔ **ہیثمی**، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۲۱۸۔ **ہیثمی**، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۲۱۹۔ **یافعی**، ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان (۷۶۸ھ)۔ مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان، قاہرہ، مصر: دار الکتاب الاسلامی، ۱۴۱۳ھ۔

۲۲۰۔ **یاقوت حموی**، ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ بغدادی (۶۲۶ھ)۔ معجم البلدان۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۲۲۱۔ **یحییٰ بن معین**، ابو زکریا (۱۵۸۔۲۳۳ھ)۔ تاریخ ابن معین (روایۃ الدوري)۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مرکز البحث العلمی، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۲۲۲۔ **یعقوبی**، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وھب عباسی (۲۸۴ھ/ ۸۹۷ء)۔ تاریخ الیعقوبی۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۲۲۳۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ المسند۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۲۲۴۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المعجم**۔ فیصل آباد، پاکستان: ادارۃ العلوم الاثریہ، ۱۴۰۷ھ۔

۲۲۵۔ **ابو یعلی خلیلی**، خلیل بن عبد اللہ بن احمد قزوینی (۳٦۷۔۴۴٦ھ)۔ **الإرشاد فی معرفۃ علماء الحدیث**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۲۲٦۔ **ابو یوسف**، یعقوب بن ابراہیم انصاری (۱۸۲ھ)۔ **کتاب الآثار**۔ سانگلہ ہل، شیخوپورہ، پاکستان: المکتبۃ الاثریۃ/ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ۔

www.MinhajBooks.com